

اسلامی مہنیوں  
کی مناسبت سے

حاصل پوری

خطبات

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



تالیف

فضیلہ شیح محمد عظیم حاصل پوری

انفستان کمپنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ  
وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ  
معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

اسلامی مہنیوں  
کی مناسبت کے  
صاحب پوری  
خطبات

تصنیف

فیصلہ شریعہ محمد عظیم صاحب پوری

معاون

مجیب الرحمن نسیم

www.KitaboSunnat.com

انفستان کمپنی

جملہ حقوق محفوظ ہیں



انٹرنیشنل  
کتاب خانہ  
حالی

کتاب

فہرست موعظیم حاصلی

تالیف

2016

اشاعت

الکتب خانہ

قیمت

ملنے کا پتا

اسلامک بک کمپنی

مین ایمن پور بازار بالقائل بینک آف پنجاب فیصل آباد پاکستان

041-2647308 - 0321-6607308

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

0333-6607308 - 0300-8658535

e-mail: islamicbookcompany@gmail.com

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی حاصل پور

0301-8131916 - 0313-2501221

## اسلامی مہینوں کی مناسبت سے خطبات

صفحہ	عنوان	اسماء ماہ	نمبر شمار
39	① ماہِ محرم کے احکام و مسائل	<b>محرم الحرام</b>	1
52	② شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ		
73	③ فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم		
86	④ رَحْمَاءَ بَيْنَهُمْ		
100	⑤ اہل بیت اور ان کے فضائل		
137	⑥ حسنین کریمین شریفین رضی اللہ عنہما		
155	① ماہِ صفر اور اس کے مسائل	<b>صفر المظفر</b>	2
168	② رب کی رضا		
180	③ اعمال برباد کیوں ہوتے ہیں۔؟		
193	④ تعویذ نہیں، مسنون دم کیجیے		
208	⑤ حق کیا ہے؟ اور اسے قبول نہ کرنے کی وجوہات		
227	⑥ بسم اللہ اور اس کے فوائد و برکات		

245	① درود پڑھنے کے فوائد اور مقامات	<b>ربیع الاول</b>	3
253	② رفیق اعلیٰ کی جانب سفر		
269	③ خصوصیات محمد ﷺ		
281	④ پہچان پیغمبر ﷺ		
298	⑤ نبی ﷺ کا قرب پانے والے خوش نصیب لوگ		
313	⑥ سفارش رسول ﷺ پانے والے		
325	① دعائے رسول ﷺ پانے والے	<b>ربیع الثانی</b>	4
342	② رسول اللہ ﷺ کی بددعا پانے والے		
353	③ محبت رسول ﷺ		
367	④ دوسروں کا دل جیتنے کے طریقے		
381	⑤ امیر بننے کے طریقے		
392	⑥ طوبی		

## فہرست

- 25 \_\_\_\_\_ پیش لفظ ❁
- 29 \_\_\_\_\_ مقدمہ ❁
- 34 \_\_\_\_\_ صاحب کتاب ایک نظر میں ❁
- ماہ محرم الحرام کے خطبات**
- 39 \_\_\_\_\_ ماہ محرم کے احکام و مسائل
- 39 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات ❁
- 40 \_\_\_\_\_ فضائل محرم ❁
- 40 \_\_\_\_\_ نئے اسلامی سال کا آغاز ❁
- 41 \_\_\_\_\_ اسلامی کیلنڈر کا آغاز اور وجہ تسمیہ ❁
- 41 \_\_\_\_\_ سبب تقویم ❁
- 42 \_\_\_\_\_ شہر اللہ ❁
- 42 \_\_\_\_\_ ماہ محرم کے روزوں کی فضیلت ❁
- 43 \_\_\_\_\_ یوم عاشورا کی فضیلت ❁
- 44 \_\_\_\_\_ عاشورا کا روزہ کب رکھا جائے ❁
- 45 \_\_\_\_\_ ماہ محرم کی رسومات ❁
- 45 \_\_\_\_\_ فوت شدہ پر تبر آبازی ❁
- 46 \_\_\_\_\_ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبر آبازی ❁
- 47 \_\_\_\_\_ سوگ کا مہینہ سمجھنا ❁
- 48 \_\_\_\_\_ قبرستان جانا ❁
- 48 \_\_\_\_\_ سیاہ لباس کا استعمال ❁

- 48 غیر اللہ کی نذر و نیاز
- 51 تعظیم کی ایک وجہ
- 52 شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ
- 52 تمہیدی کلمات
- 52 آپ کا نام و نسب
- 53 دعائے رسول
- 53 قبول اسلام
- 54 علانیہ عبادت کعبۃ اللہ میں
- 54 فضائل و مناقب
- 54 عمر رضی اللہ عنہ کو الہام ہوتا تھا
- 55 اگر کوئی نبی آنا ہوتا
- 55 شیطان ڈر کے مارے راستہ تبدیل کر لیتا
- 56 حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تاثرات
- 57 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
- 58 عمر رضی اللہ عنہ جفتی ہیں
- 58 عمر رضی اللہ عنہ جفتی بوزھوں کے سردار
- 59 حق عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
- 61 بیٹے کا محاسبہ
- 62 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب، عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے سے بھی محبوب ہے
- 62 رعایا پروری کی ایک مثال
- 63 جناب عمر رضی اللہ عنہ کا خشوع
- 64 قرآنی آیات پر فوراً عمل کرنے والے

- 64 \_\_\_\_\_ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت
- 65 \_\_\_\_\_ سیدنا عمر کی خواہش اور پردے کا حکم
- 65 \_\_\_\_\_ عمر رضی اللہ عنہ نے روک دیا
- 66 \_\_\_\_\_ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو چادر نہ دی
- 66 \_\_\_\_\_ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات کو تسلیم کر لیا
- 67 \_\_\_\_\_ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت
- 73 \_\_\_\_\_ فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- 73 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 74 \_\_\_\_\_ صحابہ رضی اللہ عنہم کا احترام کرو
- 75 \_\_\_\_\_ انصار سے محبت، نبی سے محبت ہے
- 76 \_\_\_\_\_ صحابہ رضی اللہ عنہم جیسا ایمان لانے کا حکم
- 77 \_\_\_\_\_ بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا
- 78 \_\_\_\_\_ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کا عمل کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا
- 79 \_\_\_\_\_ اللہ نے جنتی انعام دنیا میں دے دیا
- 80 \_\_\_\_\_ گستاخ صحابہ رضی اللہ عنہم کا انجام
- 81 \_\_\_\_\_ گستاخ عورت کا اندھا ہونا
- 82 \_\_\_\_\_ گستاخی کرنے والا شخص آخر عمر میں کیسے ذلیل ہوا
- 83 \_\_\_\_\_ گستاخ کے نتھنوں میں سانپ کا داخل ہونا
- 84 \_\_\_\_\_ وہ سب عبرت کا نشان بنے
- 86 \_\_\_\_\_ رَحِمَاءٌ بَيْنَهُمْ
- 86 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 87 \_\_\_\_\_ اللہ نے ان کے دل باہم جوڑ دیئے

- 87 \_\_\_\_\_ اے ابو بکر! ہمیں آپ پر کوئی غصہ نہیں
- 89 \_\_\_\_\_ فاطمہ بنت رسول کا جنازہ
- 89 \_\_\_\_\_ جعفر بن ابی طالب کی بیوہ سے نکاح
- 89 \_\_\_\_\_ ابو بکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں
- 90 \_\_\_\_\_ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
- 91 \_\_\_\_\_ سیدنا علی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی باہم محبت
- 92 \_\_\_\_\_ میری عمر، عمر رضی اللہ عنہ کو مل جائے
- 93 \_\_\_\_\_ اعمال میں نمونہ
- 94 \_\_\_\_\_ عمر جنتی ہیں
- 95 \_\_\_\_\_ حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لایا کرو
- 96 \_\_\_\_\_ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
- 96 \_\_\_\_\_ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے محبت
- 97 \_\_\_\_\_ عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابان کے نکاح میں حضرت جعفر کی پوتی
- 97 \_\_\_\_\_ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پوتی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے کے نکاح میں
- 97 \_\_\_\_\_ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع
- 98 \_\_\_\_\_ رَحْمَاءٌ بَيْنَهُمْ کی عملی تفسیر کی ایک مثال
- 100 \_\_\_\_\_ اہل بیت اور ان کے فضائل
- 100 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 100 \_\_\_\_\_ اہل بیت کون؟
- 104 \_\_\_\_\_ نواسیاں بھی اہل بیت میں شامل
- 105 \_\_\_\_\_ جن کے اوپر صدقہ حرام ہے، وہ بھی اہل بیت میں شامل ہیں
- 107 \_\_\_\_\_ اہل بیت کے عمومی فضائل

- 108 اہل بیت سے بغض رکھنے والا جہنمی ہے
- 108 ازواج مطہرات کے عمومی فضائل
- 109 امہات المؤمنین کے دواجر
- 109 امہات المؤمنین سے نکاح حرام
- 110 ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں
- 110 امہات المؤمنین کے لیے اجر عظیم کا وعدہ
- 110 آپ ﷺ کو مزید نکاح کرنے سے روک دیا گیا
- 111 اہل بیت کے خصوصی فضائل
- 111 ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا
- 115 ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا
- 115 میں اپنی باری عاتشہ کو بہت کرتی ہوں:
- 116 ام المؤمنین سیدہ عاتشہ رضی اللہ عنہا
- 117 نکاح کا فیصلہ خدائی تھا
- 118 جبرائیل کا سلام
- 119 ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا
- 120 ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا
- 120 ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا
- 122 ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
- 123 شب زندہ دار تھیں
- 124 ام المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا
- 125 ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا
- 126 ام المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا



- 127 \_\_\_\_\_ ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا
- 128 \_\_\_\_\_ اہل بیت کے خصوصی فضائل
- 128 \_\_\_\_\_ بیٹے
- 130 \_\_\_\_\_ بیٹیاں
- 134 \_\_\_\_\_ امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ
- 135 \_\_\_\_\_ حضرت حسن رضی اللہ عنہ
- 136 \_\_\_\_\_ حضرت حسین رضی اللہ عنہ
- 137 \_\_\_\_\_ حسنین کریمین شریفین رضی اللہ عنہما
- 137 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 137 \_\_\_\_\_ فضائل حسنین کریمین رضی اللہ عنہما
- 144 \_\_\_\_\_ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما
- 149 \_\_\_\_\_ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

### ماہ صفر کے خطبات

- 155 \_\_\_\_\_ ماہ صفر اور اس کے مسائل
- 155 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 156 \_\_\_\_\_ کیا کسی چیز میں نحوست ہے؟
- 157 \_\_\_\_\_ برکت اور اضافے کا فرق
- 158 \_\_\_\_\_ نحوست کے متعلق کافروں کا عقیدہ
- 159 \_\_\_\_\_ عرب کے کافر اور ماہ صفر
- 160 \_\_\_\_\_ صفر منحوس نہیں
- 160 \_\_\_\_\_ لاعدویٰ کا مطلب
- 160 \_\_\_\_\_ ولاطیرۃ کا مفہوم

- 160 \_\_\_\_\_ حرامہ کیا ہے؟
- 161 \_\_\_\_\_ ولا صفر کا مطلب
- 162 \_\_\_\_\_ ماہ صفر کے متعلق تو ہم پرستی
- 162 \_\_\_\_\_ ماہ صفر کی مخصوص عبادات
- 164 \_\_\_\_\_ بیماریوں کا نزول
- 168 \_\_\_\_\_ رب کی رضا
- 168 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 168 \_\_\_\_\_ آزمائش پر راضی رہنے والے پر رب راضی
- 169 \_\_\_\_\_ اس نے ایمان کا حزرہ چکھ لیا
- 169 \_\_\_\_\_ گناہوں کی معافی
- 170 \_\_\_\_\_ جنت واجب ہوگئی
- 170 \_\_\_\_\_ ظلم سے نجات
- 170 \_\_\_\_\_ جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت
- 171 \_\_\_\_\_ روز قیامت بندے کو اللہ خوش کر دے گا
- 171 \_\_\_\_\_ اللہ کی تعریف اس کی رضا کے مطابق
- 172 \_\_\_\_\_ اللہ کی رضا کا سوال
- 172 \_\_\_\_\_ سفر میں دعا قبول ہوتی ہے
- 174 \_\_\_\_\_ اللہ کی رضا کا سبب بننے والے چند اعمال
- 174 \_\_\_\_\_ اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرنا:
- 174 \_\_\_\_\_ کسی پریشان حال، مصیبت زدہ کو دیکھیں
- 175 \_\_\_\_\_ کھانا کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنے سے
- 175 \_\_\_\_\_ اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے

- 176 \_\_\_\_\_ باپ کی رضارب کی رضا
- 176 \_\_\_\_\_ اطاعت کے کاموں میں والدین کی فرماں برداری
- 176 \_\_\_\_\_ فقیری کے بعد امیری میں مسائل کو دینا
- 179 \_\_\_\_\_ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، ان کے لیے اعلان ہوتا ہے
- 180 \_\_\_\_\_ اعمال برباد کیوں ہوتے ہیں؟
- 180 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 180 \_\_\_\_\_ شرک
- 181 \_\_\_\_\_ ارتداد
- 183 \_\_\_\_\_ آخرت کا انکار
- 183 \_\_\_\_\_ اللہ کی آیات کو جھٹلانا
- 184 \_\_\_\_\_ اللہ کے رسول کی مخالفت
- 185 \_\_\_\_\_ ریا کاری اور دکھلاوہ
- 187 \_\_\_\_\_ جب جماعت کھڑی ہو تو کوئی نماز نہیں
- 187 \_\_\_\_\_ جن کی نماز قبول نہیں
- 187 \_\_\_\_\_ جو رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی نہ کرے
- 188 \_\_\_\_\_ نماز میں خرابی کرنا
- 189 \_\_\_\_\_ عراف کے پاس جانے والا
- 189 \_\_\_\_\_ خوشبو لگا کر مسجد جانے والی عورت
- 190 \_\_\_\_\_ اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھنے والی کی نماز
- 190 \_\_\_\_\_ شراب پینے والے کی نماز
- 191 \_\_\_\_\_ کوئی فرض اور نفل قبول نہیں
- 191 \_\_\_\_\_ ظاہرنیک اور باطن بد

- 192 \_\_\_\_\_ کتابا لنے والا
- 193 \_\_\_\_\_ تعویذ نہیں، مسنون دم کیجیے
- 193 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 193 \_\_\_\_\_ مشرک پر جنت حرام
- 194 \_\_\_\_\_ مشرک کے لیے معافی نہیں
- 194 \_\_\_\_\_ مشرک کے اعمال ضائع
- 195 \_\_\_\_\_ مشرک کبیرہ گناہ کا مرتکب
- 195 \_\_\_\_\_ مشرک ابدی جہنمی
- 196 \_\_\_\_\_ مشرک ہلاکت خیز عمل
- 196 \_\_\_\_\_ مشرک کی شفاعت نہیں
- 197 \_\_\_\_\_ مشرک کی ایک قسم تعویذ
- 198 \_\_\_\_\_ تعویذ پہنے مرنے والے کا حشر
- 199 \_\_\_\_\_ نبی ﷺ کا تعویذ کی کراہت کرنا
- 199 \_\_\_\_\_ جانوروں کے گلے میں بھی تعویذ نہ لگانا
- 199 \_\_\_\_\_ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعویذ کی کراہت کرنا
- 202 \_\_\_\_\_ اللہ پر توکل کرنے والے
- 202 \_\_\_\_\_ غیر شریکِ دم
- 203 \_\_\_\_\_ نظر بد کا دم
- 203 \_\_\_\_\_ بچھو کے کانٹے کا دم
- 203 \_\_\_\_\_ جنات سے بچاؤ کا دم
- 204 \_\_\_\_\_ زہریلے جانور کے زہر سے بچاؤ کے لیے دم
- 204 \_\_\_\_\_ مشکل کام کی آسانی کے لیے دعا
- 204 \_\_\_\_\_ سانپ کے ڈسنے پر دم

- 205 \_\_\_\_\_ سورہ فاتحہ
- 205 \_\_\_\_\_ بچھو کے کاٹنے پر دم
- 205 \_\_\_\_\_ سورہ الاخلاص
- 206 \_\_\_\_\_ سورہ الفلق
- 206 \_\_\_\_\_ سورہ الناس
- 206 \_\_\_\_\_ بیمار آدمی کے لیے دم
- 207 \_\_\_\_\_ جادو کی دوری کے لیے دم
- 208 \_\_\_\_\_ حق کیا ہے؟ اور اسے قبول نہ کرنے کی وجوہات
- 208 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 209 \_\_\_\_\_ اللہ کی نازل کردہ وحی ہی حق ہے
- 211 \_\_\_\_\_ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کی زبان سے جو نکلے وہ حق ہے
- 212 \_\_\_\_\_ معیار حق
- 213 \_\_\_\_\_ خلیفہ اول ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بات
- 215 \_\_\_\_\_ خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات
- 216 \_\_\_\_\_ حق تسلیم نہ کرنے سے تہتر فرقتے بنتے ہیں
- 216 \_\_\_\_\_ الٹی راہ شیطان کی راہ ہے
- 217 \_\_\_\_\_ حق چھپانے کی سزا
- 217 \_\_\_\_\_ حق قبول نہ کرنے کی وجوہات
- 218 \_\_\_\_\_ حکومت و سلطنت
- 219 \_\_\_\_\_ حسد
- 221 \_\_\_\_\_ تکبر و انانیت
- 223 \_\_\_\_\_ جبلہ بن امّہم غسانی

- 224 \_\_\_\_\_ آباء و اجداد ❁
- 227 \_\_\_\_\_ بسم اللہ اور اس کے فوائد و برکات
- 227 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات ❁
- 229 \_\_\_\_\_ بسم اللہ کی اہمیت ❁
- 230 \_\_\_\_\_ بسم اللہ پڑھنے کے مواقع ❁
- 230 \_\_\_\_\_ وضو سے پہلے ❁
- 230 \_\_\_\_\_ بسم اللہ ہر سورت کے آغاز میں ❁
- 232 \_\_\_\_\_ کھانا کھانے سے پہلے ❁
- 233 \_\_\_\_\_ ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا ❁
- 234 \_\_\_\_\_ سوتے وقت بسم اللہ پڑھنا ❁
- 234 \_\_\_\_\_ سواری پر سوار ہوتے وقت ❁
- 235 \_\_\_\_\_ بسم اللہ کے فوائد و برکات ❁
- 236 \_\_\_\_\_ جنوں سے پردہ ❁
- 236 \_\_\_\_\_ بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کرنا ❁
- 237 \_\_\_\_\_ ۷۸۶ اور بسم اللہ کا معجزہ ❁
- 237 \_\_\_\_\_ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هَذَا الْغَلَامِ ❁
- 240 \_\_\_\_\_ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَكُمْ ❁

### ماہ ربیع الاول کے خطبات

- 245 \_\_\_\_\_ دُرود پڑھنے کے فوائد اور مقامات
- 245 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات ❁
- 245 \_\_\_\_\_ کیسے درود بھیجیں.....؟ ❁
- 246 \_\_\_\_\_ درود بھیجنے والے رحمت الہی کے مستحق ❁

- 247 فرشتے درود بھیجتے ہیں
- 247 قربت رسول ﷺ پانے والے عمل
- 247 غم ختم اور گناہ معاف ہوتے ہیں
- 248 درود بھیجنے والے پر رب کا سلام
- 249 درود نہ بھیجنے والا نکیل ہے
- 249 درود نہ بھیجنے والا جنت کا راستہ بھول بیٹھتا ہے
- 249 صبح و شام
- 250 ہر مجلس میں
- 250 ہر اذان کے بعد
- 250 ہر نماز کے تشہد میں
- 251 نماز کے بعد دعا سے پہلے
- 253 رفیقِ اعلیٰ کی جانب سفر
- 253 تمہیدی کلمات
- 253 مرض کا آغاز
- 254 آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا آخری ہفتہ
- 254 رحلت رسول اللہ ﷺ سے پانچ دن پہلے
- 258 ایک یا دو دن قبل
- 258 حیات مبارکہ کا آخری دن
- 260 یا اکتاہ...!
- 261 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ
- 264 تجمیز و تکلفین اور تدفین
- 265 نماز جنازہ

- 265 \_\_\_\_\_ رحلت کے بعد جدائی کے آنسو
- 266 \_\_\_\_\_ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ روپڑے
- 267 \_\_\_\_\_ آج پھر نبی ﷺ کی یاد آگئی
- 267 \_\_\_\_\_ صاحبین کو ام ایمن نے رلا دیا
- 269 \_\_\_\_\_ خصوصیات محمد ﷺ
- 269 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 269 \_\_\_\_\_ عالمگیر رسالت کے مالک
- 270 \_\_\_\_\_ تمام انبیاء پر برتری
- 270 \_\_\_\_\_ خاتم النبیین کا اعزاز
- 271 \_\_\_\_\_ آپ ﷺ کے پیروکار سب سے زیادہ
- 271 \_\_\_\_\_ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا تحفہ
- 272 \_\_\_\_\_ پانچ چیزوں کی خاص عطا
- 273 \_\_\_\_\_ آسمانوں کی سیر
- 273 \_\_\_\_\_ نماز میں آگے پیچھے یکساں دیکھنا
- 273 \_\_\_\_\_ آپ ﷺ سب سے پہلے زمین سے اٹھیں گے
- 274 \_\_\_\_\_ سب سے پہلے روز قیامت جس امت کا حساب ہوگا
- 274 \_\_\_\_\_ سب سے پہلے ہل صراط عبور کریں گے
- 274 \_\_\_\_\_ دل بیدار آنکھیں سوتی ہیں
- 274 \_\_\_\_\_ سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا
- 275 \_\_\_\_\_ آگے پیچھے گناہوں کی معافی
- 275 \_\_\_\_\_ نماز بیٹھ کر پڑھنے میں بھی پورا ثواب
- 276 \_\_\_\_\_ تیس جوانوں کی قوت کے مالک

- 276 آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا حقیقت میں دیکھنا
- 276 جنت میں بلا حساب داخلہ
- 276 آپ ﷺ کی موجودگی میں عذاب سے بچاؤ
- 277 روزِ قیامت سفارش کا حق
- 279 ریاض الجنۃ کی عنایت
- 279 نہر کوثر کا اعزاز
- 279 ساتھی جن کا اسلام لانا
- 280 عرش کے قریب خاص مقام
- 281 پہچان پیغمبر ﷺ
- 281 تمہیدی کلمات
- 282 یہود کا پہچانا
- 284 بشارت عیسیٰ
- 285 راہب کی پہچان
- 286 چچا ابوطالب بھی پہچان گیا تھا
- 287 پتھر کی پہچان
- 288 درختوں نے پہچان لیا
- 288 کھجور کے تنے نے پہچان لیا
- 288 ورقہ بن نوفل کی پہچان
- 290 شاہ روم ہرقل نے پہچان لیا
- 291 بھیڑیے کا پہچانا
- 292 شیر کا پہچانا
- 292 اونٹ نے پہچان لیا

- 293 \_\_\_\_\_ کتوے کا واقعہ
- 294 \_\_\_\_\_ عبد اللہ بن سلام کی پہچان
- 295 \_\_\_\_\_ ضما ازدی کا پہچانا
- 296 \_\_\_\_\_ ام معبد اور اس کے خاوند کی پہچان
- 298 \_\_\_\_\_ نبی ﷺ کا قرب پانے والے خوش نصیب لوگ
- 298 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 299 \_\_\_\_\_ متقین رسول اللہ کے قریب ہوں گے
- 301 \_\_\_\_\_ اخلاقِ حسنہ والے رسول اللہ کے قریب ہوں گے
- 302 \_\_\_\_\_ دو بچیوں کی کفالت کرنے والا
- 304 \_\_\_\_\_ یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا
- 306 \_\_\_\_\_ قیامِ اللیل کرنے والا
- 306 \_\_\_\_\_ درود بھیجنے والا
- 308 \_\_\_\_\_ سچا اور اماندار تاجر
- 310 \_\_\_\_\_ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والا
- 313 \_\_\_\_\_ سفارشِ رسول ﷺ پانے والے
- 313 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 313 \_\_\_\_\_ کون کون سفارش کرے گا
- 314 \_\_\_\_\_ سب سے پہلے سفارش
- 315 \_\_\_\_\_ مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے
- 316 \_\_\_\_\_ تمام کائنات کے لوگوں کے لیے شفاعت
- 318 \_\_\_\_\_ کبیرہ گناہوں میں مبتلا لوگ کی سفارش
- 318 \_\_\_\_\_ توحید پرستوں کی سفارش

- 319 \_\_\_\_\_ کلمہ توحید پر کار بند رہنے والوں کی سفارش
- 319 \_\_\_\_\_ اذان سن کر اس کا جواب دینے والے کے لیے سفارش
- 320 \_\_\_\_\_ آپ ﷺ پر درود بھیجنے والا سفارش کا مستحق
- 321 \_\_\_\_\_ مدینہ منورہ میں قیام آپ ﷺ کی سفارش کا باعث
- 321 \_\_\_\_\_ مدینہ میں موت
- 322 \_\_\_\_\_ رب پر راضی رہنے والے انسان کی

### ماہ ربیع الثانی کے خطبات

- 325 \_\_\_\_\_ دعائے رسول ﷺ پانے والے
- 325 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 326 \_\_\_\_\_ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا
- 327 \_\_\_\_\_ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے دعا
- 327 \_\_\_\_\_ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا
- 328 \_\_\_\_\_ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا
- 329 \_\_\_\_\_ سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے دعا
- 330 \_\_\_\_\_ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا
- 331 \_\_\_\_\_ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے دعا
- 333 \_\_\_\_\_ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا
- 333 \_\_\_\_\_ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا
- 334 \_\_\_\_\_ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے دعا
- 335 \_\_\_\_\_ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا
- 337 \_\_\_\_\_ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا
- 337 \_\_\_\_\_ مؤذن رسول کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعا

- 338 \_\_\_\_\_ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا
- 338 \_\_\_\_\_ سیدنا عروہ باریقی رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا
- 339 \_\_\_\_\_ انصار کی اولاد کے لیے دُعا
- 339 \_\_\_\_\_ شادی کرنے والے کے لیے دُعا
- 340 \_\_\_\_\_ اُمت محمدیہ کی صبح میں برکت کے لیے دُعا
- 340 \_\_\_\_\_ عصر سے پہلے چار سنتیں پڑھنے والے کے لیے دُعا
- 340 \_\_\_\_\_ مؤذنین کے لیے دُعا
- 341 \_\_\_\_\_ لین دین میں نرمی اور فیاضی سے کام لینے والے کے لیے دُعا
- 342 \_\_\_\_\_ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا پانے والے
- 342 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 342 \_\_\_\_\_ قریش مکہ کے لیے بددعا
- 344 \_\_\_\_\_ جنگ احزاب میں دشمنوں کے لیے
- 345 \_\_\_\_\_ کسریٰ کے لیے بددعا
- 346 \_\_\_\_\_ سراقہ بن مالک جعفی کے لیے بددعا
- 347 \_\_\_\_\_ بائیس ہاتھ سے کھانے والے کے لیے بددعا
- 347 \_\_\_\_\_ ظالم حکمران کے لیے بددعا
- 348 \_\_\_\_\_ مسجد میں گشودہ چیز کا اعلان کرنے والے کے لیے بددعا کا حکم
- 349 \_\_\_\_\_ مسجد میں خرید و فروخت کرنے والے کے لیے بددعا کا حکم
- 349 \_\_\_\_\_ دنیا کے پجاری کے لیے بددعا
- 350 \_\_\_\_\_ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے اور والدین پر لعنت کرنے والے کے لیے
- 351 \_\_\_\_\_ شراب کی وجہ سے رسول اللہ کی لعنت کے مستحق بننے والے
- 351 \_\_\_\_\_ عورتوں کی مشابہت کرنے والوں پر لعنت

- 352 \_\_\_\_\_ رشوت لینے اور دینے والے کے لیے
- 353 \_\_\_\_\_ محبت رسول ﷺ
- 353 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات
- 354 \_\_\_\_\_ ایمان کی تکمیل کیسے.....؟
- 354 \_\_\_\_\_ آپ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں
- 355 \_\_\_\_\_ میں اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں
- 356 \_\_\_\_\_ میرے پاس تو صرف آپ کی محبت ہے
- 357 \_\_\_\_\_ ایمان کا مزاپانے والے
- 357 \_\_\_\_\_ محبت ہو تو ایسی۔۔!
- 358 \_\_\_\_\_ محبت کا صحیح مفہوم
- 358 \_\_\_\_\_ رسول ﷺ کی محبت میں سب کچھ قربان
- 359 \_\_\_\_\_ محبت رسول میں باپ قتل کر دیا
- 361 \_\_\_\_\_ میں ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا
- 361 \_\_\_\_\_ اپنے ہی ماموں کی قربانی
- 361 \_\_\_\_\_ محبت رسول میں بھائی کی قربانی
- 361 \_\_\_\_\_ محبت رسول میں بہن کی قربانی
- 361 \_\_\_\_\_ محبت رسول میں بیوی قربان کر دی
- 362 \_\_\_\_\_ محبت رسول میں بھائی، بیٹے اور خاوند کی قربانی
- 363 \_\_\_\_\_ اجازت ہو تو میں باپ کی گردن کاٹ دوں
- 365 \_\_\_\_\_ محبت رسول میں ماں کی قربانی
- 367 \_\_\_\_\_ دوسروں کا دل جیتنے کے طریقے
- 367 \_\_\_\_\_ تمہیدی کلمات

- 367 ..... (۱) چہرے پر مسکراہٹ سجانا
- 369 ..... (۲) سلام میں پہل کرنا
- 369 ..... (۳) تحفہ دینا
- 370 ..... (۴) خاموشی اور کم گوئی
- 372 ..... (۵) غور سے گفتگو سننا
- 372 ..... (۶) اچھا حلیہ بنانا
- 373 ..... (۷) احسان کرنا اور ضروریات پوری کرنا
- 375 ..... (۸) مال لوٹانا
- 377 ..... (۹) حسن ظن رکھنا اور عذر قبول کرنا
- 378 ..... (۱۰) محبت و مودت کا اظہار کرنا
- 379 ..... (۱۱) مدارات
- 381 امیر بننے کے طریقے
- 381 ..... تمہیدی کلمات
- 382 ..... تقویٰ اختیار کرنا
- 383 ..... اللہ کی عبادت کے لیے خاص وقت
- 384 ..... توکل کرنا
- 384 ..... صلہ رحمی کرنا
- 384 ..... حج و عمرہ کرنا
- 385 ..... اللہ کی راہ میں خرچ کرنا
- 385 ..... استغفار کرنا
- 386 ..... نکاح کرنا
- 387 ..... جہاد کرنا
- 387 ..... کمزوروں کی مدد

- 388 ..... دینی علوم حاصل کرنے والوں پر خرچ
- 389 ..... نصیحت
- 392 ..... طوبی
- 392 ..... تمہیدی کلمات
- 393 ..... طوبی کی تفسیر
- 394 ..... تین کام کرنے والوں کے لیے خوشخبری
- 395 ..... ۱۔ زبان کی حفاظت کرنے والے کے لیے خوشخبری
- 396 ..... ۲۔ بلا ضرورت گھر سے نہ نکلنے والے کے لیے خوشخبری
- 397 ..... آدمی کے اسلام کی خوبی
- 397 ..... ۳۔ اپنے گناہوں پر آنسو بہانے والے کے لیے خوشخبری
- 398 ..... اہل شام کے لیے خوشخبری
- 401 ..... والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے کے لیے خوشخبری
- 402 ..... والدین کے ساتھ نیکی اللہ کا حکم
- 403 ..... کثرت سے استغفار کرنے والے کے لیے خوشخبری
- 403 ..... بچپن میں فوت ہونے والے بچوں کے لیے خوشخبری
- 405 ..... باعمل غرباء کے لیے خوشخبری
- 406 ..... مجاہد کے لیے خوشخبری
- 407 ..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت محمدی کے لیے خوشخبری
- 408 ..... اپنے عیبوں کی اصلاح کرنے والے کے لیے خوشخبری
- 410 ..... اسلام کی نعمت پانے والوں کے لیے خوشخبری
- 411 ..... عمر بلی اور نیک عمل والے کے لیے خوشخبری
- 411 ..... نیکی عمر میں اضافہ کا سبب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## پیش لفظ

حالات و واقعات کی تعیین کے لیے سورج و چاند کی منازل سے حساب کیا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کئی ایک مقامات پر اس کی نشاندہی فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابِ ۗ﴾ (یونس: ۵)

”وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم سالوں کا شمار اور (کاموں کا) حساب معلوم کرو۔“

﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ۖ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝﴾ (الانعام: ۶۷)

”وہی (رات کے اندھیرے سے) صبح کی روشنی پھاڑ نکالتا ہے اور اسی نے رات کو (موجب) آرام (ٹھہرایا) اور سورج اور چاند کو (ذرائع) شمار بنایا ہے یہ اللہ کے (مقرر کئے ہوئے) اندازے ہیں جو غالب (اور) علم والا ہے۔“

﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۗ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝﴾ (یس: ۳۶)

”نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آسکتی ہے سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔“

دور حاضر میں ہمارے ہاں پرنٹ ہونے والے کیلنڈروں پر عموماً تین کیلنڈروں کی تاریخیں رقم ہوتی ہیں۔ انگریزی تاریخ، اسلامی تاریخ اور ہندی یا بکریمی تقویم۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں اصل تاریخ، اسلامی تاریخ ہے، جو قمری حساب سے ہے، جیسا کہ سورۃ یونس کی آیت مذکورہ سے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اسلامی تاریخ کے مہینے بارہ مقرر فرمائے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ

السَّوَابِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ۗ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَدِيمُ ۗ فَلَا تَطْلُبُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۗ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾ (التوبة: ٩: ٣٦)

”اللہ کے نزدیک مہینے گنتی میں (بارہ ہیں یعنی) اس روز (سے) کہ اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کتاب الہی میں (برس کے) بارہ مہینے (لکھے ہوئے) ہیں، اُن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ یہی دین کا سیدھا راستہ ہے تو ان مہینوں میں (قتالِ ناصق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔ اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو، جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کیساتھ ہے۔“

اور وہ بارہ مہینے یہ ہیں:

- |                 |                |              |               |
|-----------------|----------------|--------------|---------------|
| 1 محرم          | 2 صفر          | 3 ربیع الاول | 4 ربیع الثانی |
| 5 جمادی الاولیٰ | 6 جمادی الثانی | 7 رجب        | 8 شعبان       |
| 9 رمضان         | 10 شوال        | 11 ذی القعدہ | 12 ذی الحجہ   |

اسی اسلامی تقویم کو دیکھ کر شمسی تقویم کی تعیین کرنے والوں نے انگریزی مہینے کی تعداد بھی بارہ رکھی ہے۔

- |         |           |          |          |
|---------|-----------|----------|----------|
| 1 جنوری | 2 فروری   | 3 مارچ   | 4 اپریل  |
| 5 مئی   | 6 جون     | 7 جولائی | 8 اگست   |
| 9 ستمبر | 10 اکتوبر | 11 نومبر | 12 دسمبر |

اور ہندی یا بکریمی تقویم میں بھی مہینے بارہ ہیں۔

- |        |          |         |          |
|--------|----------|---------|----------|
| 1 چیت  | 2 بیساکھ | 3 جیٹھ  | 4 ہاڑ    |
| 5 ساون | 6 بھادوں | 7 اسونج | 8 کاتک   |
| 9 مکھر | 10 پوہ   | 11 ماگھ | 12 پھاگن |

حقیقی اور قدرتی تقویم قمری ہی ہے، مگر دورِ حاضر میں ہم بہت سے امور میں شمسی تقویم

کو قبول کرنے پر مجبور ہیں۔ لہذا دونوں کی مناسبت سے روزمرہ کے امور کو سرانجام دینا زندگی کا جزو لازم بن چکا ہے۔

اسلامی معاشرے میں بطور رہبر راہنما امام و خطیب ہوتا ہے، جس کی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ وقت، دن اور مہینوں کی مناسبت سے قوم کی راہنمائی کرے۔ ایسا نہ ہو کہ عید الفطر پر عید الاضحیٰ کے مسائل سنائے جائیں اور ایسے ہی اسلامی اور انگریزی مہینوں کی مناسبت سے جو مذہب کے نام پر لوگوں نے تہوار بنائے ہوئے ہیں، اگر ان کی کوئی حقیقت ہے، تو وہ بیان کی جائے اور اگر اس کا بدعات سے تعلق ہے، تو اس سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔

- ① ان خطبات کی تیاری میں موضوع کے متعلق رطب و یابس سے بچتے ہوئے صحیح اور حسن روایات و واقعات کو ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
- ② شعر گوئی اور قافیہ بندی سے گریز کرتے ہوئے انداز سادہ اور سہل رکھا گیا ہے۔
- ③ ہر خطبہ کے شروع میں موضوع کے مطابق قرآنی آیت اور پھر موضوع کی اہمیت کے پیش نظر تمہیدی کلمات لکھے گئے ہیں۔
- ④ امت محمدیہ بہترین امت ہے اور اسے جو دن عبادت کے لیے ملا ہے، وہ بہترین دن ہے اور اس دن خطبہ دینے والے انبیاء کے وارث ہیں لہذا اس منبر پر انبیاء ہی کے مشن کو بیان کیا جائے اور بات صاف، سیدھی اور بدعات سے پاک توحید و سنت پر مبنی ہی کی جائے۔ جس کے لیے خطباء اور واعظین کے لیے اس میں راہنمائی دی گئی ہے۔
- ⑤ مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا اعتراف ہے اور یہ بھی کہ میں ایک شعلہ بیان خطیب بھی نہیں ہوں، تاہم ان خطبات میں واعظین کے لیے کتاب و سنت سے زیادہ سے زیادہ علمی مواد اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

خطبات کے نام کی تعیین میں دوستوں سے مشورہ طلب کیا، تو الشیخ رحمۃ اللہ شاکر (مدرس جامعہ اسلامیہ سلفیہ مسجد مکرم گوجرانوالہ) نے اپنی رائے دینے کی بجائے حکم صادر فرمادیا کہ ان خطبات کا نام ”خطبات حاصلپوری“ ہی ہونا چاہیے اور بلا عمل اس

کی تکمیل کی جائے۔

ان خطبات کی تیاری میں صرف راقم ہی کی محنت نہیں، بلکہ فضیلۃ الشیخ مجیب الرحمن سیاف (مدرس جامعہ اسلامیہ سلفیہ مسجد مکرم گوجرانوالہ) بھی برابر کے شریک ہیں۔ میں ان تمام بھائیوں کا ممنون ہوں، جنہوں نے اس کی تیاری میں کسی بھی قسم کی معاونت کی، جن میں فضیلۃ الشیخ مجیب الرحمن سیاف رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رحمت اللہ شاکر رحمۃ اللہ علیہ، محمد یحییٰ طاہر رحمۃ اللہ علیہ، حافظ زبیر الرحمن حاصل پوری رحمۃ اللہ علیہ شامل ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائے۔

**محمد عظیم حاصلپوری**

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی حاصل پور

0301-6131916

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مقدمہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ (النساء: ۴: ۱۶۵)

” (سب) پیغمبروں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع نہ رہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا اور آدم علیہ السلام سے ان کی بیوی حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا، پھر ان دونوں سے انسانی نسل کا سلسلہ جاری فرما کر ان کی ہدایت اور رہنمائی اور تہذیب و تمدن کی تعلیم کا بندوبست فرمایا۔ اس کے لیے بنیادی دو طریقے اختیار فرمائے آسمانوں سے کتب اور صحیفے نازل فرمائے، ان کتب و صحائف کی تشریح و تفصیل اور عملی نمونہ پیش کرنے کے لیے انبیاء و رسل کا انتخاب فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ لِيُقِضَ اللَّهُ مِنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (ابراہیم ۱۴: ۴)

”ہم نے ہر نبی کو اس قوم کی زبان (بولنے والا) بنا کر بھیجا ہے، تاکہ وہ (قوم کے سامنے) کھول کھول کر بیان کر دے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور بہت زیادہ غالب اور بڑا حکمت والا ہے۔“

یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک تسلسل کے ساتھ جاری رہا، ہر نبی نے قوم کو سمجھانے رہنمائی کرنے خیر و شر سے آگاہ کرنے اور جنت و جہنم کی تفصیلات بیان کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ قسمت و مقدر کی بات ہے کسی نے قبول کیا تو کسی نے انکار کیا، نتیجہ ﴿قَلِيلًا مِمَّا تَدَّكُرُونَ﴾ (الاعراف ۷: ۳) ”بہت تھوڑے

نصیحت حاصل کرتے ہو۔“ ﴿قَلِيلًا مَّا تُوْمِنُونَ﴾ (الحاقہ ۶۹: ۴۱) ”بہت تھوڑے تم ایمان لاتے ہو“ ﴿قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ﴾ (الاعراف ۷: ۱۰) ”بہت کم تم شکر کرتے ہو۔“ ﴿فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (النساء: ۴۶) ”وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں۔“ ﴿لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (الفتح ۴۸: ۱۵) ”وہ بہت کم سمجھتے ہیں۔“ جیسے فرامین جاری فرمائے۔ نبی کریم ﷺ کو اعلیٰ و ارفع رتبہ دے کر ختم نبوت کا تاج سجا کر بھیجا اور نبوت کا دروازہ بند کرنے کے ساتھ وحی کا سلسلہ بھی ختم کر دیا۔ جبرائیل امین علیہ السلام جو ہر نبی اور رسول پر وحی لے کر آتے تھے، اللہ رب العالمین نے ان کی یہ ذمہ داری ختم فرمادی۔ ہدایت اور رہنمائی مکمل خزانہ بواسطہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے سینہ اطہر پر نازل فرما دیا۔ اور آپ ﷺ نے نبوت کے تیس سالہ دور میں یہ مکمل خزانہ پوری تفصیل و تکمیل کے ساتھ لوگوں کے سامنے عملی نمونے کی شکل میں پیش فرما کر اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (احزاب ۳۳: ۲۱) ”رسول کی زندگی تمہارے لیے نمونہ ہے۔“ تصدیق و تائید فرمادی۔ اور حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے یہ ارشاد بھی جاری فرمایا: ﴿قَلِيلٌ بَلَّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبِ﴾ (صحیح بخاری، الحج، باب الخطبة ایام منی: ۱۷۳۹) ”جو موجود ہیں، ان کو بتادیں جو موجود نہیں ہیں۔“

یہ ایسا مبارک مختصر اور جامع ترین فرمان ہے، جس میں قیامت تک آنے والوں کی ذمہ داری بیان کر دی گئی ہے۔ اور یہ اس لیے ہے کہ دین اسلام ایک کامل و اکمل دین اور ضابطہ حیات ہے، جو قیامت تک جاری رہے گا، اس میں کوئی تبدیلی چاہنے کے باوجود بھی نہیں کر سکتا۔ جو تبدیلی کرنے کی کوشش کرے گا، ذلت و رسوائی اس کا مقدر بنی اور بنتی رہے گی، فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

تبلیغ دین یہ علماء کی ذمہ داری ہے، چونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں، تبلیغ کئی انداز سے کی جاتی ہے، لیکن سب سے موثر ترین طریقہ خطابت کا ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی وعظ کی شکل میں دین لوگوں تک پہنچاتے رہے، اللہ رب العالمین کی بہت ساری نعمتیں ہیں، جن میں سے ایک اچھا انداز خطابت بھی ہے۔ جس سے سامعین فوراً اثر قبول کرتے ہیں۔ ہر انسان کو ایک الگ

خوبی سے نوازا جاتا ہے۔ بات ایک، موضوع ایک ہی ہوتا ہے، مگر اندازِ بیان اور ترتیب ہر ایک کی الگ ہوتی ہے۔ زورِ بیان سے بات اور موضوع کے حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے، وعظ و نصیحت کی مجلسیں قائم ہوتیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے خشوع و خضوع اور توجہ سے نبی کریم ﷺ کی باتیں سنتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے۔ آپ ﷺ کے خطبات محفوظ ہیں، آپ ﷺ کے لکھے ہوئے خطوط بھی موجود ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد مسجد میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور جب خلیفہ مقرر ہوئے تب بھی خطبہ دیا۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے خطبات تاریخ کی زینت ہیں اور لوگوں کے لیے مشعلِ راہ بھی ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں خطباتِ محمدی کے نام سے مولانا محمد جونا گڑھی رضی اللہ عنہ کے خطبات شائع ہوئے اور اسی طرح خطباتِ اسلامی کے نام سے مولانا عبدالسلام بستوی رضی اللہ عنہ کے خطبات شائع ہوئے۔ جس سے بہت سے خطباء، مبلغین اور واعظین مستفید ہوتے رہے۔ اس کے کافی عرصہ بعد یکے بعد دیگرے مختلف خطباء کے خطبات شائع ہونے لگے۔ سیرت النبی ﷺ کے عنوان پر آٹھ خطبے ”خطباتِ مدراس“ کے نام سے شائع ہوئے، جو مولانا سلیمان ندوی رضی اللہ عنہ نے سیرت کے عنوان پر خطاب فرمائے۔ اسی طرح خطباتِ احسان الہی ظہیر رضی اللہ عنہ شائع ہوئے یہ سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ ہر خطیب کے الگ خطبے شائع ہونے لگے۔ اشاعت کا انداز یہ تھا کہ کسی چاہنے والے نے کیسٹ سے نقل کر کے اسی طرح شائع کر دیے، حوالہ جات کا کوئی خاص اہتمام بھی نہیں تھا۔ اگر کہیں حوالہ ہے تو صحت و ضعف کا لحاظ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد رضی اللہ عنہ کو انہوں نے زادِ انخطیب کے نام سے دو جلدوں میں اسلامی مہینوں کی ترتیب اور متفرق عنوانات کے تحت صحیح احادیث کی روشنی میں خطبات جمع کر کے شائع کیے۔ جس کی تیسری جلد بھی منظر عام پر آچکی ہے۔ انتہائی سنجیدہ انداز اپنایا ہے۔ قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین موضوعات بڑی ذمہ داری کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ مولانا عبدالمنان راسخ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی انداز پر مصباحِ انخطیب، منہاجِ انخطیب وغیرہ کئی الگ الگ جلدیں شائع کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان

سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

کافی عرصہ پہلے رسائل بہاول پوری اور خطبات بہاول پوری مارکیٹ میں دیکھے گئے اور لائبریریوں کی زینت بنے۔ حضرت حافظ پروفیسر عبداللہ بہاول پوری رحمۃ اللہ علیہ انتہائی سادہ مگر بڑے پختہ اور مضبوط عقیدے کے مالک تھے۔ انداز بیان بھی اللہ تعالیٰ نے بڑا بارعب عطا کیا تھا۔ پانچ جلدوں میں ان کے خطبات ہیں۔ تکرار بہت زیادہ ہے یہ ایک بہت بڑا خزانہ ہے، کاش کوئی صاحب ذوق ان کو نئے سرے سے مرتب کر کے باحوالہ اور تحقیق و تنقیح سے مزین کرنے کی سعادت حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کسی صاحب قلم کو فرصت اور توفیق سے نواز دے۔

زیر نظر ”خطبات حاصل پوری“ کی وجہ تسمیہ بھی اصل میں خطبات بہاول پوری ہے۔ علاقہ بھی ایک ہی ہے۔ مولانا محمد عظیم حاصل پوری صاحب کا مسکن بہاول پوری کی تحصیل حاصل پور ہے۔ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت ہی تھوڑی عمر میں بہت زیادہ مقبولیت سے نوازا ہے، یہ وہ مصنف ہیں، جس کی زندگی میں زبان سے نکلا ہر لفظ اور قلم سے لکھا ہر جملہ تقریباً چھپ جاتا ہے اور لوگ اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ نئی کتاب کب مارکیٹ میں آ رہی ہے۔ اور اکثر مکتبے اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ ہمیں کون سی کتاب شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست

تقریباً ہر موضوع پر کچھ نہ کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور لکھا جا رہا ہے، اللہ کرے اور زور قلم

زیادہ۔

سات جلدوں پر مشتمل خطبات حاصل پوری شائع کر کے حاصل پوری صاحب نے بھی اپنا نام مذکورہ بالا سعادت مندوں میں لکھوانے کی کوشش کی ہے۔ اس سعادت میں ان کے معاون مولانا مجیب الرحمن سیاف رحمۃ اللہ علیہ مدرس جامعہ اسلامیہ سلفیہ (مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ ہیں۔ یہ بہت اچھی کاوش ہے۔ عربی اور انگریزی مہینوں کی ترتیب سے مختلف عنوانات کے تحت خطبات تحریر کیے ہیں، جس میں مختلف مہینوں میں ہونے والی بدعات

وخرافات اور غیر مسلموں کے وہ تہوار جو مسلمانوں میں رواج پا رہے ہیں، ان کی خوب تردید کی گئی ہے۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کو ان خرافات سے آگاہ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کتاب و سنت کے صحیح دلائل پیش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مؤلف، معاونین اور ناشرین کے لیے نجات کا سبب بنائے۔ اور نہایت ہی مقبولیت عطا فرمائے۔ وہ دعائیں قبول کرنے والا ہے، اسی پر ہمارا توکل اور بھروسہ ہے اور وہی ہم سب کا حامی و ناصر ہے۔

والسلام

رحمت اللہ شاکر

مدرس جامعہ اسلامیہ سلفیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

04-01-2015

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## صاحب کتاب ایک نظر میں

تحریر..... حکیم مدرثر محمد خان، ۴۸۵ گ ب، سندری، فیصل آباد  
فضیلۃ الشیخ ابو عبدالرحمن محمد عظیم بن غلام مصطفیٰ بن محمد شریف بن علم دین ۱۹۸۴ء کو چک  
نمبر ۷۵ فتح تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے  
سکول سے حاصل کی، مڈل تک تعلیم حاصل پور کے مفتاح العلوم سکول سے پائی اور پھر جامعہ  
الدعوة الاسلامیہ مرکز طیبہ مرید کے میں داخل ہوئے۔ تین سال یہاں اکتساب کے بعد جامعہ  
محمدیہ گوجرانوالہ کا رخ کیا اور وہیں سے سند فراغت حاصل کی۔

وفاق المدارس کے امتحانات جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے پاس کیے اور، ہیئر ایجوکیشن  
اسلام آباد سے ایکول (مقابل ایم عربی، ایم اسلامیات) بھی حاصل کیا۔ علم طب حکیم  
انقلاب میڈیکل کالج گوجرانوالہ میں پڑھا، اسی دوران میں میٹرک، ایف اے، فاضل عربی  
اور اے ٹی ٹی سی کے امتحانات پاس کیے۔ انھوں نے زمانہ طالب علمی میں بہت محنت کی اور  
اپنے رفقاء میں ہمیشہ ممتاز رہے۔

موصوف کے اساتذہ کرام میں حافظ عبدالمنان نور پوری، حافظ عبدالسلام بھٹوی، مولانا  
عبدالحمید ہزاروی، قاری سعید احمد کلیروی، مولانا محمد رفیق سلفی، حافظ خالد بن بشیر مرجالوی،  
مفتی عبدالرحمن عابد، مولانا عبداللطیف ملتانی، مولانا عبداللہ شریقیوری، حافظ عبدالرحمن ثانی،  
حافظ جمیل احمد، مولانا عبدالرؤف عابد، مفتی عبدالولی حقانی، مولانا محمد یوسف صارم، حافظ مبشر  
حسین لاہوری، حافظ عمران ایوب لاہوری، حافظ ابو موسیٰ شہید، مولانا محمد ادریس اثری، مولانا  
محمد زبیر جمجموی، خواجہ محمد عدنان، مولانا محمد مالک بھنڈر، مولانا ابو یاسر عبداللہ بن بشیر، حافظ  
شاہد تبسم، قاری منظور احمد، حافظ رضاء اللہ رؤف، حافظ عبدالصبور ظفر، قاری نصیر احمد، حافظ  
رضوان کوثر، پروفیسر عمر فاروق اور حکیم بشیر احمد شامل ہیں۔

مولانا ممدوح نے اپنی عملی زندگی کا آغاز جامع مسجد تاج گوجرانوالہ سے کیا۔ یہاں خطبہ جمعہ کے علاوہ روزانہ فجر اور عصر کے بعد درس دیتے اور ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ تبلیغی پروگرام کراتے تھے۔ ۲۰۰۸ء میں جامعہ اسلامیہ سلفیہ مسجد مکرم گوجرانوالہ میں استاد مقرر ہوئے۔ یہاں سے انھوں نے سہ ماہی مجلہ المکرم بھی جاری کیا اور اس کے مدیر بنائے گئے۔ مدیر مکتبۃ الجامعہ کی ذمہ داری بھی خوش اسلوبی سے نبھائی، اور ہر جمعے کو حاصل پور جا کر خطبہ جمعہ دیتے رہے۔ جون ۲۰۱۳ء کو حاصل پور مستقل منتقل ہو گئے، وہاں ایک مدرسہ جامعہ محمدیہ اور محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر کی بنیاد رکھ چکے ہیں اور وہاں سے آپ نے مئی 2014ء کو ماہنامہ مجلہ ”الحمدیہ“ کا اجراء کیا جو اعزازی پاکستان بھر کے سلفی مدارس اور شیوخ تک پہنچ رہا ہے۔

مولانا محمد عظیم صاحب کا قلم سے رشتہ عہد طالب علمی ہی میں استوار ہو گیا تھا اس عہد میں موصوف نے سترہ (۱۷) برس کی عمر میں ایک کتاب ”میں محبت کس سے کروں“ مرتب کر کے شائع کی۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی اور اسے بہت سراہا گیا۔ حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ”مراۃ التفسیر“ انہی کی کوششوں سے پہلی بار دستیاب ہوئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ موصوف کا قلم سے رشتہ اور بروز ترقی پذیر ہے، تصنیفی خدمات کا دائرہ وسعت پذیر ہے تھوڑے ہی عرصے میں ان کا شمار کثیر التصانیف مصنفین میں ہونے لگا ہے ہماری بھی دعا ہے کہ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

مولانا کے قلم سے نکلنے والی چند کتابوں کے نام یہ ہیں، دروس المساجد (دو جلدوں میں)، دروس القرآن اول، دوم، صحیح منتخب واقعات، سب سے پہلے (الاولیٰ)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتیں، جنت میں لے جانے والے چالیس عمل، جنت سے محروم کر دینے والے چالیس عمل، چالیس آسان نیکیاں، چالیس خصوصیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم، بچوں کے لیے چالیس نصیحتیں، تاجروں کو چالیس نصیحتیں، شہید کے چالیس انعامات، خواتین کو چالیس نصیحتیں، راستے کے حقوق، الاصطلاحات فی العلوم والفنون، گلدستہ احادیث مع سنہرے اقوال، فرشتوں کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے پیار، آسمانوں کی سیر، آیات شفا اور طب نبوی، زکوٰۃ و عشر

و صدقہ فطر، خواتین کا انسائیکلو پیڈیا، رحمت الہی کے مستحق لوگ، رحمت الہی سے محروم لوگ، پیارے اسلامی نام، میں محبت کس سے کروں؟ پریشانیاں کیوں آتی ہیں، اسلام اور آسانیاں، دعائے رسول ﷺ پانے والے، نماز رسول ﷺ، ہم شب و روز کیسے بسر کریں؟ حج و عمرہ کا طریقہ، میت کو نفع دینے والے اعمال، دکھوں کا علاج، شب برأت حقیقت کے آئینے میں، ذرا بتاؤ تو، خواتین پر اسلام کی مہربانیاں، جنت کے متلاشی، نیکوں کے ثمرات، خوشخبری، قرآن سے انٹرویو، میدان محشر میں عزت اور ذلت بخشنے والے اعمال، درجات کی بلندی مگر کیسے؟، طلبہ کو چالیس نصیحتیں، سیرت النبی ﷺ، انبیاء کی دعائیں، عذاب قبر دلانے اور روکنے والے اعمال، صحیح بخاری کے رواد صحابہ رضی اللہ عنہم، سیرت ابراہیم علیہ السلام، ایمان کی شاخیں، پسند میرے حضور کی، اور سات حصوں پر مشتمل یہ کتاب ”خطبات حاصل پوری“۔

اللہ تعالیٰ حاصل پوری صاحب کے علم و عمل میں برکت عطاء فرمائے، انہیں ہر حاسد، شر اور فتنے سے محفوظ فرمائے اور ان کی خدمات جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

## اسلامی سال کا پہلا مہینہ

# محرم الحرام

اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم ہے، جس کے معنی حرام کیا گیا، عزت سے نوازا گیا، قابل احترام وغیرہ کے ہیں، اس مہینے کا نام محرم اس لیے رکھا گیا کہ اس میں اہل عرب قتل کو اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے۔ یہ مہینہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ اس ماہ کے کئی اور نام بھی ہیں، مثلاً: شہر اللہ، شہر المحرام وغیرہ، بعض جاہل اسے سوگ کا مہینہ بھی کہتے ہیں۔

# محرم الحرام کے خطبات

- |                                    |   |
|------------------------------------|---|
| ماہِ محرم کے احکام و مسائل         | 1 |
| شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ | 2 |
| فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم     | 3 |
| رحماء بینہم                        | 4 |
| اہل بیت اور ان کے فضائل            | 5 |
| حسنین کریمین شریفین رضی اللہ عنہما | 6 |

## ماہِ محرم کے احکام و مسائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَدِيمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ①﴾

”اللہ کے نزدیک مہینے گنتی میں (بارہ ہیں یعنی) اس روز (سے) کہ اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کتابِ الہی میں (برس کے) بارہ مہینے (لکھے ہوئے) ہیں، اُن میں سے چار مہینے ادب کے ہیں۔ یہی دین کا سیدھا راستہ ہے، تو ان مہینوں میں (قتالِ ناحق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔ اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو، جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ پر، ہیزگاروں کیساتھ ہے۔“

### تمہیدی کلمات

اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم ہے، جس کا معنی حرام کیا گیا، عزت سے نوازا گیا، قابلِ احترام وغیرہ کے ہیں۔ اس مہینے کا نام محرم اس لیے رکھا گیا کہ اس میں اہل عرب قتل کو اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے، یہ مہینہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ یعنی ماہِ محرمِ اسلامی سال کا اور چار مہینوں میں پہلا مہینہ ہے، جنہیں قرآن مجید میں ﴿الشُّهُرُ الْحُرَامُ﴾ ② ﴿الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ﴾ ③ اور ﴿أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ ④ کہا ہے۔ بعض جاہل اسے سوگ کا مہینہ بھی کہتے ہیں۔ آج کے خطبہ میں ہم فضائلِ ماہِ محرم اور اس میں ہونے والی بدعات کا ذکر کریں گے۔

① التوبة: ۹: ۳۶۔ ② البقرة: ۲: ۱۹۴۔

③ التوبة: ۹: ۵۔ ④ التوبة: ۹: ۳۶۔

## فضائل محرم

یہ عزت و حرمت والے مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:  
 ((السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مِنْهُنَّ أَلْيَاتٌ  
 ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبٌ مُضَرٌ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى  
 وَشَعْبَانَ))<sup>①</sup>

”سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، تین تو مسلسل (لگاتار) ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم جبکہ چوتھا رجب مضر ہے، جو جمادی اور شعبان کے درمیان پڑتا ہے۔“

## نئے اسلامی سال کا آغاز

ماہ محرم کو ایک فضیلت یہ بھی حاصل ہے کہ سن ہجری یعنی نئے اسلامی سال کا آغاز اسی ماہ مقدس سے ہوتا ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور مسلم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد عظیم سے لے کر آج تک پوری امت اس پر متفق چلی آ رہی ہے کہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم ہے اور یہ ایک ایسی یکتا فضیلت و خصوصیت ہے جو کسی اور مہینے کو حاصل نہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تاریخ کا مسئلہ سامنے آیا، تو مختلف آراء کے بالاتفاق ہجرت نبوی کو اسلامی تاریخ کا نقطہ آغاز تسلیم کیا گیا اور اسی طرح مہینے کے سلسلے میں بھی ماہ محرم ہی سال کا پہلا مہینہ قرار دیا گیا، جس کی کئی وجوہات تھیں۔

① حرمت والا مہینہ ہے۔

② لوگوں کی حج سے واپسی کا مہینہ ہے۔

③ قدیم عرب میں بھی محرم ہی کو اول مہینہ شمار کیا جاتا تھا۔

④ شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: محرم کو اسلامی مہینہ اس لیے قرار دیا گیا ہے، کیونکہ ہجرت کا ابتدائی عزم محرم ہی میں ہوا تھا، کیونکہ بیعت عقبہ ذوالحجہ میں ہوئی، یہی ہجرت کی تمہید اور اس کا محرک بنا، اس کے بعد پہلا چاند ہلال محرم ہی تھا، تو اس سے

① صحیح بخاری، التفسیر: ۳۶۶۲۔

ابتدائے تاریخ مناسب تھی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بقول یہ سب سے زیادہ قوی مناسبت ہے۔  
اسلامی کیلنڈر کا آغاز اور وجہ تسمیہ

اس وقت دنیا میں بہت سے کیلنڈر رائج ہیں۔ ایک جو مروجہ ہے، ہمارے ہاں عام چلتا ہے، اس کو عیسوی کہا جاتا ہے اس کی نسبت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے کہ یہ آپ کی پیدائش سے شروع ہوا۔ ایک یہودیوں کا ہے، جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی فلسطین پر تخت نشینی سے شروع ہوتا ہے۔ ایک بکری سن ہے، جو بکر ماجیت کی پیدائش کی یادگار ہے، اسی کو دیسی سن بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح لیبیا میں معمر قدافی نے نبی علیہ السلام کی وفات کے حوالے سے سن شروع کروا رکھا تھا۔ اور جو اسلامی کیلنڈر ہے، اس کی ابتداء ہجرت مدینہ سے کی گئی ہے۔

### سبب تقویم

ایک شخص یمن سے آیا، اس نے آ کر بتایا کہ میں نے وہاں ایک چیز دیکھی ہے، جسے تاریخ کہتے ہیں، وہ لوگ سال اور ماہ کا اپنے معاملات میں تذکرہ کرتے ہیں، تو عمر رضی اللہ عنہ سے نے فرمایا کہ یہ اچھا ہے۔ اس کے بعد مشاورت ہوئی کہ ہم اپنے سن کا آغاز کہاں سے کریں، تو کچھ نے مشورہ دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک سے، کسی نے کہا: بعثت سے، کسی نے ہجرت کا مشورہ دیا، پھر مہینے کا مشورہ ہوا، کچھ نے رمضان کا کہا، کچھ نے رجب کا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محرم کا مشورہ دیا، اسی پر اتفاق ہوا۔ ①

حضرت علی، حضرت عثمان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سب کی رائے بھی یہی تھی۔

ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ ہمارے پاس آپ کے خطوط آتے ہیں، جن میں تاریخ درج نہیں ہوتی، جس سے پہلے اور بعد کا پتہ نہیں چلتا، آپ نے تمام لوگوں کو جمع کیا، کچھ نے کہا کہ اسلامی تاریخ کا آغاز بعثت سے کیا جائے، کچھ نے کہا: ہجرت سے کیا جائے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہجرت نے حق و باطل میں تفریق کی ہے، تو پھر اسی سے تاریخ کا آغاز کر لو، اس پر سب کا اتفاق ہو گیا، یہ سترہ ہجری کی بات ہے۔ کچھ نے کہا: سال کا آغاز رمضان کے مہینے سے کیا جائے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

محرم سے کیا جائے۔ اس مہینہ میں لوگ حج سے واپس پلٹتے ہیں، پھر اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔<sup>①</sup>

ہجرت کی تیاری ذوالحجہ میں ہوئی اور ہجرت محرم میں ہوئی۔  
شہر اللہ

ماہ محرم کی فضیلت اس حدیث مبارکہ سے بھی واضح ہوتی ہے، جس میں اس مہینہ کی نسبت (تشریفاً) اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ شَهْرِ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ))<sup>②</sup>

”ماہ رمضان کے بعد سب مہینوں سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں۔“

اس حدیث مبارکہ میں اس مہینہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر کے اس کی فضیلت کو واضح کیا گیا ہے، جیسا قرآن مجید میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ، کلمۃ اللہ اور سیدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو نعتہ اللہ کہا گیا ہے۔

انہی نسبتوں کی طرح ماہ محرم کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہوئے، اسے شہر اللہ قرار دیا گیا ہے۔

ماہ محرم کے روزوں کی فضیلت

اس مہینہ کے روزے رمضان کے علاوہ بقیہ تمام مہینوں کے روزوں سے افضل ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ

بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ))<sup>③</sup>

”رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد

① فتح الباری: ۷۲۶۸۔

② صحیح مسلم، الصوم، باب فضل صوم المحرم: ۱۱۶۳۔ ③ صحیح مسلم،

باب فضل صوم المحرم: ۱۱۶۳، مسند احمد: ۱۵۳۴۔

افضل نمازرات کی نماز ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَصِيَامُ يَوْمٍ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ)) ①

”اللہ تعالیٰ یوم عاشورا کے روزے کے عوض گزشتہ سال کے گناہ معاف فرمادیں گے۔“

### یوم عاشورا کی فضیلت

لوگوں میں یہ بات معروف ہے کہ محرم اور بالخصوص یوم عاشورا کی فضیلت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی وجہ سے ہے، حالانکہ یہ بات درست نہیں، اس مہینے کی فضیلت کو بالعموم اور یوم عاشورا کی عظمت کو بالخصوص سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں، کیونکہ دین اسلام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے تقریباً نصف صدی پہلے مکمل ہو گیا تھا اور نبی ﷺ سے عاشورا کے درج ذیل فضائل منقول ہیں:

① آپ ﷺ نے فرمایا: ((هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ)) ”یہ نیک دن ہے۔“ ②

② ((هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللَّهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ)) ③

”اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دی۔“

③ ((هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ)) ④ ”یہ ایک عظیم دن ہے۔“

④ یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے تھے۔ ⑤

⑤ سیدنا موسیٰ علیہ السلام شکرانے کے طور پر اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ ⑥

① صحیح مسلم، الصیام، باب استحباب صیام ثلاثہ—۱۱۶۲؛ سنن ابی داؤد:

② صحیح بخاری: ۶۰۰۴۔

③ صحیح بخاری: ۲۰۰۴۔ ④ صحیح مسلم: ۱۴۳۰۔

⑤ صحیح مسلم: ۱۱۳۴۔ ⑥ صحیح مسلم: ۱۱۳۰؛ صحیح بخاری: ۲۰۰۴۔

6 یہودی یوم عاشورا کا روزہ رکھ کر اسے عید مناتے اور اپنی عورتوں کو زیورات پہناتے اور ان کا بناؤ سنگھار کرتے۔ 1

7 قریش بھی دور جاہلیت میں اس دن روزہ رکھتے تھے۔ 2

8 رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دن روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا تھا۔ 3

9 رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورا کے روزہ میں یہودی مخالفت کا پختہ عزم کیا۔ 4

10 اسی دن کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ 5

﴿تلك عشرة كاملة﴾

عاشورا کا روزہ کب رکھا جائے

عاشورا کے روزے کی فضیلت ہم فضائل محرم کے تحت بیان کر آئے ہیں۔ عاشورا کا روزہ کب رکھا جائے گا، اس کے بارے میں اہل علم کی آراء مختلف ہیں، لیکن سب سے راجح بات یہی ہے کہ یہ نو اور نو محرم کو رکھا جائے کیونکہ:

1- نبی ﷺ نے دس کا روزہ خود رکھا اور اہل کتاب کی مخالفت کے لیے نویں کے روزے کی خواہش فرمائی: ((لَكِنَّ بَقِيَّتَ لَأَصُو مَنَّ التَّاسِعَ)) 6

2- نویں محرم کے روزے کا اعلان محض یہود نصاریٰ کی مخالفت کی بنا پر کیا گیا تھا، کیونکہ اگر آپ ﷺ نویں کا اعلان نہ فرماتے اور یہود کی مخالفت میں دسویں کا روزہ ترک کر دیتے تو امت مسلمہ ایک بہت بڑے ثواب سے محروم رہ جاتی، چنانچہ مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ إِلَى قَابِلِ صُمْتُ التَّاسِعَ مَخَافَةَ أَنْ

يَفْقُوتَنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ)) 7

1 صحیح مسلم: ۱۱۳۱۔ 2 صحیح بخاری: ۲۰۰۲۔

3 صحیح بخاری: ۲۰۰۴۔ 4 صحیح مسلم: ۱۱۳۴۔

5 صحیح بخاری، الحج، باب قول اللہ تعالیٰ جعل اللہ الکعبۃ: ۱۵۹۲۔

6 صحیح مسلم: ۱۱۳۴۔ 7 طبرانی فی الکبیر: ۲۲۶۱۵، ۱۰۶۶۴۔

”اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا، تو ان شاء اللہ نو محرم کو روزہ رکھوں گا، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں مجھ سے یوم عاشورا کی (فضیلت) فوت نہ ہو جائے۔“

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دس محرم کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا، تو لوگوں نے کہا: یقیناً یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں۔ (اس لیے روزہ رکھتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا:

(فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ) ①

”آئندہ سال ان شاء اللہ ہم نو محرم کا روزہ رکھیں گے۔“

لیکن آئندہ سال (اس دن) سے پہلے ہی آپ ﷺ اس دنیا کو چھوڑ گئے۔

۳۔ نویں اور دسویں کے روزے سے نبی ﷺ کی قوی اور فعلی سنت پر عمل اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے آدمی کامل اجر و ثواب کا مستحق بن جاتا ہے۔ ان شاء اللہ

## ماہِ محرم کی رسومات

فوت شدہ پر تبرا بازی

ماہِ محرم کا مہینہ شروع ہوتے ہی بعض حضرات کی طرف سے طرح طرح کی بدعات دیکھنے میں آتی ہیں۔ کچھ لوگ یوم عاشورا میں نوحہ و ماتم کرتے ہیں، منہ پیٹتے ہیں، مریے پڑھتے ہیں، پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر خود کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قیدی قرار دیتے ہیں، یہی نہیں بلکہ سلف صالحین و صحابہ کرام کو گالیاں اور لعنت کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) اور ان بے گناہ لوگوں کو پلیٹ میں لے لیتے ہیں، جن کا واقعات شہادت سے دور نزدیک کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لَا تَسْبُوا الْأَمْوَآتِ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمَوْا) ②

① صحیح مسلم، الصیام، باب ای یوم الصیام فی عاشوراء: ۱۱۳۴؛ سنن ابی داؤد: ۲۴۴۵۔

② صحیح بخاری، الجنائز، باب ما ینہی عن سب الاموات: ۱۳۹۳۔

”مردوں کو گالی مت دو کیونکہ وہ اپنے کیے کو پہنچ گئے ہیں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبراً بازی

بعض حضرات اس ماہ میں بالخصوص اور دوسرے مہینوں میں بالعموم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ رب العزت نے صحابہ کی جماعت کو ایمان کا معیار قرار دیا ہے:

﴿وَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي

شِقَاقٍ ۚ فَمَسِكْهُمْ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١﴾

”پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں، جس پر تم ایمان لائے ہو، تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ پھر جائیں تو محض وہ مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں، پس عنقریب اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا، وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے ان پاکباز ہستیوں کے بارے زبانِ طعن دراز کرنے سے منع فرمایا ہے:

﴿لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مَدًّا أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ﴾ ②

”میرے صحابہ کو گالی مت دو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، تو وہ ان کے خرچ کیے ہوئے ایک مد یا نصف مد کے برابر نہیں ہو سکتا۔“ اور اگر کوئی ایسی مجلس ہو، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکباز شخصیات کو سب و شتم کیا جاتا ہو، ایسی مجلس میں شریک نہیں ہونا چاہیے، اگر کوئی شریک اس مجلس سے اٹھ جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتَ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ

① البقرة ۲: ۱۳۷۔ ② صحیح بخاری، المناقب، باب قول النبی ﷺ: لو كنت

متخذاً خلیلاً: ۳۶۷۳۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۗ وَإِنَّكُمْ إِذَا  
مَثَلْتُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿١﴾

”اور بلاشبہ اس نے تم پر کتاب میں نازل فرمایا ہے کہ جب تم اللہ کی آیات کو سنو کہ ان کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے، تو ان کے ساتھ مت بیٹھو، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں۔ بے شک تم بھی اس وقت ان جیسے ہو بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔“

جو صحابہ کرام پر سب و شتم کرتا ہے، اس کے بارے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لعنتی ہے:

((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ②

”جو میرے صحابہ کو گالی دے، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔“  
سوگ کا مہینہ سمجھنا

بعض لوگ اس ماہِ معظم کو سوگ کا مہینہ قرار دیتے ہوئے، اس میں بیاہ شادی کو ناجائز سمجھتے ہیں، بلکہ جن لوگوں کی نئی نئی شادی ہوئی ہوتی ہے، ان کو شادی کے بعد آنے والے پہلے محرم میں خاوند سے الگ کر کے میکے بلوایا جاتا ہے، حالانکہ اسلام میں یہ مہینہ قطعاً سوگ کا نہیں، اور نہ ہی اسلام سالوں اور صدیوں تک کسی میت پر سوگ کی تعلیم دیتا ہے، بلکہ اسلام میں سوگ کا تعلق صرف عورت کے ساتھ ہے، کسی مرد کے لیے سوگ ثابت نہیں اور عام عورتوں کے لیے شریعت نے تین دن تک، جبکہ بیوہ ہو جانے والی عورت پر چار ماہ دس دن سوگ رکھا ہے۔ ③  
سوگ کا مطلب ہے ترکِ زینت یعنی عورت ان ایام میں نہ سرمہ لگائے، نہ کنگھی و خوشبو کا استعمال کرے اور نہ ہی نئے رنگین کپڑے پہنے اور نہ ہی خضاب لگائے اور نہ ہی مہندی، نیل پالش اور زیور وغیرہ کا ہی استعمال کر سکتی ہے۔

① النساء: ۴: ۱۴۰۔ ② الصحیحہ: ۲۳۴۰۔

③ صحیح بخاری، الطلاق: ۵۳۳۴۔

## قبرستان جانا

شریعت اسلامیہ میں آخرت کی یاد اور نصیحت کے لیے قبرستان جانا کوئی معیوب نہیں، لیکن ہمارے معاشرے میں نوں اور دسویں محرم کو قبرستان میلے کا سماں پیش کر رہے ہوتے ہیں، وہاں پر بے پردگی، غیر محرم سے اختلاط سے قطع نظر، قبروں پر مٹی ڈالنا، لیپ پوتی کرنا اور قبروں پر دال چاول وغیرہ پھینکنا، یہ سب غیر شرعی امور اور بدعات و خرافات کے زمرے میں آتے ہیں۔

## سیاہ لباس کا استعمال

اسی طرح بالخصوص اس مہینے میں سوگ کے طور پر لوگ سیاہ لباس یا سیاہ قمیض اور سفید شلوار کا استعمال کرتے ہیں، حالانکہ یہ لباس روافض کے بدعتی نظریات کے عکاس ہیں۔ لہذا محرم میں اہل بدعت کی مشابہت سے بچنے کے لیے بالخصوص سیاہ لباس یا سیاہ قمیض اور سفید شلوار پہننے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ))<sup>①</sup>

”جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، وہ انہی میں سے ہوگا۔“

## غیر اللہ کی نذر و نیاز

نذر ایک عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ ہی کے لیے ہے، اس میں کسی غیر کو شریک کرنا حرام اور موجب جہنم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلِيَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَ لَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ))<sup>②</sup>

”اس نے تو تم پر مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور ہر وہ چیز حرام کی ہے، جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے، پھر جو مجبور کر دیا جائے، اس حال میں کہ وہ بغاوت

① صحیح ابی داؤد، اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۳۴۰۱، صحیح۔

② البقرة: ۱۷۳ سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرنے والا نہ ہو اور نہ حد سے گزرنے والا، تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

﴿وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِتَادًا مِّنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا لِشُرَكَائِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلَّهِ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿١﴾﴾

”اور انہوں نے اللہ کے لیے ان چیزوں میں سے حصہ مقرر کیا، جو اس نے کھیتی اور چوپاؤں میں سے پیدا کی ہیں، پھر انہوں نے کہا یہ اللہ کے لیے ہے، ان کے خیال کے مطابق اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے ہے، پھر جو ان کے شرکاء کا حصہ ہے، وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتا اور جو اللہ کا ہے، وہ ان کے شریکوں کی طرف پہنچ جاتا ہے برا ہے، جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔“

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذِيرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَابٍ ﴿٢﴾﴾

”اور تم جو بھی خرچ کرو کوئی خرچ، یا تم نذر مانو کوئی نذر تو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔“

حضرت ابوالفضل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں ایسی بات بتائیں، جو رسول اللہ ﷺ نے خصوصاً آپ کے ساتھ کی ہو، تو فرمانے لگے کہ آپ ﷺ نے میرے ساتھ کوئی ایسی خاص بات نہیں کی جو لوگوں سے چھپائی ہو، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

﴿لَعَنَ اللَّهُ مَن ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَن آوَى مُحَدِّثًا وَلَعَنَ اللَّهُ مَن لَعَنَ وَالِدَيْهِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَن غَيَّرَ الْمَنَارَ﴾﴾<sup>③</sup>

① الانعام: ۱۳۶۔

② البقرة: ۲۷۰۔

③ صحیح مسلم، الاضاحی، باب تحریم الذبح لغير الله تعالى: ۱۹۷۸؛ سنن نسائی، الضحایا، باب من ذبح لغير الله: ۴۴۲۲۔

”اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو، جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو، جو کسی بدعتی کو پناہ دے، اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو، جو اپنے والدین پر لعنت کرے اور اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو، جو زمین کے نشانات کو مٹائے۔“  
لیکن افسوس محرم میں کتنے کلمہ پڑھنے والے کربلا اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی نذر و نیاز دینے والے ہوتے ہیں۔

نذر غیر اللہ کی ایک شرکیہ شکل یہ بھی سامنے آتی ہے کہ محرم میں بعض اچھے بھلے لوگ بچوں کو ساتھ لیے، لوگوں کے دروازے پر بھیک مانگتے نظر آتے ہیں، جن کی جاہلانہ سوچ یہ ہوتی ہے کہ ہماری اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، کسی (شیطان) نے کہا: تمہارے جو بچہ پیدا ہوا، اس کو حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا فقیر بنا دینا، اس کے بعد تمہارے بچے نہیں مریں گے۔ (نعوذ باللہ) حالانکہ اولاد دینے والا اور روکنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۗ يَخْتٰلٰی مَا يَشَآءُ ۗ يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ الذَّكَوٰرَ ۗ اَوْ يَزُوْجُهُمْ ذَكَرًا وَّ اِنَاثًا ۗ وَّ يَجْعَلُ مَن يَشَآءُ عَاقِبًا ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾﴾

”(تمام) بادشاہت اللہ ہی کی ہے، آسمانوں کی بھی اور زمین کی بھی، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، بیٹے بخشتا ہے یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے، وہ تو جاننے والا (اور) قدرت والا ہے۔“

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰهِ ﴿٥١﴾﴾

”اے لوگو! تم سب اللہ ہی کی طرف محتاج ہو۔“

## تعظیم کی ایک وجہ

کچھ لوگ محرم کی تعظیم اس لیے کرتے ہیں کہ اس میں شہادت حسین رضی اللہ عنہ ہوئی ہے، اس کی تعظیم کا یہ سبب قطعاً نہیں ہے، اگر شہادت ہی ہو تو پھر کیم محرم کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی ہے۔ نہ اس کی کوئی سرکاری چھٹی نہ اس کا سوگ! اصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں اور ان سے بغض رکھنے والوں کے عقائد و نظریات ہمارے اندر آگئے ہیں، جن کی وجہ سے یہ شور شرابہ ہوتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے:

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

یہ بات بے بنیاد ہے، اگر ایسا ہی تھا تو واقعہ کربلا کے بعد جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے، تو اسلام کے ماننے والے بھی ختم ہو جاتے لیکن اس کے برعکس.....

## شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمَاءٌ بَيْنَهُمْ  
تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا نَزَّابًا فِي وُجُوهِهِمْ  
مِنَ أَثَرِ السُّجُودِ ۝﴾ ①

”محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر بہت سخت  
ہیں، آپس میں نہایت رحمدل ہیں، تو انہیں اس حال میں دیکھے گا کہ رکوع کرنے  
والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور رضا ڈھونڈتے  
ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں سے سجدے کرنے کے اثر سے ہے۔“

### تمہیدی کلمات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں حج سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ۲۶ یا ۲۷  
ذی الحجہ بروز بدھ کو ایک مجوسی غلام ابولولؤ فیروز نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا، جو آپ رضی اللہ عنہ کی  
شہادت کا باعث بنا، اس دن کی تاریخ یکم محرم الحرام تھی، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک  
تریسٹھ سال تھی۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کی سعادت  
سے مشرف ہوئے۔ آج ہم اسی خلیفہ دوم جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر کریں گے۔

### آپ کا نام و نسب

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح، آپ کا سلسلہ نسب کعب بن لویٰ پر  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے۔ مکہ مکرمہ میں جب آپ

نے اسلام ظاہر کیا، تو اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے کفر اور ایمان کے درمیان کھلی جدائی کر دی۔

دعائے رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی دعا کی بدولت آپ ﷺ نے اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر چھبیس سال کی تھی۔ پہلے آپ نے یہ دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ بِأَبِي جَهْلٍ بْنِ هِشَامٍ))<sup>①</sup>

”اے اللہ! دونوں میں سے اپنے پسندیدہ بندے کو ہدایت نصیب فرما، عمر بن خطاب کو یا ابو جہل بن ہشام کو۔“

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے حضور دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً))<sup>②</sup>

”اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو خصوصی عزت بخش۔“

قبولِ اسلام

قتل کے ارادہ سے جب نکلے بہن کو مار پیٹ کر، قرآن سن کر جب نبی ﷺ کی طرف نکلے، تو حضرت حمزہ نے انہیں ایک طرف سے پکڑ رکھا تھا اور دوسرے بازو سے کسی اور نے پکڑ رکھا تھا، جب آپ ﷺ کے سامنے انہیں پیش کیا گیا، تو آپ نے انہیں ان کی چادر سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور فرمایا:

((مَا جَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ وَاللَّهِ مَا أَرَى أَنْ تَنْتَهِيَ حَتَّى يُنْزَلَ اللَّهُ بِكَ قَارِعَةً))

”اے خطاب کے بیٹے! کیسے آتا ہوا؟ اللہ کی قسم! میں تمہیں تمہارے ارادے

① سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب: ۳۶۸۱؛

مسند احمد: ۲/ ۹۵ (۵۶۹۸)؛ صحیح ابن حبان: ۶۸۸۱، اسنادہ حسن لذاتہ۔

② المستدرک للحاکم: ۳/ ۸۳ (۴۴۸۵)؛ صحیح ابن حبان: ۶۸۸۲، اسنادہ

حسن لذاتہ۔

سے باز آتے ہوئے نہیں دیکھ رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر مصیبت ڈال دے۔“

عمر نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ کے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے آیا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے اور دار ارقم میں موجود تمام صحابہ نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا۔ ① حضرت عمر نبوت کے چھٹے سال، ستائیس سال کی عمر میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اس وقت تک انتالیس (۳۹) لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ اور آپ کا اسلام قبول کرنا حضرت حمزہ کے تین دن بعد کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا زِلْنَا أَعِزَّةَ مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ. ②

”جب سے عمر مسلمان ہوئے ہیں، ہم قوی ہو گئے ہیں۔“

علائیہ عبادت کعبۃ اللہ میں

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم کعبہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، حتیٰ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے:

فَلَمَّا أَسْلَمَ قَاتَلَ قُرَيْشًا حَتَّى صَلَّى عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَصَلَيْنَا مَعَهُ. ③

”جب مسلمان ہوئے تو قریش سے مقابلہ کیا حتیٰ کہ ہم نے ان کے ساتھ کعبہ

اللہ میں نماز پڑھی۔“

فضائل و مناقب

عمر رضی اللہ عنہ کو الہام ہوتا تھا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ:

① فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل: ۲۷۹۔

② صحیح بخاری، المناقب، باب اسلام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: ۳۸۶۳۔

③ فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل: ۲۷۹ حسن۔

(( إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هَذِهِ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ))<sup>①</sup>

”تم سے پہلے کی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے (جنہیں الہام ہوتا تھا) میری امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو یقیناً وہ عمر بن خطاب ہے۔“

اگر کوئی نبی آنا ہوتا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ))<sup>②</sup>

”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔“

گر کھلا ہوا نبوت کا در ہوتا  
تاج نبوت اسی کے سر پر ہوتا  
فرمان مصطفیٰ ہے کہ میرے بعد  
اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هَذِهِ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ))<sup>③</sup>

”پیشک اگلی امتوں میں محدثوں (جنہیں الہام ہوتا تھا) ہوتے تھے اور اگر میری اس امت میں ان میں سے کوئی (محدث) ہے، تو وہ یقیناً عمر بن خطاب ہیں۔“

شیطان ڈر کے مارے راستہ تبدیل کر لیتا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے داخلہ کی اجازت چاہی، اس وقت قریش کی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، جو کچھ دریافت کر رہی تھیں اور بہت زیادہ سوال کر رہی تھیں، ان عورتوں کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر غالب تھی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو

① بخاری، احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار: ۳۶۶۹۔

② ترمذی، المناقب: ۳۶۸۶، حسن۔ ③ صحیح بخاری: ۳۶۶۹۔

یہ عورتیں جلدی سے پردہ میں چلی گئیں، آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی، جب یہ اندر پہنچے تو نبی ﷺ ہنس رہے تھے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں، اللہ آپ کو ہنساتا ہوا رکھے (کیا بات ہے) آپ ﷺ نے فرمایا:

((عَجِبْتُ مِنْ هَوْلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ))

”مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے کہ جو نبی انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں، پھر ان عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے اپنی جان کی دشمن عورتوں! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی ہو؟ ان عورتوں نے جواب دیا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سخت اور غضب والے ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقَيْكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَأَ قَطُّ، إِلَّا سَلَكَ فَجَأَ غَيْرَ فَجْكَ)) ①

”اے ابن خطاب ادھر سنو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! شیطان تم سے کبھی راہ چلتے ہوئے نہیں ملتا، جس راہ پر تم چلتے ہو، وہ دوسری طرف چل دیتا ہے۔“

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِقْتَدُوا بِاللَّذِينَ مِنْ بَعْدِي: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ)) ②

”میرے بعد ان دو ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تاثرات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

وَضَعُ عُمَرُ عَلَيَّ سَرِيرَهُ فَتَكَنَّفُهُ النَّاسُ، يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ

① صحیح بخاری، المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی العدوی رضی اللہ عنہ: ۳۶۸۳۔ ② الصّحیحۃ: ۱۲۳۳۔

قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يُرْعِنِي إِلَّا رَجُلٌ أَخَذَ مِنْكِبِي،  
فَإِذَا عَلَيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمْ عَلَيَّ عُمَرُ، وَقَالَ: مَا خَلَفْتُ  
أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِيهِ مِنْكَ، وَإِنَّمَا اللَّهُ إِنْ  
كُنْتُ لِأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنْ بِي  
كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ،  
وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ،  
وَعُمَرُ. ①

”جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا، تو لوگوں نے ان کو گھیر لیا، وہ لوگ دعا مانگتے اور مغفرت طلب کرتے، اس سے بیشتر کہ جنازہ اٹھایا جائے، میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا کہ یکا یک ایک شخص نے میرا شانہ پکڑ لیا اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، پھر انہوں نے حضرت عمر کے لیے دعائے رحمت کی اور کہا اے عمر! تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا جو عمل کے اعتبار سے مجھے تم جیسا محبوب ہوتا اور اللہ مجھے تو پہلے ہی سے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور میں خیال کرتا ہوں کہ میں اکثر بیشتر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابو بکر و عمر گئے۔ میں اور ابو بکر و عمر داخل ہوئے۔ میں اور ابو بکر و عمر نکلے۔ (یعنی آپ اپنے ہر کام و فعل میں ان کو شریک رکھتے تھے)۔“

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر لوگوں کا علم ایک پلڑے میں اور عمر کا علم ایک پلڑے میں رکھا جائے، تو عمر کا بھاری ہوگا۔ ابو دآئل کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات ابراہیم سے کی وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! عبد اللہ نے اس سے بھی بڑھ کر بات کی تھی۔ میں نے پوچھا،

① صحیح بخاری، المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی

العدوی رضی اللہ عنہ: ۳۶۸۵۔

وہ کون سی، کہنے لگے کہ جب عمر فوت ہوئے تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ذَهَبَ تِسْعَةُ أَعْشَارِ الْعِلْمِ ①

”نوے حصے علم دنیا سے اٹھ گیا ہے۔“

عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَيَّ جَانِبِ قَصْرِ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا)).

”میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، تو وہاں ایک عورت ایک محل کی جانب میں وضو کرتی ہوئی ملی، میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ عمر بن خطاب کا، فوراً مجھے عمر کی غیرت کا خیال آیا، تو میں اٹنے پاؤں

واپس آ گیا۔“ (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا: یا رسول اللہ!

بھلا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کر سکتا ہوں۔

بھلا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کر سکتا ہوں۔

بھلا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کر سکتا ہوں۔

بھلا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کر سکتا ہوں۔

بھلا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کر سکتا ہوں۔

عمر رضی اللہ عنہ جنتی بوڑھوں کے سردار

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ، فَقَالَ:

((هَذَانِ سَيِّدَا كَهْمُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، لَا تُخْبِرُهُمَا يَا عَلِيُّ)).

③

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، جب ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے، تو آپ نے

فرمایا: ”یہ دونوں جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں، جو پہلے گزر چکے ہیں اور جو بعد

① اسد الغابۃ: ۴، ۱۳۷، العلمیۃ۔ ② صحیح بخاری، المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی العدوی رضی اللہ عنہ: ۳۶۸۰۔ ③ الصحیحۃ: ۸۲۴۔

والے ہیں، سوائے نبیوں کے اور رسولوں کے۔ اے علی! انہیں خبر نہ دینا۔“

حق عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ)). وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ شَكٌّ خَارِجَةٌ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَيَّ نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ. ①

”کہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل اور زبان پر حق جاری کر دیا ہے۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں، جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں نے کوئی رائے دی ہو اور قرآن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی موافقت میں نہ آتا ہو۔

عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

كَانَ لِلْعَبَّاسِ مِيزَابٌ عَلَى طَرِيقِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَلَبَسَ عُمَرُ ثِيَابَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدْ كَانَ ذُبِحَ لِلْعَبَّاسِ فَرْحَانٍ، فَلَمَّا وَافَى الْمِيزَابَ، صَبَّ مَاءٌ بِدَمِ الْفَرْحَيْنِ، فَأَصَابَ عُمَرَ وَفِيهِ دَمُ الْفَرْحَيْنِ، فَأَمَرَ عُمَرُ بِقَلْبِهِ، ثُمَّ رَجَعَ عُمَرُ، فَطَرَحَ ثِيَابَهُ، وَلَبَسَ ثِيَابًا غَيْرَ ثِيَابِهِ، ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَأَتَاهُ الْعَبَّاسُ، فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنَّهُ لَلْمَوْضِعِ الَّذِي وَضَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ عُمَرُ لِلْعَبَّاسِ: وَأَنَا أَعَزُّمُ عَلَيْكَ لَمَّا صَعِدْتَ عَلَيَّ ظَهْرِي حَتَّى تَضَعَهُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَفَعَلَ ذَلِكَ الْعَبَّاسُ ﷺ. ②

① ترمذی، المناقب: ۳۶۸۲؛ مسند احمد: ۹۲۱۳، صحیح۔

② مسند احمد: ۱۷۹۰۔

”حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایک پرنا لہ تھا، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے راستے میں آتا تھا، ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن نئے کپڑے پہنے، اسی دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے یہاں دو چوزے ذبح ہوئے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پرنا لے کے قریب پہنچے، تو اس میں چوزوں کا خون ملا پانی بہنے لگا، وہ پانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گر اور اس میں چوزوں کا خون بھی تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پرنا لے کر وہاں سے ہٹا دینے کا حکم دیا اور گھرواپس جا کر وہ کپڑے اتار کر دوسرے کپڑے پہنے اور آ کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد ان کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے اور کہنے لگے کہ بخدا! اس جگہ اس پرنا لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میری کمر پر کھڑے ہو کر اسے وہیں لگا دیجئے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لگایا تھا، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے وہ پرنا اسی طرح دوبارہ لگا دیا۔“

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ، فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ: ((يَا حَكِيمُ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصِيصَةٌ حُلُوةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بَوْرِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارِكْ لَهُ فِيهِ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى))، قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرَى أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَدْعُو حَكِيمًا إِلَى الْعَطَاءِ، قِيَابِي أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَشْهَدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حَكِيمٍ، أَنْ يَأْخُذَ، فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوفِّيَ. ①

میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا۔ تو آپ نے دیا۔ میں نے پھر مانگا تو آپ نے دیا۔ پھر فرمایا: ”اے حکیم! یہ مال سرسبز و شاداب اور میٹھا ہے، جو اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لے۔ تو اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ اس کو لے، تو اس میں برکت نہیں رہتی اور اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے، لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔“ حکیم نے کہا: میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا۔ میں آپ کے بعد کسی سے کچھ قبول نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں دنیا سے چلا جاؤں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کو (وظیفہ) دینے کے لیے بلاتے، تو وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو (وظیفہ) دینے کے لیے بلایا، تو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! میں تمہیں حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اس مال میں سے حکیم کا حق اس کے سامنے پیش کر چکا ہوں، لیکن وہ لینے سے انکار کر رہے ہیں۔ چنانچہ حکیم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی شخص سے کچھ بھی قبول نہ کیا، یہاں تک کہ وفات پائے۔“

بیٹے کا محاسبہ

معیقب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دوپہر کے وقت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے بلوایا، میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے عاصم کو آواز دے رہے تھے، پھر مجھ سے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ اس نے کیا کیا ہے؟ یہ عراق گیا اور وہاں کے لوگوں کو اس بات کا حوالہ دیا کہ میں امیر المؤمنین کا بیٹا ہوں، ان لوگوں سے اس نے خرچ مانگا اور انہوں نے محض میری وجہ سے اسے برتن، چاندی، مختلف سامان اور تلواردی ہے، عاصم نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں تو اپنے لوگوں کے پاس گیا تھا اور انہوں نے یہ سب کچھ مجھے بغیر کسی طلب کے دیا۔ عمر نے

① صحیح بخاری، الزکاة، باب الاستعفاف عن المسألة: ۱۴۷۲؛ ترمذی: ۲۴۶۳۔

فرمایا: اے معقیب! اس سے لے لو اور مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کروادو۔<sup>①</sup>

نبی ﷺ کا محبوب، عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے سے بھی محبوب ہے سیدنا عمرو غائف تقسیم کرتے تھے اور حسب و نسب، نیز سبقت الی الاسلام کو مد نظر رکھتے ہوئے، بعض کو بعض پر فضیلت دیتے تھے، چنانچہ آپ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا وظیفہ چار ہزار مقرر کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تین ہزار۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ابا جان آپ نے اسامہ بن زید کو چار ہزار اور مجھے تین ہزار ہی کیوں دیا۔ اس کے باپ میں کون سی خوبی تھی جو آپ میں نہیں ہے۔ اور اسامہ میں کون سی اچھائی ہے، جو مجھ میں نہیں ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے والد تمہارے باپ کے مقابلہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے زیادہ محبوب نظر تھے اور خود اسامہ اللہ کے رسول ﷺ کو تم سے زیادہ محبوب تھے۔<sup>②</sup>

### رعایا پروری کی ایک مثال

زید بن اسلم اپنے والد اسلم سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بازار گیا وہاں ایک جوان عورت ان کو ملی اور کہنے لگی:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صَبِيَّةً صِغَارًا، وَاللَّهِ مَا يُنْضِجُونَ كُرَاعًا، وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ، وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبْعُ، وَأَنَا بِنْتُ خُفَّافِ بْنِ إِيمَاءِ الْغِفَارِيِّ، وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَّةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْنُصْ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيَّ بِعَيْرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ، فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا، وَحَمَلْتُ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا، ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخَطَامِيهِ، ثُمَّ قَالَ: اقْتَادِيهِ، فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللَّهُ بِخَيْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَكْثَرَتْ لَهَا؟ قَالَ عُمَرُ: نَكَلْتِكَ أُمَّكَ، وَاللَّهِ

① عصر الخلافة الراشدة العمري، ص: ۲۳۶ حسن بحوالہ سیدنا عمر بن خطاب شخصیت

اور کارنامے، ص: ۲۴۱ سے ۲۴۲ والی مستور لکھنؤ کے مولانا ابوالحسن مشتعل مفت آن لائن مکتبہ

إِنِّي لَأَرَىٰ أَبَا هَذِهِ وَأَخَاهَا، قَدْ حَاصِرًا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ،  
ثُمَّ أَضْبَحْنَا نَسْتَفِينِي سُهُمَانَهُمَا فِيهِ ①

”اے امیر المؤمنین! میرا شوہر مرچکا ہے اور چھوٹے بچوں کو چھوڑ گیا ہے، اللہ کی قسم! اتنا بھی نہیں ہے کہ میں بچوں کے لیے کھانا پکا سکوں، نہ کوئی کھیتی اور دودھ والا جانور ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں قحط کی وجہ سے وہ مرنے جائیں اور میں خفاف بن ایا غفاری کی لڑکی ہوں اور میرے والد حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: مر جا! تمہارا خاندان تو میرے خاندان سے ملا ہوا ہے، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ پر اناج دو بوریاں اور ان کے درمیان کپڑے اور روپے رکھ کر اونٹ کی رسی عورت کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا: یہ لے جاؤ، مجھے امید ہے کہ اس کے ختم ہونے سے پہلے، اللہ تعالیٰ اس سے بہتر تم کو عطا کر دے گا، ایک شخص نے اس کیفیت کو دیکھ کر کہا: آپ نے اسے بہت زیادہ دے دیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے تیری ماں تجھے روئے، اللہ گواہ ہے کہ میں نے اس عورت کے باپ اور اس کے بھائی کو دیکھا ہے کہ انہوں نے کافروں کے ایک قلعہ کو اس وقت تک گھیرے رکھا، جب تک وہ فتح نہ ہوا، پھر صبح مال غنیمت سے ان دونوں کا حصہ وصول کیا گیا۔“

جناب عمر رضی اللہ عنہ کا خشوع

حضرت عبد بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کے دوران میں قرآن پڑھتے وقت عمر رضی اللہ عنہ کی آہوں کی آواز میں نے نماز کی آخری صف میں کھڑے سنی (سورہ یوسف کی یہ آیت بار بار تلاوت کرتے اور رو رہے تھے)

﴿إِنَّمَا أَشْكُوا بَثْنِي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ ②

”انہوں (یعقوب رضی اللہ عنہ) نے کہا میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔ مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں، جن سے تم سراسر

① صحیح بخاری، المغازی، باب غزوة الحديبية: ٤١٦٠۔ ② يوسف ١٢: ٨٦۔

بے خبر ہو۔“<sup>①</sup>

## قرآنی آیات پر فوراً عمل کرنے والے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عیینہ بن حصن اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آئے اور حضرت حر بن قیس، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرب لوگوں میں سے تھے، عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے لوگ کچھ نوجوان اور کچھ ادھیڑ عمر تھے، سب قرآن کے حافظ اور قاری تھے، عیینہ نے حضرت حر سے کہا کہ کیا آپ عمر رضی اللہ عنہ سے میرے لیے ملاقات کی اجازت لے سکتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں میں آپ کے لیے ملاقات کی اجازت لوں گا، پھر انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی، عیینہ نے جاتے ہی حضرت عمر سے کہا، اے خطاب کے بیٹے! آپ ہمیں نہ ہی کچھ دیتے ہیں اور نہ ہی ہمارے فیصلے سے انصاف کرتے ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور سزا دینے کو تیار ہو گئے، لیکن حر بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے نبی کو حکم دیا:

﴿حٰذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰہِلِیْنَ ۝﴾<sup>②</sup>

”آپ معاف کر دیا کریں اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں، اور جاہلوں کی پرواہ نہ کیا کریں درگزر اختیار کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کرو۔“

امیر المؤمنین یہ بھی تو جاہل ہے؟

راوی کہتا ہے، اللہ کی قسم! جب حضرت حر نے یہ آیت تلاوت کی، تو ان کا غصہ کا فور

ہو گیا، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ قرآنی آیات پر فوراً عمل کرتے تھے۔<sup>③</sup>

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے محبت

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (طواف میں) حجر اسود کے پاس آئے، پھر

اس کو بوسہ دیا اور فرمایا:

① مصنف عبدالرزاق: ۲/ ۱۱۴؛ شعب الایمان للبیہقی: ۱۸۹۵؛ طبقات ابن

سعد: ۶/ ۱۲۶، سندہ صحیح۔ ② الاعراف: ۷: ۱۹۹۔

③ صحیح بخاری، الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ۷۲۸۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَنْصُرُ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ أَنِّي رَأَيْتُ  
النَّبِيَّ ﷺ يَقْبَلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ①

”میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ (کسی کو) نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ  
دے سکتا ہے اور اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا  
ہوتا، تو میں تجھے کبھی بھی بوسہ نہ دیتا۔“

سیدنا عمر کی خواہش اور پردے کا حکم

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں رات کو جب  
قضائے حاجت کے لیے گھر سے باہر جاتیں تھیں، مناصح کی طرف نکل جاتی تھیں اور سیدنا  
عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے کہا کرتے تھے، کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کو پردہ کرائیے، مگر  
رسول اللہ ﷺ ایسا نہ کرتے تھے، تو رات کو عشا کے وقت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نبی  
کریم ﷺ کی بیوی باہر نکلیں اور وہ دراز قد تھیں، تو انہیں عمر نے محض اس خواہش سے کہ پردہ  
کا حکم نازل ہو جائے، پکارا کہ آگاہ رہو، اے سودہ! ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ  
نے پردے کا حکم نازل فرمایا۔ ②

عمر نے روک دیا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی (منافق) جب مر گیا، تو اس کا بیٹا  
رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنا کرتا دیجیے (میں اس میں اسے کفن  
دوں گا) اور آپ ﷺ اس کا جنازہ بھی پڑھائیے اور اس کے لیے استغفار بھی کریئے  
آپ ﷺ نے اپنا کرتا اس کو دے دیا اور فرمایا: (جب جنازہ تیار ہو جائے) مجھے اطلاع  
دے دینا، میں اس کی نماز جنازہ پڑھا دوں گا۔“ اس نے آپ ﷺ کو اطلاع دی، جب  
آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھانا چاہی تو سیدنا عمر نے آپ ﷺ کو پیچھے سے پکڑ لیا  
اور عرض کی کہ کیا منافقوں پر نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منع نہیں فرمایا؟

① صحیح البخاری، الحج، باب ما ذکر فی الحجر الاسود: ۱۵۹۷۔

② صحیح بخاری، الاستئذان، باب اية الحجاب: ۶۲۴۰۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ ۗ إِنَّ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۗ﴾<sup>①</sup>

”آپ ﷺ ان (منافقوں کے لیے) دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں (یہ ان کے حق میں برابر ہے) اگر آپ ان پر ستر (۷۰) مرتبہ بھی دعا کریں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز ہرگز معاف نہیں کرے گا۔“<sup>②</sup>

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو چادر نہ دی

حضرت ثعلبہ بن ابومالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں کچھ چادریں تقسیم کی تھیں۔ ایک نہایت عمدہ چادر بیچ گئی۔ کسی نے کہا: اے امیر المؤمنین یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی یعنی ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کو جو آپ کے نکاح میں ہے دے دیجیے۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أُمُّ سَلَيْطٍ أَحَقُّ وَأُمَّ سَلَيْطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مَعْنٍ بَايَعِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ.

”ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ مستحق ہے کیوں کہ وہ انصاری عورت ہیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔“

پھر فرمایا:

فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقَرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ.<sup>③</sup>

”وہ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں بھر بھر کر لایا کرتی تھیں۔“

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات کو تسلیم کر لیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پاگل (مجنون) عورت لائی گئی، جس نے زنا کیا تھا۔ آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم صادر فرما

① التوبة: ۹: ۸۰

② صحیح بخاری، التفسیر، التوبة باب ﴿وَلَا تَصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ.....﴾: ۶۷۲۷۔

③ صحیح بخاری، الجهاد، باب حمل النساء القرب.....: ۲۸۸۱۔

دیا، راستے میں وہ لوگ اس عورت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملے، دریافت کیا تو پتہ چلا کہ امیر المؤمنین نے اسے رجم کرنے کا حکم صادر کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا:

أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ قَدْ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى  
يَبْرَأَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَعْغَلَ.  
”کیا آپ جانتے نہیں کہ تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھایا گیا ہے، مجنون سے  
حتیٰ کہ وہ شکی ہو جائے، سویا ہوا حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے اور بچہ حتیٰ کہ وہ عقلمند  
ہو جائے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ حکم شرعی تو مجھے معلوم ہے۔ پھر حکم دیا کہ اس عورت  
مجنونہ کو چھوڑ دیا جائے اور معاملہ نبی کی خوشی میں اللہ اکبر کہا۔<sup>①</sup>

### حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت

موسیٰ ابوعوانہ حصین عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ:

میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید ہونے سے چند دن پہلے مدینہ منورہ میں دیکھا  
وہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہوئے فرما رہے تھے کہ تم  
دونوں نے جو کیا اچھا نہیں کیا، کیا تم کو اس بات کا خیال نہیں آیا؟ کہ تم نے ارض سواد پر اس کی  
طاقت سے زیادہ خراج مقرر کر دیا ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا: نہیں، ہم نے اس پر اس قدر  
خراج مقرر کر دیا، جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں، اس میں زیادتی کی کوئی بات نہیں ہے، حضرت  
عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غور کرو، شاید تم نے اس زمین پر اس قدر خراج مقرر کیا ہے، جس کی وہ  
طاقت نہیں رکھتے، اس پر انہوں نے عرض کیا کہ نہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر خدا  
تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا، تو میں اہل عراق کی بیوہ عورتوں کو اتنا خوش حال کر دوں گا کہ میرے  
بعد وہ کسی کی محتاج نہ رہیں گی، عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ چوتھے دن وہ شہید کر دیئے

① سنن ابی داؤد، الحدود، باب فی المجنون یسرق او یصیب حدا: ۴۳۹۹،  
سندہ صحیح، اسد الغابہ: ۱۳۸/۴۔

گئے، نیز عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ جس دن آپ شہید ہوئے میں کھڑا ہوا تھا، میرے اور ان کے درمیان بجز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اور کوئی دوسرا نہیں تھا اور آپ دو صفوں کے بیچ میں سے گزرتے تھے تو صف سیدھی کرنے کی تلقین کرتے جاتے تھے، یہاں تک کہ جب صفوں میں کچھ خلل نہ دیکھتے تو آگے بڑھتے تھے اور اکثر سورہ یوسف یا سورہ نحل یا ایسی کوئی سورت پہلی رکعت میں پڑھا کرتے تھے، تاکہ سب لوگ جمع ہو جائیں، جیسے ہی آپ نے تکبیر کہی (ایک شخص نے آپ کو زخمی کر دیا) میں نے آپ کو کہتے سنا مجھے کتے نے قتل کر ڈالا یا کاٹ کھایا، جب وہ غلام دو دھاری چھری لیے ہوئے بھاگا تو دائیں بائیں جدھر بھی جاتا لوگوں کو اس سے مارتا، اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا، ان میں سات تو مر گئے، اس کو ایک مسلمان نے دیکھا، اس نے اپنا لمبا کوٹ اس پر ڈال دیا، پھر اس غلام کو خیال ہوا کہ وہ گرفتار کر لیا جائے گا، تو اس نے اسی خنجر سے خودکشی کر لی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ان کو آگے کیا، جو شخص اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھا، وہ ان باتوں کو دیکھ رہا تھا، جو میں نے دیکھیں اور جو لوگ مسجد کے کنارے پر کھڑے تھے، ان کو کچھ معلوم نہ ہوا، انہوں نے صرف حضرت عمر کی آواز نہ سنی اور وہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، کہتے تھے، پھر ان لوگوں کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جلد جلد نماز پڑھائی، جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابن عباس دیکھو تو مجھ پر کون حملہ آور ہوا ہے؟ وہ تھوڑی دیر تک ادھر ادھر دیکھتے رہے، پھر انہوں نے کہا: مغیرہ کے غلام نے آپ پر حملہ کیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، کیا اس کا ریگرنے۔؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کو غارت کرے، میں نے تو اس کو ایک مناسب بات بتائی تھی، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر نہیں کی جو اسلام کے پیرو ہونے کا دعویٰ کرتا ہو، بلاشبہ تم اور تمہارے والد ماجد اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ منورہ میں غلام بہت ہو جائیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس سب سے زیادہ غلام تھے، ابن عباس نے کہا: اگر تم چاہو تو میں ایسا کروں، اگر چاہو تو میں ان کو قتل کر دوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے آپ کا کہنا غلط ہے،

کیونکہ جب وہ تمہاری زبان میں گفتگو کرنے لگے اور تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے لگے اور تمہاری طرح حج کرنے لگے، تو پھر تم اکتول نہیں کر سکتے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر لے جایا گیا، لوگوں کے رنج و الم کا یہ حال تھا کہ گویا ان کو اس دن سے پہلے کوئی مصیبت ہی نہ پہنچی تھی، کوئی کہتا فکر کی کچھ بات نہیں، اچھے ہو جائیں گے، اور کوئی کہتا: مجھے ان کی زندگی کی کوئی آس نہیں ہے، پھر چھوڑ دوں گا بھیگا ہوا پانی لایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو نوش فرمایا، تو وہ ان کے پیٹ سے نکل گیا، اس کے بعد دودھ لایا گیا، انہوں نے نوش فرمایا، تو وہ بھی شکم مبارک سے نکل گیا، لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ اب زندہ نہ رہیں گے، پھر ہم سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہاں اور لوگ بھی آ رہے تھے، اکثر لوگ آپ کی تعریف کرنے لگے پھر ایک جوان شخص آیا، اس نے کہا:

أَبَشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ لَكَ، مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَقَدِمَ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ وَلَيْتَ فَعَدَلْتَ، ثُمَّ شَهَادَةٌ، قَالَ: وَدِدْتُ أَنْ ذَلِكَ كَفَّافٌ لَأَعْلَى وَلَا لِي، فَلَمَّا أَذْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ، قَالَ: رُدُّوْا عَلَيَّ الْعِلَامَ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي ازْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ أَبْقَى لثَوْبِكَ، وَأَنْقَى لِرَبِّكَ.

”اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے خوشخبری ہو، اس لیے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور اسلام قبول کرنے میں تقدم حاصل ہوا، جس کو آپ خود بھی جانتے ہیں، جب آپ خلیفہ بنائے گئے، تو آپ نے انصاف کیا اور آخر کار شہادت پائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ یہ سب باتیں مجھ پر برابر ہو جائیں، نہ عذاب ہو نہ ثواب، جب وہ شخص لوٹا تو اس کا تہ بند زمین پر لٹک رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ، چنانچہ وہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا: اے بھتیجے اپنا کپڑا اونچا کر کہ یہ بات کپڑے کو صاف رکھے گی اور اللہ کو بھی پسند ہے۔“

پھر آپ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے کہا: دیکھو مجھ پر لوگوں کا کتنا قرض ہے؟ لوگوں نے

حساب لگایا، تو تقریباً چھبیس ہزار قرضہ تھا، فرمایا: اگر اس قرض کی ادائیگی کے لیے عمر کی اولاد کا مال کافی ہو تو انہی کے مال سے اسے ادا کرنا، وگرنہ پھر بنی عدی بن کعب سے مانگنا، اگر ان کا مال بھی ناکافی ہو، تو قریش سے طلب کر لیتا، اس کے سوا کسی اور سے قرض لے کر میرا قرض ادا نہ کرنا، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جاؤ اور کہو کہ عمر آپ کو سلام کہتا ہے، امیر المومنین نہ کہتا کیونکہ اب میں امیر نہیں ہوں، اور کہتا کہ عمر بن خطاب آپ سے اس بات کی اجازت مانگتا ہے کہ وہ اپنے دوستوں یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا جائے، چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پہنچ کر سلام کے بعد اندر آنے کی اجازت چاہی (اجازت ملنے پر) اندر گئے، تو ام المومنین کو روتے ہوئے دیکھا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: عمر بن خطاب سلام کہتے ہیں اور اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ اپنے دوستوں کے پاس دفن کئے جائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس جگہ کو میں نے اپنے لیے خاص رکھا تھا، مگر اب میں ان کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں، جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ تو ایک شخص نے ان کو اپنے سہارے لگا کر بٹھا دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا جواب لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین وہی جو آپ چاہتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے، میں کسی چیز کو اس سے زیادہ اہم خیال نہ کرتا تھا، پس جب میں مر جاؤں تو مجھے اٹھانا اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کر کے کہنا کہ عمر بن خطاب اجازت چاہتا ہے، اگر وہ اجازت دے دیں، تو مجھے سوئپ دینا اور اگر وہ واپس کر دیں تو مجھ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا اور اس کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور ان کے ساتھ اور عورتیں بھی آئیں، جب ہم نے ان کو دیکھا تو ہم لوگ اٹھ گئے، وہ تمام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ کر رہیں، جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی، تو وہ عورتیں مکان میں چلی گئیں پھر ہم نے ان کے رزونے کی آواز سنی، لوگوں نے عرض کیا: امیر المومنین کچھ وصیت فرمائیں اور کسی کو خلیفہ بنا دیں، حضرت عمر نے کہا کہ میرے نزدیک ان لوگوں سے زیادہ کوئی خلافت کا مستحق نہیں ہے، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال

کے وقت راضی تھے۔ پھر آپ نے حضرت علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمہارے پاس حاضر رہا کریں گے، مگر خلافت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے، آپ نے یہ جملہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تسلی کے لیے کہا اور فرمایا کہ اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ حقیقتاً اس کے حقدار ہیں، ورنہ جو شخص بھی خلیفہ بنے، وہ ان سے امور خلافت میں مدد لے، میں نے ان کو ناقابلیت اور خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا تھا، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہو، اس کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین کا اولین حق سمجھے، ان کی عزت کی نگہداشت کرے، اس کو انصار کے ساتھ بھلائی کی بھی وصیت کرتا ہوں، جو دارالہجرت دارالایمان میں مہاجرین سے پہلے سے مقیم ہیں، خلیفہ کو چاہیے کہ ان میں سے نیک لوگوں کی نیکو کاری کو بنظر استحسان دیکھے اور ان کے خطا کار لوگوں کی خطا سے درگزر کرے، نیز میں اس کو تمام شہروں کے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اس لیے کہ وہ لوگ اسلام کی پشت و پناہ ہیں وہی مال غنیمت حاصل کرنے والے اور دشمن کو تباہ کرنے والے ہیں، اور وصیت کرتا ہوں کہ ان سے ان کی رضامندی سے اس قدر مال لیا جائے، جو ان کی ضروریات زندگی سے زائد ہو، میں اس کو اعراب کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اس لیے کہ وہی اصل عرب اور مادہ اسلام ہیں اور ان کی (ضروریات سے) زائد مال لے جائیں اور ان کے فقراء پر تقسیم کر دیں، میں اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول کے ذمہ کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ ان کا عہد پورا کیا جائے اور ان کی حمایت میں پر زور جنگ کی جائے، اور ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے، جب ان کی وفات ہوگئی، تو ہم لوگ ان کو لیے جارہے تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا اور کہا کہ عمر بن خطاب اجازت مانگتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان کو داخل کر دو، چنانچہ وہ لائے گئے اور وہاں اپنے دوستوں کے پہلو میں دفن کیے گئے، ان کے دفن کیے جانے کے بعد وہ لوگ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں خلافت کے مستحق تھے، جمع ہوئے، حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ اس معاملہ کو صرف تین شخصوں پر چھوڑ دو، جس پر زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا، حضرت طلحہ نے کہا کہ میں

نے اپنا حق حضرت عثمان کو سونپ دیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا حق حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دے دیا پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: تم دونوں میں سے جو شخص اس سے برات کا اظہار کرے گا، ہم خلیفہ منتخب کرنا اسی کے سپرد کریں گے اور اس پر اللہ اور اسلام کے حقوق کی نگہداشت لازم ہوگی، ہر ایک کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون شخص افضل ہے، اسی کو خلیفہ کر دے، اس پر شیخین یعنی عثمان و علی نے سکوت کیا، جب یہ حضرات چپ رہے، تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم دونوں خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ میرے حوالے کرتے ہو، بخدا مجھ پر لازم ہے کہ میں تم سے افضل کے ساتھ کوتاہی نہ کروں، دونوں نے کہا: یہ مسئلہ آپ کے حوالے کیا جاتا ہے، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے دونوں میں سے ایک یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اسلام میں قدامت حاصل ہے، جو تم کو معلوم ہے، اللہ کے واسطے تم پر لازم ہے اگر میں تمہیں خلیفہ بنا دوں، تو تم عدل و انصاف کرنا اور اگر میں عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دوں، تو اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بھی ایسا ہی کہا، چنانچہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے عہد لیا پھر کہا، اے عثمان اپنا ہاتھ اٹھاؤ، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت کی پھر تمام مدینہ والوں نے حاضر ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ ①

## فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۗ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ  
الْمُفْلِحُونَ ﴿٥٤﴾﴾ ①

”اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے، یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں،  
یاد رکھو یقیناً اللہ کا گروہ ہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔“

### تمہیدی کلمات

کچھ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ نبی کے بعد العیاذ باللہ  
یہ سب لوگ مرتد ہو گئے تھے، یہ اصل میں ان کا جنس باطن ہے، وگرنہ حقیقت یہ نہیں ہے، جن  
سے راضی ہونے کے سرٹیفکیٹ جاری ہوئے ہوں، جن کے دلوں کے لیے ایمان کو محبوب  
بنادیا گیا ہو، جن کو ایمان کی کسوٹی بنایا گیا ہو، جنہیں کامیاب کہا گیا ہو، جنہیں جنت کے  
وارث بتلایا گیا ہو، کیا وہ ایسے ہو سکتے ہیں؟ نہیں! نہیں! ہرگز نہیں!

جنگ احد کا موقع ہے نبی ﷺ ایک درے پر تیر اندازوں کا دستہ مقرر کرتے ہیں،  
ان سے فرماتے ہیں کہ جنگ کا نقشہ جیسا بھی ہو، تم نے یہاں سے نہیں ہٹنا ہے، لیکن انہوں  
نے فتح دیکھی کہ مسلمانوں کو مال غنیمت جمع کرتے دیکھا، وہ بھی شریک ہو گئے، ادھر سے کفار  
رستہ خالی پا کر مسلمانوں پر حملہ کر دیتے ہیں، نبی ﷺ مسلمانوں کو بلاتے ہیں، سب جمع  
ہو جاتے ہیں۔ سنبھلنے کا موقع نہیں ملتا، ستر شہید ہو جاتے ہیں، نبی کے دانت شہید ہوتے ہیں،  
خود سر میں پھنس جاتی ہے، نبی ناراضی کا اظہار نہیں فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے  
فرماتے ہیں کہ ان سے درگزر فرمائیں اور ان کے لیے بخشش مانگیں اور معاملات میں ان  
سے مشاشرت بھی کیا کریں:

﴿فِيمَا رَحِمَهُ مِنَ اللَّهِ لَئِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَمْرَهُ وَكُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ لَأَجْرًا لَمْ تُؤْتُوا بِهِ فَكُفِّرُوا بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ وَاللَّهُ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝﴾<sup>①</sup>

”پس اللہ کی طرف سے بڑی ہی رحمت کی وجہ سے آپ ان کے لیے نرم ہو گئے اور اگر آپ بدخلق ہوتے تو یقیناً وہ تیرے گرد سے منتشر ہو جاتے، سو ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے بخشش کی دعا کریں اور کام میں ان سے مشورہ کریں پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم کا احترام کرو

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خطبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا تھا:

أَكْرِمُوا أَصْحَابِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ نَهْمُ، ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ نَهْمُ. ②

”میرے صحابہ کی عزت کرو، پھر ان کی جوان کے بعد ہیں، پھر ان کی جوان کے بعد ہیں۔“

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

أَكْرِمُوا أَصْحَابِي، فَإِنَّهُمْ خَيْرٌ مِنْكُمْ. ③

”میرے صحابہ کی عزت کرو، بے شک وہ تم سب سے بہتر ہیں۔“

اکرام اس لیے کہ یہ دنیا کے بہترین لوگ ہیں:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۗ لَئِن لَّمْ يَكْفُرُوا لَأَكْثَرُهُمْ الْفَاسِقُونَ ۝﴾<sup>④</sup>

① آل عمران ۳: ۱۵۹۔ ② السنن الكبرى للنسائي: ۹۱۷۸، صحيح۔

③ شرح السنة للنفوس: ۲۲۵۴۔ ④ آل عمران ۳: ۱۱۰۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”تم سب سے بہتر امت چلے آئے ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا، ان میں سے کچھ مومن ہیں اور ان کے اکثر نافرمان ہیں۔“

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ ﷺ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَتْهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَآءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُونَ عَلَيَّ دِينِهِ. ①

”بے شک اللہ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا، تو تمام دلوں سے بہتر دل محمد ﷺ کے دل کو پایا، انہیں چن لیا اور ان کو رسالت عطا کر دی، پھر محمد کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد کے صحابہ کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، تو انہیں اپنے نبی کے وزیر بنا دیا، جو اس کے دین کی خاطر لڑتے ہیں۔“

انصار سے محبت، نبی سے محبت ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو انصار کے

بارے فرماتے ہوئے سنا:

((أَلَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّهُمْ فَأَحَبَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَأَبْغَضَهُ اللَّهُ)) ②

”ان سے محبت صرف مومن کرتا ہے اور ان سے بغض صرف منافق رکھتا ہے۔ جو ان سے محبت کرتا ہے، تو اللہ اس سے محبت کرتا ہے، جو ان سے بغض رکھتا ہے، تو اللہ ان سے بغض رکھتا ہے۔“

① مسند احمد: ۳۶۰۰۔

② ترمذی، المناقب، باب فی فضل الانصار وقریش: ۳۹۰۰، صحیح۔

صحابہ جیسا ایمان لانے کا حکم

﴿وَإِن أَمْنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي

شِقَاقٍ ۚ فَمَسِيكَفِيكُمْ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١﴾

”پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو، تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے اور اگر پھر جائیں تو وہ محض ایک مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں، پس عنقریب اللہ تجھے ان سے کافی ہو جائے گا۔ اور وہی سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴿٢﴾

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ، جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں، تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جیسے بیوقوف ایمان لائے ہیں، سن لو بے شک وہ خود ہی بے وقوف ہیں اور لیکن وہ نہیں جانتے۔“

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۗ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٣﴾

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں، انہیں کے لیے بڑی بخشش اور باعزت رزق ہے۔“

﴿وَاعْلَمُوا أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ ۗ لَوْ يَطُّعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ

وَلَكِنِ اللَّهُ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ

وَالْفُسُوقَ وَالْجَبْنَ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّشِيدُونَ ﴿٤﴾

”اور جان لو کہ بے شک تم میں اللہ کا رسول ہے، اگر بہت سے کاموں میں تمہارا

① البقرة ۲: ۱۳۷۔ ② البقرة ۲: ۱۳۔

③ الانفال ۸: ۷۴۔ ④ الحجرات ۴۹: ۷۔

کہا مان لے تو یقیناً تم مشکل میں پڑ جاؤ اور لیکن اللہ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا ہے اور اس نے کفر اور گناہ اور نافرمانی کو تمہارے لیے ناپسندیدہ بنا دیا، یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔“

﴿فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا لَوْ كَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ ❶  
 ”تو اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اتاری اور انہیں تقویٰ کی بات پر قائم رکھا اور وہ اس کے زیادہ حق دار اور اس کے لائق تھے۔ اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔“

کلمۃ التقویٰ کی تفسیر خود نبی ﷺ بیان فرماتے ہیں:

﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ﴾ ❷ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

کلمۃ التقویٰ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔ ❸

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا

اللہ تعالیٰ نے بدریوں کی طرف جہانک کر دیکھا اور فرمایا:

﴿لَعَلَّ اللَّهَ أَطَّلَعَ إِلَىٰ أَهْلِ بَدْرٍ؟ فَقَالَ: اَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ الْجَنَّةُ، أَوْ: فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ﴾ ❹

”اللہ نے اہل بدر کی طرف دیکھا اور فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو، تمہارے لیے جنت واجب ہے، یا یہ فرمایا، کہ میں نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ﴾ ❺

”وہ شخص ہرگز نہیں آگ میں داخل ہوگا، جو بدر میں حاضر ہوا اور حدیبیہ میں

❶ الفتح ۴۸: ۲۶۔ ❷ الفتح ۴۸: ۲۶۔

❸ سنن ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة الفتح: ۳۲۶۵، صحیح۔

❹ صحیح بخاری، المغازی: ۳۹۸۳۔ ❺ مسند احمد: ۱۵۲۶۲۔

حاضر ہوا۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم کے کا عمل کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا  
نبی کریم ﷺ نے ان پاکباز ہستیوں کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے سے منع  
فرمایا ہے:

((لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ  
مَدًّا أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ))<sup>①</sup>

”میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی مت دو، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا  
خرچ کرے، تو وہ ان کے خرچ کیے ہوئے، ایک مد یا نصف مد کے برابر نہیں ہو  
سکتا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
((دَعُوا لِي أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنْفَقْتُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا  
مَا بَلَغْتُمْ أَعْمَالَهُمْ))<sup>②</sup>

”میری خاطر میرے صحابہ کو چھوڑ دو، گالی نہ دو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ  
میں میری جان ہے اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرو پھر بھی تم ان کے اعمال  
کو نہیں پہنچ سکتے۔“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تَسْبُوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَلَمَقَامَ أَحَدِهِمْ سَاعَةً، خَيْرٌ  
مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ.<sup>③</sup>

”تم محمد ﷺ کے صحابہ کو برا نہ کہو ان کا نبی کے ساتھ ایک گھڑی ٹھہرنا، تمہارے  
ساری عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔“

سعید بن زید رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، جب انہوں نے کوفہ میں صحابہ

① صحیح بخاری، المناقب، باب قول النبی ﷺ: ((لَوْ كُنْتُمْ مِثْلَ أُحُدٍ خَلِيلًا)):

② صحیح الجامع الصغیر: ۳۲۸۶۔

③ سنن ابن ماجہ، فضائل الصحابة، فضل اهل بدر: ۱۶۲، حسن۔

کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں طعنہ زنی سنی تو فرمانے لگے:

لَمَشْهَدٌ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَنْبِئُ فِيهِ وَجْهَهُ، خَيْرٌ  
مِنْ عَمَلٍ أَحَدِكُمْ عُمُرُهُ، وَلَوْ عَمَرَ عُمَرُ نُوْحَ ①

”ان میں سے ایک کا نبی کے پاس حاضر ہونا، اس طرح کہ اس کے چہرے پر گردوغبار پڑ جائے، تمہارے عمر بھر کے اعمال سے بہتر ہے، اگرچہ نوح علیہ السلام کی عمر بھی مل جائے۔“

جب مسلمان عمرہ کی ادائیگی کے لیے آئے، حدیبیہ کے مقام پر روک دیے گئے، انہیں آگے جانے کی اجازت نہ ملی، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنوں کے لیے سکینت نازل کی اسی کا ذکر ہو رہا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
(مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَقَلْبِي لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ  
أَجْمَعِينَ) ②

”جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دی وبرا بھلا کہا، اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔“

اللہ نے جتنی انعام دنیا میں دے دیا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
(إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ؟  
فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟  
فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى وَقَدْ أُعْطِينَا مَا لَمْ نَعْطِ أَحَدًا مِنْ  
خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: أَنَا أُعْطِيتُكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالُوا: يَا رَبِّ، وَأَيُّ  
شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: أَحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا أُسْخَطُ

① سنن أبی داود: ۴۶۵۰۔

② صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ: ۶۱۶۱؛ الصحیحہ: ۲۳۴۰۔

عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا) ①

”بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ اہل جنت سے فرمائیں گے، اے اہل جنت تو وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، اللہ پوچھے گا: کیا تم راضی ہو، تو وہ جواب میں کہیں گے: ہم راضی کیوں نہ ہوں، کہ تو نے ہمیں وہ کچھ دے دیا ہے، جو مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا، تو اللہ فرمائے گا، میں تمہیں اس سے بھی افضل عطا کرتا ہوں، تو وہ کہیں گے: اے رب! اس سے افضل کیا ہو سکتا ہے، تو اللہ فرمائے گا: میں تم پر راضی ہوں، اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔“

﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۗ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۗ﴾ ②

”اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش۔ یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے۔“  
قرآن پاک میں کئی مقامات پر ان پاک باز ہستیوں کو یہ بشارت سنائی گئی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے گستاخ انجام

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ ③

”اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں، بغیر کسی گناہ کے جو انہوں نے کمایا ہو تو یقیناً انہوں نے بڑے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔“

قاضی ابوطیب فرماتے ہیں کہ دمشق کی جامع مسجد المنصور میں ہم بیٹھے تھے کہ ایک خراسانی نوجوان آیا، جو مسلک احنفی تھا، اس نے مسئلہ مصراۃ (بکری کے تھانوں میں دودھ روکنا) کے متعلق سوال کیا اور اس کی دلیل طلب کی، مفتی صاحب نے جواب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بطور دلیل پیش کی۔ حنفی کہنے لگا کہ ابوہریرہ غیر فقیہ تھے، وہ حدیث میں مقبول نہیں ہیں۔

① صحیح بخاری، الرقاق، باب صفة الجنة والنار: ۶۵۴۹۔

② المجادلة: ۵۸۔ ۲۲۔ ③ الاحزاب: ۳۳۔ ۵۸۔

جب اس نوجوان نے یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کیے، تو اچانک من جانب اللہ ایک اثر دھا مسجد کی چھت سے نیچے گرا، لوگ انتہائی خوف زدہ ہو گئے، اسی اثناء میں وہ حُنفی بھاگنے لگا تو سانپ نے اس کا پیچھا کیا، تو ایک آدمی نے کہا:

تُبُّ تُبُّ فَقَالَ تُبُّتُ. ①

اپنے گستاخانہ الفاظ سے توبہ کرو، اس نے کہا: میں نے توبہ کی۔  
پھر سانپ ایسا غائب ہوا کہ اس کا نشان تک نہ رہا۔

امام ابو زرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْتَقِصُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاعْلَمْ أَنَّهُ زَنْدِيقٌ وَذَلِكَ أَنَّ الرَّسُولَ ﷺ عِنْدَنَا حَقٌّ وَالْقُرْآنَ حَقٌّ، وَإِنَّمَا آدَى إِلَيْنَا هَذَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَنَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّمَا يُرِيدُونَ أَنْ يُجَرِّحُوا شُهُودَنَا لِيُبْطِلُوا الْكِتَابَ وَالسُّنَنَةَ وَالْجَرْحُ بِهِمْ أَوْلَى وَهُمْ زَنَادِقَةٌ. ②

”جب تو ایسے شخص کو دیکھے جو اصحاب رسول کی تنقیص کرتا ہے، تو جان لے کہ وہ زندقہ ہے۔ رسول حق ہیں، قرآن حق ہے، بے شک یہ قرآن اور احادیث ہم تک اصحاب رسول نے ہی پہنچائی ہیں، بے شک یہ لوگ ان گواہوں پر جرح کرنا چاہتے ہیں، تاکہ قرآن اور سنت کو باطل قرار دیں، ان پر جرح کرنا زیادہ بہتر ہے اور یہ زندقہ ہیں۔“

www.KitaboSunnat.com

گستاخ عورت کا اندھا ہونا

ایک عورت نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر ناجائز تہمت لگا دی، حتیٰ کہ آپ کو عدالت میں ذلیل کرنے کا ناپاک ارادہ کیا۔ مروان بن حکم کا دور خلافت تھا، جب اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تو پوچھا: کیا واقعہ آپ نے اس عورت کی زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہے۔ حضرت

① سیر اعلام النبلاء للذہبی: والعرف الشذی لانورشاہ۔

② الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب البغدادی، ص: ۴۹۔

سعید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، میں اس عورت کی زمین پر قبضہ کیسے کر سکتا ہوں؟ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظَلَمًا فَإِنَّهُ يَطْوِقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ))<sup>①</sup>

”جس نے ظلم کرتے ہوئے ایک باشت زمین چھینی، اس کو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔“

مروان نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو باعزت بری قرار دے دیا، لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے بہتان تراش اور زبان دراز عورت کو توبہ نہ کرنے کی وجہ سے بددعا دی:

اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِي دَارِهَا. ②

”اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے، تو اس کو آنکھوں سے اندھا کر دے اور اس کی قبر اس کے گھر میں بنا دے۔“

گستاخی کرنے والا شخص آخر عمر میں کیسے ذلیل ہوا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے اعزازات اور کمالات سے نوازا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفے کا گورنر مقرر کیا تو بعض نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کی شکایت لگائی کہ سعد ہمیں اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا تو سعد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں تو ان کو عین سنت کے مطابق نماز پڑھاتا ہوں اور نماز کی ادائیگی میں ہرگز کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے بھی مطمئن تھے، لیکن جو اب سن کر مزید مطمئن ہو گئے۔ آپ نے مزید تحقیق کے لیے ایک شخص کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کر دیا، وہ مساجد میں جا کر آپ کے بارے میں رائے طلب کرتا اور ہر کوئی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا۔ البتہ ایک شخص نے گستاخانہ انداز اختیار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ پر تہمت لگاتے

① صحیح البخاری: ۲۴۵۲۔ ② صحیح المسلم: ۴۱۳۳۔

ہوئے تین باتیں کہیں۔

فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يُقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا  
يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ.

”بلاشبہ سعد لشکر کے ساتھ نہیں جاتا، نہ برابری سے مال تقسیم کرتا ہے اور نہ ہی  
فیصلے میں انصاف کرتا ہے۔“

اس گستاخ شخص کی تینوں باتیں جھوٹ تھیں، لیکن اس نے آپ کے مقام کو گرانے کے  
لیے آپ پر الزامات عائد کر دیے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الہی میں بددعا فرمائی:  
اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَ سُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَهُ  
وَ اَطِلْ فَقْرَهُ وَ عِزُّهُ لِلْفِتَنِ.

”اے اللہ! اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہے، ریا کاری اور دکھلاوے کے لیے کھڑا ہوا ہے

تو اس کی عمر اور فقر کو لمبا کر دے اور اس کو آزمائشوں میں مبتلا کر۔“

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ گستاخ ادھیڑ عمر میں غربت کی موت مرا اور آخر عمر میں  
اپنی بری حرکتوں کی وجہ سے بہت زیادہ ذلیل ہوا کرتا تھا اور ایسا کیوں نہ ہوتا؟ اللہ تعالیٰ تو  
بڑی وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تکلیف دینے  
والے اور ان کے متعلق گستاخانہ انداز اپنانے والے بہت بڑا بوجھ کندھوں پر اٹھاتے ہوئے  
ذلیل ہوتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا  
بُهْتَانًا وَإِسْمًا مُّبِينًا﴾ ①

”اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے کسی قصور کے بغیر دکھ  
پہنچاتے ہیں، تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھالیا۔“

گستاخ کے نتھنوں میں سانس کا داخل ہونا

ناچاہتے ہوئے گستاخی کا ارتکاب کر لینا کوئی بڑی بات نہیں، انسان بھول جاتا ہے اور

شیطان کے ہاتھوں استعمال ہو جاتا ہے۔ اگر بندہ اپنے کیے پر فوراً معافی اور توبہ کا راستہ اختیار کر لے تو وہ عبرت کا نشان بننے سے بچ جاتا ہے، لیکن اگر وہ نیک لوگوں کی تذلیل و تحقیر اور ان کی گستاخی کو اپنا معمول بنالے، تو ایسے شخص کو اللہ جہان والوں کے لیے عبرت بنا دیتا ہے۔ یہی معاملہ ابن زیاد کے ساتھ پیش آیا، یہ بڑا ہٹ دھرم اور گستاخ آدمی تھا، اس بد نصیب شخص نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس پاکیزہ چہرے کی گستاخی کی کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام چوما کرتے تھے اور اس بد بخت نے اس چہرے پہ چھڑی رکھی، جس چہرے پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے بوسے دیا کرتے تھے۔

یہ گستاخ جب بری طرح ذلیل ہو کر قتل کیا گیا، تو اس کی گردن کو کونے کی جامع مسجد میں لایا گیا، اچانک دیکھتے ہی دیکھتے تیزی کے ساتھ سانپ آیا اور وہ سب گردنوں کو پھلانگتے ہوئے اس گستاخ کی گردن کے پاس پہنچا اور نتھنوں میں داخل ہو گیا، کافی دیر تک وہیں رکا رہا، پھر باہر نکلا اور غائب ہو گیا لیکن پھر تھوڑی دیر کے بعد آیا اور ساری گردنوں کو پھلانگتا ہوا عبید اللہ بن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا اور یہی عبرت ناک معاملہ تین بار پیش آیا۔ اللہ اکبر۔ ①

وہ سب عبرت کا نشان بنے

جناب عبدالرشید عراقی صاحب بیان کرتے ہیں کہ مولانا عبدالرحمن عتیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد منانہ وزیر آباد کے پاس بیٹھا تھا، تو فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اس وقت کمیٹی میں ہیڈ کلرک تھے، انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی شان میں بدکلامی کیا کرتا تھا، ایک حجام کو اس پر بہت غصہ آتا، لیکن کچھ کرنے نہ سکتا، ایک دن وہ شیعہ اس حجام کے پاس حجامت بنوانے آیا، تو اس نے موقع غنیمت جان کر دوران حجامت اس کی شاہ رگ کاٹ دی اور اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

پولیس آئی حجام کو پکڑ کر لے گئی، اس کے خلاف مقدمہ چلا تو حجام نے کہا کہ میں نے خنزیر قتل کیا ہے، کسی آدمی کو قتل نہیں کیا، دوسری طرف سے اصرار کہ نہیں آدمی قتل کیا ہے۔ یہ حجام اپنے دعویٰ پر پکار رہا، بالآخر جب اس آدمی کی قبر کشائی ہوئی تو اللہ نے اس کی شکل خنزیر کی صورت

میں بدل تھی، اس طرح وہ حجام قتل کیس سے بری ہو گیا۔

(۲) یہ واقعہ بھی عراقی صاحب، مولانا عبدالرحمن عتیق رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ خانہ نوال میں ایک آدمی جس کا نام دیدار علی تھا، وہ ہر روز صبح ایک کاغذ پر جو تے مارا کرتا، اس کے پاس ایک پٹھان ملازمت کرتا تھا، وہ ہر روز یہ منظر دیکھتا اور حیران ہوتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے.....؟ ایک دن جب وہ آدمی غسل کر رہا تھا اس ملازم نے وہ صندوق سے کاغذ نکال کر دیکھا، تو اس پر ان پاکباز ہستیوں جناب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء لکھے ہوئے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر اس پٹھان نے ملازمت چھوڑ دی اور اپنے آبائی علاقہ واپس چلا گیا۔

جب اس آدمی کی موت واقع ہوئی، اس کے لواحقین نے یہ فیصلہ کیا اس کی نعش کو ایران لے جا کر دفن کیا جائے، چنانچہ ایک تابوت میں بند کر کے عارضی طور پر دفن کر دیا گیا، اجازت نامہ لیتے لیتے تقریباً چھ ماہ کا عرصہ بیت گیا، جب اجازت ملی تو اس کے تابوت کو نکالا گیا تو کیا دیکھا کہ اس کی صورت مسخ ہو کر خنزیر کی صورت میں بدل چکی ہے۔ جب اس بات کی اطلاع گورنمنٹ کو ہوئی، تو انہوں نے لے جانے سے انکار کر دیا، لہذا اسے پھر وہیں دفن کر دیا گیا۔

قارئین کرام! ان پاکباز ہستیوں پر طعن کا بدلہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا، ان لوگوں کو اللہ نے دوسروں کے لیے نشان عبرت بنا دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو ایسی برگزیدہ ہستیاں ہیں، جن پر اللہ راضی ہے، ان سے جنت کے وعدے کیے ہیں، ان کو ہدایت یافتہ، کامیاب قرآن میں کہا ہے۔ ①

## رَحْمَاءُ بَيْنَهُمْ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحْمَاءُ بَيْنَهُمْ  
تَرَاهُمْ رُكْعًا سَجِدًا تَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا لِّسِيْمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ  
مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ۗ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۗ  
كَزَّرَجٍ أَخْرَجَ شَطْرَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ  
لِيغَيِّظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ  
مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ ①

”محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر بہت سخت  
ہیں، آپس میں نہایت رحمدل ہیں، تو انہیں اس حال میں دیکھے گا کہ رکوع کرنے  
والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور رضا ڈھونڈتے  
ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں سے سجدے کرنے کے اثر سے ہے۔ ان کا  
یہ وصف تورات میں اور انجیل میں ہے، اس کھیتی کی طرح جس نے اپنی کوپیل  
نکالی، پھر اسے مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی،  
کاشت کرنے والوں کو خوش کرتی ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعے کافروں کو غصہ  
دلانے اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک  
عمل کیے بڑی بخشش اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔“

تمہیدی کلمات

حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی وہ نفوس قدسیات  
ہیں، جن کو اشرف و مراتب اور عظمت و فضیلت سے نوازا گیا۔ جن کی رسول اقدس سے  
وفاؤں کے تذکرے قرآن میں موجود ہیں اور جن کی پاکیزہ ادائیں آیات پینات کا مظہر

ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو آپس میں تعلق اور باہم محبت تھی، قرآن نے ان کو رَحْمَاءٌ بَيْنَهُمْ کہہ کر بیان کیا ہے، آئیے دیکھتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کا باہم کیا رشتہ، تعلق تھا خصوصاً جو لوگوں خلفاء اربعہ کے متعلق بغض اگلتے ہیں، انہیں بھی اپنی کم علمی کا احساس ہو جائے گا۔

اللہ نے ان کے دل باہم جوڑ دیئے  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۗ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ ۗ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٥٠﴾﴾

”اور اس نے ان کے دلوں کے درمیان الفت ڈال دی، اگر تو زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتا، ان کے دلوں کے درمیان الفت نہ ڈال سکتا، لیکن اللہ نے ان کے دلوں میں الفت ڈال دی ہے، بے شک وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“

اے ابو بکر! ہمیں آپ پر کوئی غصہ نہیں

ایک دفعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کے سامنے عذر پیش کیا اور کہا:

وَاللَّهِ مَا كُنْتُ حَرِيصًا عَلَى الْإِمَارَةِ يَوْمًا وَلَا لَيْلَةً قَطُّ وَلَا كُنْتُ فِيهَا رَاغِبًا، وَلَا سَأَلْتُهَا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي سِرِّ وَلَا عَلَانِيَةٍ، وَلَكِنِّي أَشْفَقْتُ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَمَا لِي فِي الْإِمَارَةِ مِنْ رَاحَةٍ، وَلَكِنْ قَلِدْتُ أَمْرًا عَظِيمًا مَا لِي بِهِ مِنْ طَاقَةٍ وَلَا يَدٍ إِلَّا بِتَقْوِيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَوْ دِدْتُ أَنَّ أَقْوَى النَّاسِ عَلَيْهَا مَكَانِي الْيَوْمَ، فَقَبِلَ الْمُهَاجِرُونَ مِنْهُ مَا قَالَ وَمَا اعْتَدَرَ بِهِ، قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالزُّبَيْرِيُّ: مَا غَضِبْنَا إِلَّا لِأَنَّا قَدْ أُخْرَجْنَا عَنِ الْمَشَاوَرَةِ، وَإِنَّا نَرَى أَبَا بَكْرٍ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا بَعْدَ رَسُولِ

اللَّوْعَانِ، إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ، وَثَانِيِ اثْنَيْنِ، وَإِنَّا لَنَعْلَمُ بِشَرِّهِ وَكَبِيرِهِ، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ. ①

”اللہ کی قسم! میں نے دن رات میں کبھی بھی حکومت کی حرص نہیں کی اور نہ ہی کبھی اس کی خواہش کی اور نہ ہی اللہ عزوجل سے خفیہ اور علانیہ کبھی اس کا سوال کیا ہے۔ میں فتنے سے ڈرتا تھا اور میرے لیے امارت میں کوئی سکون نہیں ہے۔ میرے اوپر ایک عظیم بوجھ ڈال دیا گیا ہے، اللہ کی توفیق کے بغیر اس کی میرے اندر ہمت اور طاقت نہیں ہے، میری خواہش ہے کہ میری جگہ کوئی قوی آدمی ہوتا، مہاجرین نے یہ عذر قبول کر لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں کوئی غصہ نہیں سوائے اس کے کہ ہمیں مشورہ میں پیچھے رکھا گیا، اور ہم سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اس کے سب سے زیادہ حق دار جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ وہ صاحب الغار ہیں، ثانی اثنین ہیں ہم ان کے شرف و منزلت کو سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جب حیات تھے، تو اس وقت آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔“

قیس خاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ عَلِيًّا، يَقُولُ: سَبَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، وَثَلَّثَ عُمَرُ، ثُمَّ خَبَطْنَا - أَوْ أَصَابَتْنَا - فِتْنَةٌ، فَمَا شَاءَ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ. ②

”میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا: ”رسول اللہ ﷺ چلے گئے پھر آپ ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے، اور تیسرے نمبر پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے پھر ہمیں جو اللہ نے چاہا فتنے نے آلیا۔“

① المستدرک للحاکم: ۴۴۲۲؛ فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل: ۶۲۶۔

② مسند احمد: ۱۰۲۰، حسن۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ کا جنازہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ ①

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیوہ سے نکاح

صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں:

أَسْلَمْتُ أَسْمَاءَ قَدِيمًا، وَهَاجَرْتُ إِلَى الْحَبَشَةِ مَعَ زَوْجِهَا  
جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَوَلَدْتُ لَهُ بِالْحَبَشَةِ عَبْدَ اللَّهِ، وَعُونًَا،  
وَمُحَمَّدًا، ثُمَّ هَاجَرْتُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا قُتِلَ عَنْهَا جَعْفَرُ بْنُ  
أَبِي طَالِبٍ تَزَوَّجَهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَوَلَدْتُ لَهُ مُحَمَّدَ بْنَ  
أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ مَاتَ عَنْهَا فَتَزَوَّجَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ،  
فَوَلَدْتُ لَهُ يَحْيَى، لَا خِلَافَ فِي ذَلِكَ. ②

”اسماء بہت پہلے مسلمان ہو گئیں تھی اور انہوں نے اپنے خاوند جعفر بن ابوطالب کے ساتھ ہجرت حبشہ کی اور وہاں ان کے بطن سے عبد اللہ، عون اور محمد پیدا ہوئے۔ جب جعفر بن ابی طالب کو شہید کر دیا گیا، تو ان سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، تو آپ کے ہاں ان کے بطن سے محمد بن ابو بکر پیدا ہوئے، پھر ان سے نکاح علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے کیا، تو پھر آپ کے ہاں یحییٰ پیدا ہوئے۔ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔“

ابو بکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں

سوال کرنے والے نے شیعان علی سے تعلق رکھنے والے عالم الحدیث والفقہ سے

سوال کیا:

أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ أَبُو بَكْرٍ أَمْ عَلِيٌّ؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ السَّائِلُ:  
أَتَقُولُ هَذَا وَأَنْتَ مِنَ الشَّيْعَةِ؟

”دونوں میں سے افضل کون ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ یا علی رضی اللہ عنہ؟ تو جواب دیا کہ

ابوبکر رضی اللہ عنہ تو سائل نے کہا: آپ یہ جواب دے رہے ہیں، حالانکہ آپ شیعہ ہیں۔ تو جواب میں کہا: وہ سچا شیعہ ہے، جو ایسا کہے۔ اللہ کی قسم! امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اس منبر پر چڑھے اور فرمایا:

أَلَا أَنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، أَفَكُنَّا نُرَدُّ قَوْلَهُ؟ أَفَكُنَّا نَكْذِبُهُ؟ وَاللَّهِ مَا كَانَ كَذَّابًا. ①

”سنو! اس امت میں نبی علیؑ کے بعد سب سے بہتر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ کیا ہم آپ کی بات کا رد کر سکتے تھے؟ کیا ہم آپ کی بات کو جھوٹا کہہ سکتے تھے؟ اللہ کی قسم آپ رضی اللہ عنہ جھوٹے نہ تھے۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت بیمار ہو گئے، تو کھڑکی سے لوگوں کی طرف سے دیکھا اور کہا: لوگو!

إِنِّي قَدْ عَهَدْتُ عَهْدًا أَفْتَرِضُونَ بِهِ؟ فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ رَضِينَا يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا نَرْضَى إِلَّا أَنْ يَكُونَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. ②

”میں تم سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں کیا تم اس پر راضی ہو جاؤ گے، تو جواب میں لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ کے خلیفہ! ہم راضی ہیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم عمر بن خطاب کے سوا (کسی اور پر) راضی نہیں ہیں۔“

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا:

قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. ③

① تثبیت دلائل النبوة لقاضی عبدالجبار: ۱/ ۶۳۔

② اسد الغابة: ۴/ ۱۵۶۔ ③ صحیح بخاری، المناقب، باب قول النبی ﷺ: لو

كنت متخذًا خليلاً: ۳۶۷۱۔

”میں نے اپنے والد (حضرت علی) سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر، محمد بن حنفیہ بیان کرتے ہیں پھر میں نے کہا: ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا عمر تو میں ڈر گیا کہ اب کی مرتبہ وہ عثمان کا نام لیں گے، تو میں نے اس لیے کہا، تو پھر آپ؟ آپ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔“

سیدنا علی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی باہم محبت

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ میں آئے سرکاری اونٹوں کے اندراج کی غرض سے اپنے ساتھ لے گئے، وہاں جا کر دونوں صاحبوں کو تو سایہ دار جگہ میں بٹھا دیا اور خود کڑی دھوپ میں کھڑے ہو کر انہیں اونٹوں کی نشانیوں لکھواتے جا رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ محبت و عقیدت سے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے، عثمان! قرآن پاک میں جو فرمان ہے:

﴿يَا بَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۝﴾ ①

”اے میرے باپ! اسے اجرت پر رکھ لو، کیونکہ سب سے بہتر شخص جسے تو اجرت پر رکھے، طاقتور، امانت دار ہی ہے۔“

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

”هَذَا الْقَوِيُّ الْأَمِينُ“ ②

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہم جناب علی رضی اللہ عنہ کے وہ تاریخی الفاظ نقل کر چکے

ہیں کہ:

”خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، لَا يَجْتَمِعُ

حُبِّي وَبُغْضُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي قَلْبِ مُؤْمِنٍ“ ③

”رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں بہترین انسان ابوبکر و عمر ہیں، کسی بھی

① القصص ۲۶: ۲۸۔ ② تاریخ طبری: ۳/ ۲۷۱ فیہ ضعف۔

③ الأوسط للطبرانی و تاریخ الخلفاء للسيوطي، ص: ۱۵ فیہ ضعف۔

مومن کے دل میں میری محبت اور ان کی عداوت اکٹھی نہیں ہو سکتی۔“

اسی محبت میں آپ نے اپنے ایک بیٹے کا نام بھی ”عمر“ رکھا اور ۷۱ ہجری میں اسی محبت و عقیدت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے، جناب علی نے اپنی نخت جگر سیدہ ام کلثوم کا نکاح ۴۰۰۰۰ درہم کے عوض حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے فرما دیا۔

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى عَلَيَّ تَسْعَ جَنَائِزَ جَمِيعًا فَجَعَلَ الرَّجَالَ يَلُوْنَ الْإِمَامَ، وَالنِّسَاءَ يَلِينْنَ الْقِبْلَةَ، فَصَفَّهِنَّ صَفًّا وَاحِدًا، وَوَضِعَتْ جَنَازَةُ أُمِّ كَلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيٍّ امْرَأَةً عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَابْنٌ لَهَا يُقَالُ لَهُ زَيْدٌ وَضِعَا جَمِيعًا. ①

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نو جنازوں پر ایک ساتھ نماز ادا کی، تو مردوں کو امام کے نزدیک کیا اور خواتین کو قبلہ کے پاس کر دیا۔ ان تمام کی ایک صف کی اور حضرت ام کلثوم حضرت علی کی صاحبزادی حضرت عمر کی اہلیہ کا جنازہ اور ان کے ایک لڑکے کا جن کو زید کہتے تھے، ایک ساتھ رکھا گیا۔“

میری عمر، عمر رضی اللہ عنہما کو مل جائے

جعفر بن محمد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا طَعِنَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعَثَ إِلَيَّ حَلَقَةً مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ كَانُوا يَجْلِسُونَ بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ، فَقَالَ: يَقُولُ لَكُمْ عُمَرُ: أُنْشِدُكُمْ اللَّهَ أَكَانَ ذَلِكَ عَنْ رِضَا مِنْكُمْ؟ فَتَلَكَّا الْقَوْمَ، فَقَامَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: لَا، وَدِدْنَا أَنَا زِدْنَا فِي عُمَرِ مِنْ أَعْمَارِنَا. ②

”جب حضرت عمر رضی اللہ عنہما زخمی ہوئے، تو انہوں نے اہل بدر کے اس گروہ کے پاس

① سنن نسائی، الجنائز، اجتماع جنازات الرجال والنساء: ۱۹۷۸، صحیح۔

② حلیۃ الاولیاء: ۱۹۹/۳، فضائل الصحابة للدارقطنی: ۱۷، فیہ ضعف۔

آدمی بھیجا، جو سبر اور قبر النبی کے درمیان بیٹھا کرتے تھے۔ اس نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے، کیا تم اس کام سے راضی ہو؟ تو قوم نے ہچکچاہٹ کا اظہار کیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو کہنے لگے: ”ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنی عمریں دے کر اس (عمر رضی اللہ عنہ) کی عمر بڑھالیں۔“

اعمال میں نمونہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

وَضَعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَفَّفَهُ النَّاسُ، يَذْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنَكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلَيَّ عُمَرُ، وَقَالَ: مَا خَلَفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَإِنَّمُ اللَّهُ إِنْ كُنْتُ لِأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ، وَعُمَرُ. ①

”جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی چار پائی پر رکھے گئے، تو لوگوں نے ان کو گھیر لیا، وہ لوگ دعا مانگتے اور استغفار کرتے تھے، اس سے بیشتر کہ جنازہ اٹھایا جائے، میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا کہ یکا یک ایک شخص نے میرا شانہ پکڑ لیا اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا، جو عمل کے اعتبار سے مجھے تم جیسا محبوب ہوتا، اور واللہ میں خیال کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا، اور میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے اکثر و

① صحیح بخاری، المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی

بیشتر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں تھا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور میں گیا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور میں داخل ہوا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور میں نکلا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما (یعنی آپ اپنے ہر کام و فعل میں ان کو شریک رکھتے تھے۔“  
ابوصیفہ احمد بن داؤد الدینوری شیبی نے اپنی کتاب میں لکھا:

وكان مقدمه الكوفه يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة خلت من رجب سنه ست وثلاثين، فقبل له: يا امير المؤمنين، اتنزل القصر؟ قال: لا حاجه لي في نزوله، لان عمر بن الخطاب كان يبغضه، ولكني نازل الرحبه، ثم اقبل حتى دخل المسجد الأعظم، فصلى ركعتين، ثم نزل الرحبه. ①  
”حضرت علی رضی اللہ عنہ چھتیس ہجری رجب کے بارہ دن گزرنے کے بعد سوار کے دن کو فہ تشریف لائے، پوچھا گیا: اے امیر المؤمنین! محل میں ٹھہرنا پسند کریں گے؟ تو فرمانے لگے: مجھے اس میں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو ناپسند فرماتے تھے، میں بغیر مکان کے ہی ٹھہرنا پسند کروں گا، پھر جامع مسجد میں آئے، دو رکعت نماز پڑھی پھر کھلی جگہ پر ہی ڈیرہ لگا لیا۔“

عمر جنتی ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

دخلت علی عمر بن الخطاب حين وجاه أبو لؤلؤة وهو يبكي فقلت له ما أبكاك يا أمير المؤمنين قال أبكاني خبر السماء أیذهب بی إلى الجنة أم إلى النار فقلت له أبشر بالجنة فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول ما لا أحصى سیدا کھول أهل الجنة أبوبکر وعمر وأنعمما فقال أشاهد أنت لی یا علی بالجنة فقلت نعم وأنت یا حسن فاشهد

علیٰ اَبیک رسول اللہ (ﷺ) اُن عمر من اهل الجنة. ❶  
 ”میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، جب آپ کو ابو لؤلؤ فیروز نے زخمی کیا تھا، تو اس وقت آپ رورہے تھے، میں نے پوچھا اے امیر المومنین! آپ کو کس چیز نے رلا دیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے آسمان کی خبر نے رلا دیا ہے کہ مجھے اب جنت کی طرف لے جایا جائے گا، یا جہنم کی طرف؟ تو میں نے کہا: آپ کو جنت کی بشارت ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو بے شمار تہیہ یہ کہتے ہوئے سنا: ”ابو بکر و عمر جنتی عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں۔“ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے علی! میرے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہو؟ کہنے لگے: جی ہاں! کہا اے حسن رضی اللہ عنہ! آپ بھی اپنے نانا کی بات کے گواہ بنتے ہو کہ عمر اہل جنت میں سے ہے۔“

حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لایا کرو

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ہمارے ہاں کسی وقت تشریف لایا کریں۔ ایک بار حضرت حسین رضی اللہ عنہ ملاقات کے لیے گئے، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے، انہوں نے کہا: مجھے بھی اندر جانے کی اجازت نہیں ملی۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ واپس آگئے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنا ہوا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ما منعک یا حسین ان تأتینی.

اے حسین! ملاقات کے لیے نہیں آئے، کیا بات ہوئی، تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: میں فلاں وقت آپ سے ملنے کے لیے گیا تھا، لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی اس وقت اجازت نہیں ملی تھی، حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا:

وَأَنْتَ عِنْدِي مَثَلَهُ أَنْتَ عِنْدِي مَثَلَهُ. ❷

❶ تاریخ دمشق لابن عساکر: ۴۴ / ۱۶۸ (۹۶۷۲)، الصحیحہ: ۸۲۴ نیز ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جنتی عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں کے علاوہ بقیہ حصہ میں ضعف ہے۔

❷ تاریخ دمشق لابن عساکر: ۱۴ / ۱۷۵۔



”کیا آپ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے درجہ میں ہیں؟ اس کا اور مقام ہے اور آپ کا اور مرتبہ ہے۔“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں جب لوگوں نے مختلف قسم کی باتیں کرنا شروع کیں تو دفاع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَخْبِرْهُمْ أَنَّ قَوْلِي فِي عُثْمَانَ أَحْسَنُ الْقَوْلِ، إِنَّ عُثْمَانَ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ①

”ان کو عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق میرے عمدہ قول کے متعلق آگاہ کر دیں۔ یقیناً عثمان ان لوگوں میں سے تھے، جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے، پھر وہ متقی بنے اور ایمان لائے، پھر وہ متقی بنے اور انہوں نے نیکی کی اور اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

مَنْ تَبَّرَأَ مِنْ دِينِ عُثْمَانَ فَقَدْ تَبَّرَأَ مِنَ الْإِيمَانِ ②

”جو شخص عثمان رضی اللہ عنہ کے دین سے برأت کا اظہار کرتا ہے، تو وہ یقیناً ایمان سے بری ہو گیا۔“

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے محبت

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان سے بے پناہ محبت فرماتے، ان کی نسبت سے اپنے ایک بیٹے کا نام بھی ”عثمان“ رکھا۔ قدم قدم پر ان کے صدق و صفا کی گواہی دیتے۔ ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں سورۃ الانبیاء کی اس آیت کو تلاوت فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾ ③

① مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۷۷۵۷۔

② الاستیعاب لابن عبدالبر: ۱۰۴۴/۳۔ ③ الانبیاء: ۲۱: ۱۰۱۔

”نیکیوں میں سبقت لے جانے والے جہنم سے دور ہٹا دیے گئے۔“  
اس آیت کو تلاوت فرما کر آپ نے فرمایا: ”عُثْمَانُ مِنْهُمْ“ ان خوش نصیبوں میں  
ہی حضرت عثمان ہیں۔ ①

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شہادت عثمان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر  
آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُمَانَ. ②

”اے اللہ! میں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے تیری طرف اپنی براءت کو پیش کرتا  
ہوں۔“

عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابان کے نکاح میں حضرت جعفر کی پوتی  
ابن قتیبہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد کے تذکرے میں آپ کے بیٹے ابان  
کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات لکھی کہ

وَكَاثَتْ عِنْدَهُ أُمُّ كَلْثُومٍ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ. ③

”اور اس کے پاس (نکاح میں) ام کلثوم بنت عبد اللہ ابن جعفر تھیں۔“

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پوتی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے کے نکاح میں  
وأم القاسم بنت الحسن بن الحسن، شقيقة مليكة، تزوجها  
مروان بن أبان بن عثمان بن عفان، فولدت له محمدا. ④  
”حضرت ملیکہ کی سگی بہن ام قاسم بنت حسن بن حسن سے مروان بن ابان بن  
عثمان بن عفان نے نکاح کیا، تو ان کے ہاں پھر محمد بیٹے کی پیدائش ہوئی۔“

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دَفَاع

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا جب مفسدین نے محاصرہ کیا، تو اس وقت حضرت

① مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۲ / ۵۲، ۴۳، ۳۲۰۔

② فضائل صحابة: ۱ / ۴۵۲، ۷۲۷۔

③ المعارف لابن قتیبہ: ۱ / ۲۰۱۔

④ جمهرة انساب العرب لابن حزم: ۱ / ۴۲۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع لیے جو لوگ آگے بڑھے، ان میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بھی تھے، جس کا ذکر امام ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے اپنی مایہ ناز تاریخ کی کتاب میں کیا ہے۔

وَجُرِحَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ جِرَاحَاتٍ كَثِيرَةً، وَكَذَلِكَ جُرِحَ  
الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ. ①

”عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بہت سے زخم لگے اور اسی طرح حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور مروان بن حکم بھی زخمی ہوئے۔“

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ  
سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ  
رَحِيمٌ ②﴾

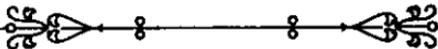
”اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے، جنہوں نے ایمان لانے میں پہل کی اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے کوئی کینہ نہ رکھ جو ایمان لائے۔ اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

## رَحْمَاءُ بَيْنَهُمْ كِي عملی تفسیر کی ایک مثال

حضرت ابو جہم بن حدیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یرموک میں میرا ایک عزیز بھی لڑائی میں شریک تھا، جب شام ہو گئی اور ہر طرف سے زخمیوں کے کراہنے کی آواز آنے لگی، تو میں اپنے اس بھائی کی تلاش میں پانی لے کر نکلا، مجھے ایک جگہ وہ پانی کی التجا کرتا نظر آ گیا میں نے فی الفور پانی اس تک پہنچایا، ابھی وہ پینے ہی والا تھا کہ قریب سے ایک زخمی کی آواز آئی، اس نے کہا: پہلے میرے اس زخمی بھائی کو پانی پلا آؤ، میں جب اس کے پاس پانی لے کر پہنچا، تو قریب تھا کہ وہ اپنی تڑپتی جان کو پانی سے تسکین دیتا، قریب سے ایک اور کراہتی آواز بلند ہوئی کہ ہے، کوئی پانی پلانے والا؟ اس صحابی نے بھی پانی چھوڑ دیا کہ پہلے میرے اس

① البداية والنهاية: ۷/ ۲۱۰۔

② الحشر: ۵۹: ۱۰۔



بھائی کو بلا آؤ، حضرت ابو جہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ جب تیسرے شخص کے پاس پہنچے تو وہ جام شہادت نوش کر چکا تھا، آپ پچھلے کے پاس لپکے تو وہ بھی اپنی جان جان آفریں کے سپرد فرما چکے تھے۔ آپ پہلے صحابی کی طرف دوڑے، مگر وہ بھی رَحْمَاءٌ بَيْنَهُمْ کی عملی تفسیر پیش فرما کر جام کوثر پینے جنت کو سدھار چکے تھے۔ ①

① بحوالہ الاستیعاب تذکرہ حضرت عکرمہ بن ابی جہل۔

## اہل بیت اور ان کے فضائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ  
وَأَتِينَ الزَّكَاةَ وَاطْعَنَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ  
الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ①

”اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح  
زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔  
اللہ تو یہی چاہتا ہے اے گھر والو! تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں پاک کر  
دے خوب پاک کرنا۔“

### تمہیدی کلمات

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اہل بیت میں محمد ﷺ، علی، فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم  
ہیں، یعنی عرف عام میں جنہیں کچھ لوگ پنج تن پاک کا نام دیتے ہیں۔ اور انہی کی محبت کے  
دعویدار ہیں، جب کہ حقیقت میں ان پانچ سے بھی ان کی عقیدت و محبت نہیں ہے۔ اور  
امہات المؤمنین کو اہل بیت سے خارج کر دیا جاتا ہے، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بیٹی اہل  
بیت میں شامل ہو اور ماں نہ ہو۔ ایک بہن شامل ہو دوسری نہ ہو۔ دونوں سے تو شامل ہوں  
اور باقی نواسے اور نواسیاں نہ ہوں، یہ بات عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے۔ ذیل میں  
اس کے دلائل پیش کیے جاتے ہیں کہ اہل بیت میں سب سے پہلے بیویاں ہیں، پھر اولاد اور  
پھر آگے ان کی اولاد۔

### اہل بیت کون؟

علامہ زبیدی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

الْأَهْلُ لِلرَّجُلِ: زَوْجَتُهُ وَيَدْخُلُ فِيهِ الْأَوْلَادُ، وَبِهِ فُسِّرَ قَوْلُهُ

تَعَالَى: وَمَسَارَ بِأَهْلِيهِ (أَيُّ زَوْجَتِهِ وَأَوْلَادِهِ). ①

آدمی کے اہل سے مراد اس کی زوجہ ہے اور اس میں اولاد بھی شامل ہے۔ اور یہی تفسیر اللہ کے اس فرمان کی کی گئی ہے۔ ”اور وہ اپنے اہل یعنی اپنی زوجہ اور اولاد کو لے کر چلے۔“

یہ موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے، جب آپ عَلَيْهِ السَّلَام شعیب کے پاس اپنی مدت ملازمت پوری کر کے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر واپس اپنے وطن جا رہے تھے۔ یہاں اہل بیوی اور اولاد کے لیے بولا گیا ہے۔

شیعہ مفسر طبری نے مجمع البیان میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ باہلہ سے مراد بیوی ہے۔

ابن منظور نے لسان العرب میں (اہل) کی بحث کے ضمن میں لکھا ہے:

اهل البيت سكانه واهل الرجل اخص الناس به واهل بيت النبي ازواجه وبناته وصهره.

”اہل بیت سے مراد اس کے رہائشی ہوتے ہیں اور اہل الرجل سے مراد جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ اس کے ساتھ خاص ہوں اور اہل بیت النبی سے مراد آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ازواج، بیٹیاں اور داماد ہیں۔“

جب ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کی بیوی حضرت سارہ کو بیٹے اسحاق عَلَيْهِ السَّلَام اور پوتے یعقوب عَلَيْهِ السَّلَام کی خوشخبری فرشتوں نے سنائی تو اس نے تعجب کا اظہار کیا تو فرشتوں نے کہا:

﴿قَالُوا أَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمْتُ اللَّهُ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ طِبَّاؤُهُ

حَمِيدٌ مَجِيدٌ ﴿٥٠﴾ ②

”انہوں نے کہا: کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے اہل بیت! بے شک وہ بے حد تعریف کیا گیا اور بڑی شان والا ہے۔“

① تاج العروس للزبيدي: ٤١/٢٨۔ ② ہود ١١: ٧٣۔

اس آیت میں اہل بیت سے مراد بیوی ہے۔ قرآن میں چار مقامات پر اہل بیت کے لفظ آئے ہیں، سب جگہوں پر اس سے مراد بیویاں ہی ہیں۔

احادیث میں بھی یہ الفاظ ازواج کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے، اس وقت آپ ﷺ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے:

(يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا) ①

”اے مسلمانوں کی جماعت! کون ہے؟ جو میری حمایت کرے اس آدمی کے مقابلے میں جس نے میرے گھر والوں پر تہمت لگا کر مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ اللہ کی قسم! میں تو اپنے گھر والوں کو پا کدا من ہی سمجھتا ہوں۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی ﷺ کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا تو میں بھی اس ولیمہ میں شریک تھا، جب دعوت ولیمہ سے فارغ ہوئے تو نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے پاس جاتے اور فرماتے:

(سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، كَيْفَ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ؟ فَيَقُولُونَ: بِخَيْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ فَيَقُولُ: بِخَيْرٍ) ②

تم پر سلامتی ہو اے اہل بیت تم کیسے ہو؟ تو وہ جواب میں کہتے: اے اللہ کے رسول! خیریت سے ہیں، آپ نے اپنے اہل (زینب رضی اللہ عنہا) کو کیسا پایا تو آپ جواب میں کہتے بہتر پایا ہے۔

اہل بیت النبی سے اصلی اور حقیقی طور پر آپ کی بیویاں مراد ہیں، لیکن وسیع تر مفہوم کے اعتبار سے آپ کی اولاد، نواسے، نوایاں سچے اور اوران کے بیٹے بھی شامل ہیں۔ اس سے ملتا جلتا لفظ ایک آل ہے جس کا مفہوم اہل سے زیادہ وسیع ہے، اس میں بیٹے، بیٹیوں کے ساتھ

① صحیح بخاری، تفسیر القرآن، باب ﴿لَوْ لَا إِذْ سَعَيْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ (النور ۲۴: ۱۲) إِلَى قَوْلِهِ: ﴿الْكَيْفُ يُؤْنُ﴾: ۴۷۵۰۔

② صحیح مسلم، النکاح، باب فضیلة اعتاقہ امتہ، ثم یتزوجها: ۱۳۶۵۔

پیر و کار بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

بیویوں کو اہل بیت میں قرآن نے شامل کیا ہے اور حضرت علی، فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم نبی کے فرمان کے باعث اہل بیت میں شامل ہیں۔

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَاقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَاطْعَنَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۱۰۱﴾ وَأَذْكَرُونَ مَا يُشَلِّي فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَةِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةَ إِنَّا اللَّهُ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ﴿۱۰۲﴾

”اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے گھر والو! تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ میرے گھر میں نازل ہوئی کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی طرف پیغام بھیجا، آپ ﷺ نے فرمایا:

((اللَّهُمَّ هُوَ لِأَهْلِ بَيْتِي))

”اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں“ اور یہ بھی ترجمہ کیا جاتا ہے کہ اے اللہ! ان کو میرے اہل بیت میں شام فرما دے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، اے اللہ رسول!

((مَا أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ؟))

”میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟“

((قَالَ: إِنَّكَ أَهْلِي خَيْرٌ وَهُوَ لِأَهْلِ بَيْتِي)) ﴿۲﴾

تو آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ تو بہترین اہل ہے اور یہ لوگ بھی اہل بیت ہیں۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْتِ عَلَى مَكَانِكَ وَأَنْتِ عَلَى خَيْرٍ)) ①

”تو اپنی جگہ پر رہ اور تو خیر پر ہے (یعنی جو خیر ان کو اہل بیت میں شامل ہونے کے بعد ملی ہے، وہ خیر تیرے پاس پہلے ہی ہے)“

ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ پر سیاہ رنگ کی اوننی چادر تھی، حسن آئے، آپ ﷺ نے اس کو اس میں داخل کر لیا، پھر حسین آئے وہ بھی داخل ہو گئے، پھر فاطمہ آئیں ان کو بھی اس میں داخل کر لیا، پھر علی آئے، ان کو بھی اس میں داخل کر لیا، رضوان اللہ علیہم اجمعین پھر اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

((إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا)) ②

جہاں حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل بیت میں شامل ہیں، وہاں دوسرے نواسے اور نواسیاں بھی شامل ہیں۔

نواسیاں بھی اہل بیت میں شامل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس موتیوں کا ایک ہار تحفے میں آیا، آپ نے فرمایا:

((لَا دُفَعْنَهَا إِلَى أَحَبِّ أَهْلِي إِلَيَّ))

”میں یہ ہار اپنے اہل بیت میں سے اسے دوں گا، جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔“

تو ازواجِ مطہرات کہنے لگیں کہ یہ تو ابو قحافہ کی بیٹی کو ملے گا۔

فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِ أُمَامَةَ بِنْتِ زَيْنَبِ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ③

”آپ ﷺ نے وہ ہار امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے گلے میں

① سنن ترمذی، تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الاحزاب: ۳۲۰۵، صحیح۔

② الاحزاب ۳۳: ۳۳؛ صحیح مسلم، الفضائل، باب فضائل اهل بيت النبي ﷺ:

۶۱- (۲۴۲۴) ③ مسند احمد: ۲۶۲۴۹۔

ڈال دیا۔“

جن کے اوپر صدقہ حرام ہے، وہ بھی اہل بیت میں شامل ہیں  
حضرت حسین بن سبرۃ نے صحابی رسول حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:  
وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ الْاِنْسِ نِسَاؤُهُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ  
مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ اَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِّمَ الصَّدَقَةُ بَعْدَهُ، قَالَ:  
وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ اَلُّ عَلِيٍّ وَ اَلُّ عَقِيلٍ، وَ اَلُّ جَعْفَرٍ، وَ اَلُّ  
عَبَّاسٍ قَالَ: كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِّمَ الصَّدَقَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ. ①

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں؟ اے زید! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اہل  
بیت میں نہیں ہیں، کہنے لگے آپ کی ازواج بھی اہل بیت میں سے ہیں، لیکن  
اہل بیت میں وہ بھی ہیں، جن پر صدقہ استعمال کرنا حرام ہے۔ پوچھا وہ کون  
ہیں؟ کہنے لگے، حضرت علی کا خاندان، حضرت عقیل کا خاندان، حضرت جعفر کا  
خاندان اور حضرت عباس کا خاندان سائل نے پھر پوچھا کیا ان سب پر صدقہ  
حرام ہے؟ کہنے لگے جی ہاں!“

خالد بن سعید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک گائے صدقہ کی بھیجی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے وہ واپس کر دی اور فرمایا:

اِنَّا اَلُّ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ. ②

”ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔“

ازواج مطہرات کے خرچ کا بندوبست مال خمس (پانچواں حصہ) سے کیا جاتا تھا اور مال  
غنیمت میں سے خمس اللہ اور اس کے رسول کا حصہ ہے، جیسا کہ قرآن میں اس کی وضاحت  
موجود ہے۔

﴿وَاَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ رِئْهَ حُمْسُهُ وَ لِلرَّسُولِ وَ لِاِيَّتِي

① صحیح مسلم، فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

② (۲۴۰۸) مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۰۷۰۸۔

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ﴿١﴾

”اور جان لو بے شک تم جو بھی غنیمت حاصل کرو، تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے، اور قرابت داروں، اور یتیموں، اور مساکین اور مسافروں کے لیے ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے صدقہ کی ایک کھجور پکڑ لی اور اسے اپنے منہ میں ڈال لیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی زبان میں فرمایا:

((كَيْفَ كَيْفٌ، أَمَا تَعْرِفُ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ))

”کال دو، نکال دو کیا تمہیں پتہ نہیں؟ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔“

ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما دونوں نے مشورہ کیا کہ عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجیں تاکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کریں کہ ہمیں صدقہ پر امیر مقرر کریں، تاکہ ملنے والی اجرت سے اپنے نکاح کا بندوبست کر سکیں، چنانچہ عبدالمطلب اور فضل بن عباس دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت حاضر ہوئے، جب آپ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تھے، تو یہ دونوں پہلے ہی آپ کے حجرے کے پاس پہنچ گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے کانوں سے پکڑ کر فرمایا: کہو جو کہنا چاہتے ہو، ہم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجرے میں داخل ہو گئے، اس دن آپ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس تھے، ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تم بات کرو، پھر ایک نے بات شروع کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر نیکی کرنے والے اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں، ہم نکاح کی عمر کو پہنچ چکے ہیں، ہم آپ کے پاس آئے ہیں، تاکہ آپ ہمیں صدقہ وصول کرنے پر عامل مقرر کر دیں اور ہمیں وظیفہ ملے، جو لوگوں کو ملتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی دیر خاموشی اختیار کی حتیٰ کہ ہم نے ارادہ کیا کہ آپ سے دوبارہ بات کریں، مگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا پردے کے پیچھے سے ہمیں بات کرنے سے اشارے کے ساتھ منع کر رہی تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

① الانفال: ۸: ۴۱۔

② صحیح بخاری، الجہاد والسیر، باب من تکلم بالفارسیۃ والرطانۃ: ۳۰۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ





لوط، امراة فرعون ان میں ایک اگر مومن ہے، تو دوسرا نہیں ان میں یکسانیت نہیں، لہذا ان کے لیے لفظ امراة بولا گیا ہے، مزید تفصیل کے لیے دیکھیں رحمۃ للعالمین: جلد دوم از واج النبی کے فضائل۔

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾ ①

”اللہ تو یہی چاہتا ہے، اے گھر والو! تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے خوب پاک کرنا۔“

﴿ يٰۤاَيُّهَا النِّسَاءُ اتَّقِيْنَ كَلِمَاتٍ مِّنَ النِّسَاءِ ﴾ ②

”اے نبی کی بیویو! تم کسی عام عورت کی طرح نہیں ہو۔“

امہات المومنین کے دواجر

یہ عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں، ایک تو ان کے لیے اجر دو ہیں:

﴿ وَ مَن يَفْعَلْ مِنكُم مِّنْهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَا اَجْرًا مِّمَّا تَنۡتَنِيْنَ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴾ ③

”اور تم میں سے جو اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرے اور نیک عمل کرے، اسے ہم دوبارہ اجر عطا کریں گے اور ہم نے اس کے لیے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔“

امہات المومنین سے نکاح حرام

دوسرا یہ کہ عام عورتوں کے خاوندوں کے فوت ہونے کے بعد ان سے دوسرے نکاح کر سکتے ہیں، لیکن ان سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

﴿ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنْ تَتَّخِضُوْا اَزْوَاجَهُ مِنْۢ بَعْدِ اَبۡاۡئِنَ الَّذِيۡنَ ذُرِّيَّتُكُمْ كَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴾ ④

① الاحزاب ۳۳: ۳۳۔ ② الاحزاب ۳۳: ۳۳۔

③ الاحزاب ۳۳: ۳۱۔ ④ الاحزاب ۳۳: ۵۳۔

”اور تمہارے لیے یہ لائق نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو اور نہ یہ کہ آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے نکاح کرو، بے شک یہ بات ہمیشہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔“

ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں

انہیں مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے:

﴿الَّتِي أُولَىٰ بِأَلْمُؤْمِنِينَ مِنْ نَفْسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُمْ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ ①

”نبی ﷺ کا مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق ہے اور آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“

امہات المؤمنین کے لیے اجر عظیم کا وعدہ

جب نبی کی بیویوں نے دنیاوی متاع کا رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا، تو اللہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعَنَّكَ وَأَسْرَحَنَّكَ سَرَاحًا جَبِيلًا﴾ ②  
 ﴿وَرَسُولُهُ وَالذَّارِ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ ③

”اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادیں اگر تم دنیا کی زیب و زینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ، میں تمہیں سامان دے دوں اور اچھے طریقے سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ، رسول اور آخرت کو پسند کرو، تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔“

آپ ﷺ کو مزید نکاح کرنے سے روک دیا گیا

جب انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے رسول کو اختیار کرتی ہیں، تو اللہ نے انہیں انعام یہ دیا کہ ان کے بعد کسی اور عورت سے نکاح کرنے سے رسول اللہ ﷺ کو منع فرمادیا:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ﴾

حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ﴿٥١﴾<sup>①</sup>

”آپ کے لیے اس کے بعد عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ آپ ان کے بدلے اور بیویاں کر لیں، اگرچہ ان کا حسن آپ کو اچھا لگے، مگر جو ملکِ یمن ہیں اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز پر پوری طرح نگران ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِ مِنْ بَعْدِي))

”تم میں سے بہترین وہ ہے، جو میرے بعد میرے اہل کے لیے بہتر ہوگا۔“

ابو سلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں:

((أَنَّ أَبَاهُ وَصَّى لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِحَدِيقَةٍ بَيْعَتْ بَعْدَهُ بِأَرْبَعِينَ

أَلْفَ دِينَارٍ))<sup>②</sup>

”ان کے باپ (عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حق میں ایک باغ کی وصیت کی تھی، جو ان کی وفات کے بعد چالیس ہزار دینار میں بیچا گیا۔“

اس دور میں یہ مالیت کئی کروڑوں میں بنتی ہے۔

اہل بیت کے خصوصی فضائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ))<sup>③</sup>

”یہ نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور ان کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“

ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک جس وقت پچیس سال ہوئی، تو حضرت خدیجہ کے چچا عمرو بن

① الاحزاب ۳۳: ۵۲۔

② المستدرک للحاکم: ۵۲۵۹؛ الصحیحۃ: ۱۸۴۵۔ ③ الاحزاب ۳۳: ۶۔

اس نے ان کا نکاح محمد ﷺ سے چھ اونٹ حق مہر کے عوض کیا، اس وقت ان کی عمر چالیس تھی، اس سے قبل ان کا نکاح عتیق بن عاند خزومی سے ہوا تھا، جس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، اس کی وفات کے بعد دوسرا نکاح ابو ہالہ ہند بن نباش تیمی سے ہوا۔  
نبی ﷺ کی ابراہیم کے سوا تمام اولاد انہیں کے بطن سے ہوئی۔  
مردوں اور عورتوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہوئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا ذَكَرَ خَدِيجَةَ أَتَنَى عَلَيْهَا، فَأَحْسَنَ الشَّنَاءَ،  
قَالَتْ: فَغَزْتُ يَوْمًا، فَقُلْتُ: مَا أَكْثَرَ مَا تَذْكُرُهَا حَمْرَاءَ الشِّدْقِ،  
قَدْ أَبَدَلَكِ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا خَيْرًا مِنْهَا، قَالَ: ((مَا أَبَدَلَنِي اللَّهُ  
عَزَّوَجَلَّ خَيْرًا مِنْهَا، قَدْ آمَنْتُ بِي إِذْ كَفَرِ بِي النَّاسُ، وَصَدَّقْتَنِي إِذْ  
كَذَّبَنِي النَّاسُ، وَوَأَسْتَنِي بِمَالِهَا إِذْ حَرَمَنِي النَّاسُ، وَرَزَقَنِي اللَّهُ  
عَزَّوَجَلَّ وَلَدَهَا إِذْ حَرَمَنِي أَوْلَادَ النِّسَاءِ)) ①

”نبی ﷺ حضرت خدیجہ کا تذکرہ جب بھی کرتے تھے، تو ان کی خوب تعریف کرتے تھے، ایک دن مجھے غیرت آئی اور میں نے کہا کہ آپ کیا اتنی کثرت کے ساتھ ایک سرخ سوڑھوں والی عورت کا ذکر کرتے رہتے ہیں جس کے بدلے میں اللہ نے آپ کو اس سے بہترین بیویاں دے دیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے اس کے بدلے میں اس سے بہتر کوئی بیوی نہیں دی، وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی، جب لوگ کفر کر رہے تھے، میری اس وقت تصدیق کی جب لوگ میری تکذیب کر رہے تھے، اپنے مال سے میری ہمدردی اس وقت کی، جب کہ لوگوں نے مجھے اس سے دور رکھا، اور اللہ نے مجھے اس سے اولاد عطا فرمائی، جبکہ میری دوسری بیویوں سے میرے یہاں اولاد نہ ہوئی۔“

پہلی وحی کے نازل ہونے کے بعد جب نبی ﷺ گھبرائے ہوئے گھر آئے، تو حضرت

خدیجہ نے آپ کو تسلی دی۔

((لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي)) فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ  
اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكُلَّ، وَتَكْسِبُ  
الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ. ①

”مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہونے لگا ہے۔“ تو جو اب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی پریشان نہیں کرے گا، کیونکہ آپ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، آپ در ماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، بے وسیلہ لوگوں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان کی خدمت و تکریم کرتے ہیں اور ظالم و زور آور غاصبوں کے دباؤ کے باوجود آپ حق کا ساتھ دیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: ((هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ  
أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءً فِيهِ إِدَامٌ، أَوْ كَلْعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أُمَّتُكَ فَأَقْرَأْ  
عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ  
لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلَا نَصَبٍ)) ②

”جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کے پاس کھانا لے کر آئی ہیں، ان کو ان کے رب کی طرف سے سلام کہہ دیجئے اور موتی کے ایک محل کی خوشخبری سنا دیجئے، جس میں شور و غل نہ ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔“

نبی علیہ السلام اکثر ان کا تذکرہ فرماتے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ:

مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ، مَا غِرْتُ عَلَى

① صحیح بخاری، بدء الوحي، باب كيف كان بدء..... ٣: (٣٣٩٢)۔ ② صحیح

بخاری، المناقب، باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها ﷺ: ٣٨٢٠۔

خَدِيجَةَ، وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْتَبُ ذِكْرَهَا،  
وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يَقَطِعُهَا أَعْضَاءَ، ثُمَّ يَبْعُثُهَا فِي صَدَائِقِ  
خَدِيجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةً إِلَّا  
خَدِيجَةُ، فَيَقُولُ: ((إِنَّهَا كَانَتْ، وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ)) ❶

مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی کسی بیوی پر  
نہیں آتا تھا، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ  
بکثرت ان کا ذکر فرماتے اور اکثر آپ ﷺ کوئی بکری ذبح فرماتے۔ پھر اس  
کے ایک ایک عضو کو جدا فرماتے، پھر اسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے جلنے  
والیوں میں بھیج دیتے اور کبھی میں آپ ﷺ سے کہہ دیتی کہ دنیا میں  
خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور عورت ہے ہی نہیں۔ تو آپ ﷺ فرماتے: ”ہاں! وہ  
اسی ہی تھیں اور انہیں سے میرے اولاد ہوئی ہے۔“

نبی ﷺ ان کی سہیلیوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بڑھیا نبی ﷺ کے پاس آئی، آپ نے اس سے  
پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں جثامہ مزنیہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تو  
حسانہ مزنیہ ہے۔ تمہارا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تمہاری کیسے گزر رہی ہے؟

بِخَيْرٍ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَلَمَّا خَرَجَتْ قُلْتُ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ، تُقْبَلُ عَلَيَّ هَذِهِ الْعَجُوزُ هَذَا الْإِقْبَالِ قَالَ: ((إِنَّهَا  
كَانَتْ تَأْكِينَنَا أَيَّامَ خَدِيجَةَ، وَإِنْ حُسِنَ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ)) ❷

کہنے لگی: خیریت ہے، اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔  
جب وہ عورت چلی گئی، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس عورت کی طرف  
اتنی توجہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ہمارے پاس خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حیات میں

❶ صحیح بخاری، المناقب، باب تزویج النبی ﷺ خدیجہ وفضلها ﷺ:

۳۸۱۸۔ ❷ الاستیعاب: ۴/ ۱۸۱۰، الصحیحہ: ۲۱۴۔

آیا کرتی تھی اور حسن عہد ایمان کا حصہ ہے۔“

نبی ﷺ کے عقد میں تقریباً پچیس سال رہیں اور دس نبوت میں وفات پائی۔

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

دس نبوت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تھا، ان کا پہلا نکاح سکران بن عمرو بن عبدود کے ساتھ ہوا تھا، جو کہ ان کی دعوت پر مسلمان ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت حبشہ کی وہاں ان کے خاوند فوت ہو گئے۔ تب نبی ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔ نبی ﷺ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا دونوں کی عمر پچاس سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ خولہ بنت حکیم جو کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی، نے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ شادی نہیں کریں گے، آپ نے پوچھا کس سے؟ تو کہنے لگیں، اگر آپ کنواری دوشیزہ سے کرنا چاہتے ہیں، وہ بھی ہے، اگر بیوہ سے کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کنواری کون؟“ تو کہا: جو آپ کو ساری مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے، اس کی بیٹی عائشہ، پوچھا: بیوہ کون ہے؟ تو کہنے لگیں:

سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، آمَنْتُ بِكَ، وَاتَّبَعْتُكَ عَلَى مَا أَنْتَ عَلَيْهِ  
قَالَ: ((فَأَذْهَبِي فَأَذْكَرِيهَا عَلَيَّ)). ①

سودہ بنت زمعہ جو آپ پر ایمان لائیں، جو آپ کی اطاعت گزار ہے، آپ نے فرمایا: ”جاؤ! اس سے میرے بارے میں بات کرو۔“

میں اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہیہہ کرتی ہوں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا:

يَا ابْنَ أُخْتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُفْضِلُ بَعْضَنَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْقَسَمِ، مِنْ مَكْنِيهِ عِنْدَنَا، وَكَانَ قَلَّ يَوْمٌ إِلَّا وَهُوَ

يَطُوفُ عَلَيْنَا جَمِينًا، فَيَذْنُو مِنْ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسِيَسٍ،  
حَتَّى يَبْلُغَ إِلَى الَّتِي هُوَ يَوْمُهَا فَيَبِينَتِ عِنْدَهَا وَلَقَدْ قَالَتْ  
سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ: حِينَ أَسَنَّتْ وَفَرِقْتَ أَنْ يُفَارِقَهَا رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَوْمِي لِعَائِشَةَ، فَقَبِلَ ذَلِكَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ مِنْهَا. ①

”اے بھانجے رسول ﷺ اپنی ازواج کو تقسیم میں یعنی ہمارے پاس رہنے میں  
ایک دوسرے پر فوقیت نہیں دیتے تھے (بلکہ برابری کرتے تھے) اور ایسا دن  
کبھی کبھی آتا تھا کہ جب آپ ﷺ ہم سب کے پاس تشریف نہ لاتے ہوں،  
اور ہر ایک سے قربت نہ کرتے ہوں بجز جماع کے، یہاں تک کہ آپ ﷺ  
جب اس بیوی کے پاس پہنچتے جس کی باری ہوتی، تو رات میں اس کے پاس  
رہتے۔ جب سودہ بنت زمعہ بوڑھی ہو گئیں اور یہ خیال ہوا کہ کہیں آپ ﷺ  
ان کو چھوڑ نہ دیں (یعنی طلاق نہ دیدیں) تو انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ  
کو بخش دی، جس کو آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔“

یہ نبی ﷺ کی صحبت میں چودہ سال رہیں اور بہتر سال کی عمر میں انیس ہجری کو حضرت  
عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں وفات پائی۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے  
بعد ہوا اور رخصتی ہجرت مدینہ کے تقریباً سات ماہ بعد ماہ شوال میں ہوئی، اس وقت رسول  
اللہ ﷺ کی عمر چوں سال تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَأَدْخَلَتْ  
عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا. ②

① سنن ابی داود، النکاح، باب فی القسم بین النساء: ۲۱۳۵، صحیح۔

② صحیح بخاری، النکاح، باب انکاح الرجل ولده الصغار: ۵۱۳۳۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”آپ ﷺ نے جب مجھ سے نکاح کیا تو اس وقت میں چھ برس کی تھی اور نو سال کی عمر میں مجھ سے خلوت کی گئی اور نو برس تک میں آپ ﷺ کے نکاح میں رہی، پھر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔“

### نکاح کا فیصلہ خدائی تھا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ جِبْرِيْلَ، جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةٍ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. ①

”جبرائیل ایک مرتبہ ایک ریشمی کپڑے میں میری صورت لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ یعنی عائشہ آپ کی دنیا آخرت میں بیوی ہیں۔“

نبی ﷺ کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت اور لوگوں کا آپ کی محبت کا پاس رکھنا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبَاتِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُ عَائِشَةُ، فَقَوْلِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا مُرَّ النَّاسِ يُهْدُونَ إِلَيْهِ أَيْنَمَا كَانَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ أُمَّ سَلَمَةَ فَأَعْرَضَ عَنْهَا، ثُمَّ عَادَ إِلَيْهَا فَأَعَادَتِ الْكَلَامَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ صَوَاحِبَاتِي قَدْ ذَكَرْنَ أَنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأُمِرُ النَّاسَ يُهْدُونَ أَيْنَمَا كُنْتُ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةَ قَالَتْ ذَلِكَ. قَالَ: (يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِنِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ مَا أُنزِلَ عَلَيَّ الْوَحْيِ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُمْ غَيْرَهَا) ②

① سنن ترمذی، المناقب، باب من فضل عائشہ رضی اللہ عنہا: ۸۰، صحیح۔

② سنن ترمذی، ابواب المناقب باب من فضل عائشہ رضی اللہ عنہا: ۳۸۷۹، صحیح۔

لوگ میری باری کا انتظار کیا کرتے تھے کہ جس دن حضور ﷺ ان کے پاس ہوتے تو اسی دن ہدیہ لاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں کہ میری سونئیں سب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جمع ہوئی اور کہنے لگیں اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا لوگ تمہائف بھیجنے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کرتے ہیں حالانکہ ہم بھی اس طرح خیر خواہی چاہتی ہیں جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا۔ لہذا رسول اللہ ﷺ کو کہو کہ لوگوں کو حکم دیں کہ آپ ﷺ جہاں بھی ہوں وہیں ہدایا بھیجا کریں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ لیکن جب تیسری مرتبہ بھی یہی بات کی تو آپ نے فرمایا: ”ام سلمہ! تم مجھے عائشہ کے متعلق تنگ نہ کیا کرو۔ اس لیے کہ اس کے علاوہ تم سے کسی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔“

اس کے بعد ازواجِ مطہرات نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس سلسلہ میں بھیجا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا بَنِيَّةُ أَلَا تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ؟ ①

”اے بیٹی! کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی، جس سے میں محبت کرتا ہوں۔“

جبرائیل کا سلام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(يَا عَائِشُ، هَذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ فَقُلْتِ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ) ②

”اے عائشہ! جبرائیل تجھے سلام کہہ رہے ہیں، کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اس پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔“

نبی ﷺ کی صحبت میں نو سال رہیں، تریسٹھ سال کی عمر میں ستاون ہجری میں وفات پائی۔

① صحیح بخاری: ۲۵۸۱۔

② صحیح بخاری، المناقب، باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا: ۳۷۶۸۔

ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

نبی ﷺ نے شعبان تین ہجری کو پچپن سال کی عمر میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، اس وقت ان کی عمر بائیس سال تھی۔ آپ سے قبل ان کا نکاح خنیس بن حذافہ السلمی سے ہوا تھا، جو کہ جنگ احد میں زخمی ہوئے اور مدینہ میں وفات پائی۔

جب بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نکاح کی درخواست کی، تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے شادی کی درخواست کی، تو وہ کہنے لگے آج کل میرا دل نہیں مانتا کہ میں شادی کروں۔ ان دونوں پر ناراض ہوئے اور آزرہ ہو گئے اور اپنا معاملہ نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ عُثْمَانَ؛ وَيَتَزَوَّجُ عُثْمَانَ مَنْ هِيَ خَيْرٌ مِنْ حَفْصَةَ۔ ثُمَّ حَظَبَهَا، فَزَوَّجَهُ عُمَرَ۔ وَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ عُثْمَانَ بِابْنَتِهِ رُقِيَّةَ بَعْدَ وَفَاةِ أُخْتِهَا۔ وَلَمَّا أَنْ زَوَّجَهَا عُمَرَ، لَقِيَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَاعْتَذَرَ، وَقَالَ: لَا تَجِدُ عَلَيَّ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ قَدْ ذَكَرَ حَفْصَةَ؛ فَلَمْ أَكُنْ لِأَفْشَى سِرِّهٖ، وَلَوْ تَرَكَهَا لَتَزَوَّجْتُهَا)) ①

’حفصہ سے وہ نکاح کرے گا، جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کا نکاح اس سے ہوگا، جو حفصہ سے بہتر ہے، پھر آپ ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح کر دیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے عذر پیش کیا اور کہا کہ مجھ سے ناراض نہ ہوں، رسول اللہ ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا، میں نبی ﷺ کے راز کو افشا نہیں کرنا چاہتا تھا، اگر آپ ﷺ نکاح نہ کرتے تو میں کر لیتا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی،

آپ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد ﷺ!

((طَلَّقَتْ حَفْصَةَ وَهِيَ صَوَامَةٌ قَوَّامَةٌ، وَهِيَ زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ، فَرَاغَهَا))<sup>①</sup>

”آپ نے حفصہ کو طلاق دے دی ہے، جبکہ وہ بہت روزے دار، شب زندہ دار ہیں اور وہ آپ کی جنت میں بھی زوجہ ہیں، آپ اس سے رجوع فرمائیں۔“  
نبی ﷺ کی خدمت میں آٹھ سال رہیں اور اکتالیس ہجری کو اٹھ سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی۔

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا  
ان کا پہلے نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا، جو کہ جنگ احد میں شہید ہو گئے، اس کے بعد ان کا نکاح تین ہجری میں تیس سال کی عمر میں نبی ﷺ سے ہوا، اس وقت نبی ﷺ کی عمر پچپن سال تھی۔

تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ خُزَيْمَةَ وَهِيَ أُمُّ الْمَسَاكِينِ، سُمِّيَتْ بِذَلِكَ لِكثْرَةِ إِطْعَامِهَا الْمَسَاكِينَ، وَهِيَ مِنْ بَنِي (هَلَالِ بْنِ) عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ، وَتُوفِّيَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى لَمْ تَلْبَثْ مَعَهُ إِلَّا بَسِيرًا<sup>②</sup>

”نبی ﷺ نے زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، جو کہ ام المساکین ہیں۔ انہیں یہ لقب اس لیے ملا کہ یہ مساکین کو بہت کھانا کھلایا کرتی تھیں اور ان کا تعلق بنو ہلال بن صعصعہ قبیلہ سے تھا، نبی ﷺ ابھی حیات تھے کہ یہ فوت ہو گئیں اور بہت تھوڑا عرصہ آپ ﷺ کے ساتھ رہیں۔“  
تین ہجری میں ہی تقریباً تین ماہ نبی ﷺ کی خدمت میں رہ کر فوت ہو گئیں۔

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ ہند رضی اللہ عنہا

ان کے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شدید زخمی ہوئے، انہی زخموں کی وجہ سے اپنے

① المستدرک للحاکم: ۴۱۷ (۶۷۵۴)، الصحیحۃ: ۲۰۰۷، حسن۔

② مجمع الزوائد: ۱۵۳۵۷، رجالہ ثقات۔

خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کے بعد چار ہجری میں چوبیس سال کی عمر میں ان کا نکاح نبی ﷺ سے ہوا، اس وقت نبی ﷺ کی عمر تقریباً چھپن سال تھی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس سے آئے بڑے خوش تھے، کہنے لگے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، جس کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور وہ انا اللہ۔۔۔ پڑھتا ہے پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھتا ہے:

((اللَّهُمَّ أَجْرُنِي فِي مُصِيبَتِي، وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا فَعَلَ ذَلِكَ))

بِهِ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَحَفِظْتُ ذَلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا تُوْفِيَ أَبُو سَلَمَةَ

اسْتَرْجَعْتُ وَقُلْتُ: اللَّهُمَّ أَجْرُنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْنِي خَيْرًا مِنْهُ،

ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَيَّ نَفْسِي قُلْتُ: مِنْ أَيْنَ لِي خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟<sup>1</sup>

”اے اللہ مجھے اس مصیبت پر اجر و ثواب عطا فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطا

فرما، تو اسے یہ دونوں چیزیں عطا فرمادی جائیں گی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی

ہیں کہ میں نے اس دعا کو یاد کر لیا۔ جب میرے شوہر کا انتقال ہو گیا، یعنی ابوسلمہ

کا تو میں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر یہ دعا مانگی، پھر میں دل میں سوچنے لگی

کہ مجھے ابوسلمہ سے بہتر آدمی کون ملے گا؟“

نبی ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو ان کا نکاح نبی ﷺ سے ہو گیا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے سنا ہے کہ اگر کوئی آدمی فوت

ہو جاتا ہے اور وہ جنتی ہوتا ہے، اس کے بعد اس کی عورت فوت ہوتی ہے، وہ بھی اگر جنتی ہوتی

ہے، تو اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اکٹھا فرمادیتے ہیں۔ ایسے ہی اگر عورت پہلے فوت ہو جائے

اور خاوند بعد میں فوت ہو۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، آؤ عہد کرتے ہیں کہ تو میرے بعد اور میں

تیرے بعد کسی سے شادی نہیں کریں گے۔ کہنے لگے کیا میری بات مانوں گی۔ کہنے لگیں جو

آپ کا حکم ہو اس کی اطاعت کروں گی۔ تو ابوسلمہ کہنے لگے جب میں فوت ہو جاؤں، تو شادی

کر لینا ساتھ ہی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی:

اللَّهُمَّ ارزُقْ أُمَّ سَلَمَةَ بَعْدِي رَجُلًا خَيْرًا مِنِّي لَا يُحْزِنُهَا وَلَا يُؤْذِنُهَا۔

”اے اللہ! ام سلمہ کو میرے بعد ایسا خاوند دینا، جو مجھ سے بہتر ہو، جو اس کو نہ پریشان کرے اور نہ تکلیف دے۔“

جب ابوسلمہ فوت ہوئے، ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ تو نبی ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا، تو آپ سے نکاح ہوا۔ ①  
سات سال نبی ﷺ کی خدمت میں رہیں اور اسی سال کی عمر میں ساٹھ ہجری کو زید بن معاویہ کے دور میں وفات پائی اور مدینہ میں دفن ہوئیں۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ مِنْ أَجْمَلِ النِّسَاءِ وَأَشْرَفِهِنَّ نَسَبًا، وَكَانَتْ آخِرَ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ. ②

”یہ تمام عورتوں سے بڑھ کر خوبصورت اور نسب میں معزز تھیں اور امہات المؤمنین میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔“

ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

نبی ﷺ سے قبل ان کا نکاح آپ ﷺ کے ممتحن بیٹے زید بن حارثہ سے ہوا تھا، نباہ نہ ہونے کی بنا پر نوبت طلاق تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ ہجری میں ستاون سال کی عمر میں جب سیدہ زینب کی عمر اس وقت چھتیس سال تھی نکاح کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ، وَأُطْعِمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ. ③

① طبقات ابن سعد: ۸۸/۸۔ ② سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۲۰۔

③ صحیح بخاری، التوحید، باب ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾ (ہود: ۷)، ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ (التوبة: ۱۲۹): ۷۴۲۱۔

”حجاب کی آیت زینب بنت جحش کے متعلق نازل ہوئی اور اس دن آپ نے روٹی اور گوشت ان کے ولیمہ میں کھلایا اور نبی ﷺ کی تمام بیویوں پر وہ فخر کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر ہی کر دیا ہے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ ①

”یہ وہ تھیں جو مرتبہ میں نبی ﷺ کی ازواج میں سے میرے برابر تھیں۔“

حضرت زینب رضی اللہ عنہا فخر سے کہا کرتی تھیں:

زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيكُنَّ، وَزَوَّجَنِي اللَّهُ تَعَالَى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ ②

”تمہارے نکاح تمہارے گھروالوں نے کیے ہیں اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے

سات آسمانوں سے اوپر کیا ہے۔“

شب زندہ دار تھیں

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ:

((مَا هَذَا الْحَبْلُ؟)) قَالُوا: هَذَا حَبْلٌ لِرِزْنَبٍ فَإِذَا فَتَرَتْ

تَعَلَّقَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا حُلُوهُ لِمُصَلٍّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ،

فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ)) ③

ایک دفعہ نبی ﷺ تشریف لائے تو دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان رسی کھنچی

ہوئی ہے، تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ ”یہ رسی کیسی ہے؟“ لوگوں نے بتایا کہ یہ

زینب کی رسی ہے۔ جب وہ تھکان محسوس کرتی ہیں، تو اس کے ساتھ لٹک جاتی

ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہیں اسے کھول دو! تم میں سے ہر شخص اپنی خوشی

① صحیح بخاری: ۴۱۴۱۔

② صحیح بخاری، التوحید، باب: ((وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ)) (ہود: ۷)، ((وَهُوَ رَبُّ

الْعَرْشِ الْعَظِيمِ)) (التوبة: ۱۲۹): ۷۴۲۰۔ ③ صحیح بخاری، التہجد: ۱۱۵۰۔

کے ساتھ نماز پڑھے، جب سستی معلوم ہو تو بیٹھ جائے۔“

نبی ﷺ کی رفاقت میں چھ سال رہیں، اکاون سال کی عمر میں بیس ہجری کو مدینہ میں فوت ہوئیں۔

ام المومنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

ایک سردار کی بیٹی تھیں، ان کا پہلا نکاح مسافع بن صفوان سے ہوا تھا۔ نبی ﷺ سے ان کا نکاح بیس سال کی عمر میں شعبان پانچ ہجری کو ہوا، اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ستاون سال تھی۔

غزوہ مریسج یعنی بنی مصطلق میں قیدی بن کر آئیں، ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی غلامی میں تھیں، انہوں نے ثابت سے (نواوقیہ سونے کے عوض) مکاتبت کر لی کہ میں اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہوجاتی ہوں۔ انہوں نے اس شرط کو تسلیم کر لیا۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَهَلْ لَكَ إِلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ؟)) قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟  
قَالَ: ((أَوْدِي عَنْكَ كِتَابَتِكَ وَأَنْكَرَ وَجْهِكَ))

”کیا تجھے اس سے بہتر معاملہ پسند ہے؟“ کہتی ہیں اللہ کے رسول وہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تیری مکاتبت ادا کر کے تجھ سے نکاح کر لیتا ہوں۔“

کہنے لگیں کہ ٹھیک ہے کہ جب لوگوں کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ سے نکاح کر لیا ہے، تو انہوں نے تمام قیدی آزاد کر دیے، اور کہنے لگے کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کے سرال ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَهَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا، أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةَ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ. ①

① سنن ابی داود، کتاب العتق، باب فی بیع المکاتب اذا فسخت الکتابۃ: ۳۹۳۱،

”ہم نے اس سے بڑھ کر کوئی عورت نہیں دیکھی، جو اپنی قوم کے لیے برکت کا سبب بنی ہو، اس کی وجہ سے بنو مصطلق کے سو گھرانوں کو آزاد کر دیا گیا۔“  
یہ لوگ آزاد بھی ہوئے اور انہوں نے اسلام بھی قبول کر لیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

رَأَيْتُ قَبْلَ قُدُومِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَاتٍ لَيَالٍ كَأَنَّ الْقَمَرَ أَقْبَلَ  
يَسِيرٌ مَنْ يَثْرِبَ حَتَّى وَقَعَ فِي حَجْرِي، فَكَّرْتُ أَنْ أُخْبِرَ بِهَا  
أَحَدًا مِنَ النَّاسِ حَتَّى قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا سَمِينَا  
رَجَوْتُ الرُّؤْيَا، فَلَمَّا أَعْتَقَنِي وَتَزَوَّجَنِي ①

”میں نے نبی ﷺ کی آمد سے تین راتیں قبل خواب دیکھا کہ ایک چاندی ثرب سے آ رہا ہے اور میری گود میں آگرا ہے، میں نے لوگوں کو اس کی خبر دینا مناسب نہ سمجھا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ پہنچ گئے، جب ہمیں قیدی بنا لیا گیا، تو میں نے خواب کے پورا ہونے کی امید کی آپ ﷺ نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھ سے نکاح کر لیا۔“

نبی ﷺ کی رفاقت میں تقریباً چھ سال رہیں، چھپن ہجری کو اکہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

ان کا پہلا خاوند عبید اللہ بن جحش تھا، جو کہ حبشہ جا کر مرتد ہو گیا تھا، تو ان کا نکاح شاہ حبشہ نے کیا، اس وقت ان کی عمر چھتیس سال تھی اور نبی ﷺ کی عمر ستاون سال تھی۔ یہ چھ ہجری کی بات ہے۔

عروہ بیان کرتے ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، وہ حبشہ میں فوت ہو گیا۔

فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَّهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ

وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَ شَرِّ حَبِيبِ ابْنِ حَسَنَةَ. ①  
 ”نجاشی نے اس کا نکاح نبی ﷺ سے کر دیا اور اس کا حق مہر چار ہزار اپنی  
 طرف سے ادا کیا اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس  
 بھیج دیا۔“

بعض روایات میں نجاشی کے خطبہ کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

ابوسفیان جب مدینہ آئے، تو اپنی بیٹی ام حبیبہ کے گھر آئے:  
 فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَجْلِسَ عَلَى فِرَاشِ النَّبِيِّ ﷺ طَوَّنَهُ دُونَهُ فَقَالَ:  
 يَا بِنْتِي أَرِغْبِتِ بِهَذَا الْفِرَاشِ عَنِّي، أَمْ بِنِي عَنهُ؟ ②

”جب وہ بیٹھنے لگا تو انہوں نے نبی ﷺ کا بستر لپیٹ دیا، تو اس نے پوچھا کہ  
 بیٹی! یہ بستر میرے شایان شان نہیں یا میں اس بستر کے لائق نہیں؟“

قَالَتْ: بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ، وَأَنْتَ امْرُؤٌ نَجِسٌ مُشْرِكٌ.

کہنے لگیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ نجس اور مشرک ہیں۔

نبی ﷺ کی رفاقت میں تقریباً چھ سال رہیں، بہتر سال کی عمر میں چوالیس ہجری میں

وفات پائی۔

ام المومنین سیدہ صفیہ بنت حبیبہ رضی اللہ عنہا

ان کا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے دوسرا کنانہ بن ابی الحقیق سے اور تیسرا سترہ سال

کی عمر میں سات ہجری کو رسول اللہ ﷺ سے ہوا، اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک انسٹھ  
 سال تھی۔

جنگ خیبر میں جب قیدی آئے تو وحیہ کلی آئے، کہنے لگے، اللہ کے رسول! مجھے ایک

لوٹڈی عنایت فرمادیں، آپ نے فرمایا: ”جاؤ لے لو۔“ انہوں نے صفیہ بنت حبیبہ کی انتخاب

کیا، ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

① سنن ابی داؤد، النکاح، باب الصداق: ۲۱۰۷، صحیح۔

② سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۲۳۔

يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَعْطَيْتِ دَحِيَّةَ صَقِيَّةَ بِنْتِ حُبَيْبِ سَيِّدِ قُرَيْظَةَ  
وَالنَّضِيرِ؟ مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ.

اے اللہ کے نبی! آپ نے جی جو قرظہ اور بنو نضیر کا سردار ہے کی بیٹی، دحیہ کے  
حوالے کر دی ہے؟ وہ صرف آپ کے لیے ہی مناسب ہے۔

آپ نے فرمایا: ”اسے بلاؤ۔“ جب نبی ﷺ نے صفیہ کو دیکھا، تو دحیہ سے فرمایا: ”اس  
کے علاوہ کوئی اور لے لو۔“

وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، مَا أَصْدَقَهَا؟  
قَالَ: نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا. ❶

”آپ ﷺ نے اسے آزاد کیا اور اس سے شادی کر لی، ثابت نے ابو حمزہ سے  
پوچھا کہ اسے حق مہر کیا دیا تھا؟ اس نے کہا کہ اسے آزاد کیا اور اس سے نکاح کر  
لیا۔ (یعنی آزادی ہی حق مہر ٹھہری)۔“

نبی ﷺ نے ان کے چہرے پر نیل پڑا دیکھا، تو پوچھا:  
(مَا هَذِهِ الْخُضْرَةُ بَعَيْنَيْكَ؟)۔ قَالَتْ: قُلْتُ لِرِوَجِي: إِنِّي  
رَأَيْتُ فِيمَا بَرَى النَّائِمُ كَأَنَّ قَمَرًا وَقَعَ فِي حِجْرِي، فَلَطَمَنِي  
وَقَالَ: أَنْتِ يَدِينِ مَلِكٌ يَثْرَبُ؟ ❷

”آپ کی آنکھوں پر یہ نیل کیسا ہے؟ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ  
میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ چاند میری گود میں اتر آیا ہے۔ تو اس نے مجھے  
تھپڑ دے مارا اور کہا: کیا یثرب کے بادشاہ کے خواب دیکھتی ہے؟“

تقریباً چار سال نبی ﷺ کی رفاقت میں رہیں، پچاس سال کی عمر میں پچاس ہجری  
میں فوت ہوئیں۔

ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

ان کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر سے ہوا جلد ہی ان میں علیحدگی ہو گئی، پھر ان کا

❶ صحیح مسلم، النکاح، باب فضیلة اعتاقہ امتہ، ثم یتزوجها: ۸۴-۱۳۶۵۔

❷ مجمع الزوائد: ۱۵۳۷۳؛ الصحیحۃ: ۲۷۹۳۔

نکاح ابورہم سے ہوا، وہ بھی فوت ہو گیا۔ سات ہجری ذیقعدہ میں چھتیس سال کی عمر میں نبی ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا، اس وقت آپ ﷺ کی عمر اٹھ سال تھی۔  
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

تَرَوُ جَنِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ حَلَالَانِ بِسِرِّفٍ ①

”رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تو اس وقت ہم دونوں ہی محرم نہ تھے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں فرمایا:

إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ أَتْقَانَا لِلَّهِ وَأَوْصَلِنَا لِلرَّحِمِ ②

”یہ ہم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی ہیں۔“

تقریباً چار سال نبی ﷺ کی رفاقت میں رہیں، اسی سال کی عمر میں اکاون ہجری کو وفات پائی۔

اہل بیت کے خصوصی فضائل

اہل بیت میں جہاں بیویاں شامل ہیں، وہاں ساتھ اولاد بھی شامل ہے۔ نبی ﷺ کی اولاد حقیقی میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

بیٹے

قاسم: یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں۔ نبوت سے تقریباً گیارہ سال قبل پیدا ہوئے۔ ابن سعد کے مطابق ان کی عمر دو سال تھی۔ نبی ﷺ کی کنیت بھی انہیں کے نام پر ابوالقاسم تھی۔ عرب لوگ جب کسی کو محبت سے بلا تے تو کنیت سے پکارتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا، نبی ﷺ اس کی عیادت کو گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے، فرمانے لگے:

”اسلام قبول کرو۔“ اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو کہ وہاں موجود تھا کہنے لگا:

أَطِيعَ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ:

① سنن ابی داود، النکاح، باب المحرم یتزوج: ۱۸۴۳، صحیح۔

② الاصابة: ۸۳۲۴۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ ①

”اطاعت کر ابو القاسم رضی اللہ عنہ کی، پھر وہ مسلمان ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں

سے یہ کہتے ہوئے نکلے، شکر ہے اس اللہ کا جس نے اسے آگ سے بچالیا۔“

عبداللہ: انہی کے لقب طیب و طاہر تھے۔ اسی بات کو ترجیح ابن قیم رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب زاد المعاد میں دی ہے۔ نبوت کے بعد ہجرت مدینہ سے قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ اور مکہ میں ہی وفات پائی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سورہ کوثر عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد کے دروازے پر ملا اور مسجد میں داخل ہو گیا، وہاں مسجد (مسجد حرام) میں قریش کے سردار بیٹھے ہوئے تھے، کہنے لگے:

مَنْ الَّذِي كُنْتَ تُحَدِّثُ؟

کس سے باتیں کر رہا ہے۔۔؟

کہنے لگا اس ابتر سے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، اس سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے عبداللہ فوت

ہوئے تھے۔ ②

ابراہیم: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔

یہ لونڈی مصر کے بادشاہ نے بطور ہدیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی تھی۔ ام بردہ بنت المنذر نے انہیں دودھ پلایا، ابھی ایام رضاعت میں تھے کہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ابوسیف قین (لوہار) کے پاس جو کہ ابراہیم کو دودھ پلانے والی کے خاوند ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو اٹھایا، بوسہ دیا اور پیار کیا۔ پھر اس کے بعد گئے، تو ابراہیم حالت نزع میں تھے، آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی۔۔! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عبد الرحمن یہ تو شفقت اور رحمت

① صحیح بخاری، الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات، هل یصلی علیہ، وهل

یعرض علی الصبی الإسلام: ۱۳۵۶۔ ② زاد المسیر: ۴۴۹۸۔

ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا،  
وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ))<sup>①</sup>

”اگرچہ آنکھیں روتی ہیں، دل پریشان ہے، مگر ہم کوئی ایسی بات نہیں کہیں گے، جس سے ہمارا رب ناراض ہو اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم ابراہیم کی جدائی میں غم زدہ ہیں۔“

## بیٹیاں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجَكُمْ وَبَنَاتِكُمْ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ  
جَلَابِئِبِهِنَّ ۚ ذَلِكَ آذَنِي أَنْ يَعْرِفَنَ فَلَا يُؤْذِينَ ۗ))<sup>②</sup>

”اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (منہ) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں، یہ امر ان کے لیے موجب شناخت (و امتیاز) ہوگا، تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا۔“

زینب رضی اللہ عنہا: نبی ﷺ کی عمر تیس سال تھی، جب یہ پیدا ہوئیں، اپنی والدہ کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئیں۔ ان کا نکاح ہجرت سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ابوالعاص سے ہوا تھا۔ جنگ بدر میں قیدی ہو کر آئے، قید سے رہائی پانے کے بعد انہوں نے نبی ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا کو ہجرت کی اجازت دے دے گا، نبی ﷺ نے زید بن حارثہ کو انہیں لینے بھیجا، چنانچہ آپ ﷺ نے نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئیں۔ انہیں کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

((هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي أُصِيبَتْ فِي))<sup>③</sup>

”یہ میری بہت اچھی بیٹی ہے، اسے میری وجہ سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔“

① صحیح بخاری، الجنائز، باب قول النبی ﷺ: انا بك لمحزونون: ۱۲۰۳۔

② الاحزاب: ۳۳: ۵۹۔ ③ المستدرک للحاکم: ۶۸۳۶۔

ابوالعاص جب مسلمان ہوئے تو نبی ﷺ نے پہلے نکاح پر ہی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان

کے عقد میں دے دیا۔ ①

آنحضرتؐ ہجری کو مدینہ میں فوت ہو گئیں۔

ان کی اولاد میں علی اور امامہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ اللعالمین

میں لکھا ہے کہ یہی علی رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کے پیچھے اونٹنی رسوا کرتے تھے۔ بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبِ  
بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ  
شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا. ②

”رسول اللہ ﷺ نماز ادا کرتے تو امامہ بنت ابی العاص بن ربیعہ بن عبد شمس کو اٹھا لیتے اور جب سجدہ کرتے تو اسے نیچے اتار دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔“

www.KitaboSunnat.com

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهْدَيْتَ لَهُ قِلَادَةً جَزَعُ، فَقَالَ: لَأَدْفَعَنَّهَا  
إِلَى أُمَّةٍ أَحَبَّ أَهْلِي إِلَيَّ فَقَالَتِ النِّسَاءُ: ذَهَبَتْ بِهَا ابْنَةُ أَبِي  
قُحَافَةَ، فَعَلَّقَهَا فِي عُنُقِ أُمَامَةَ بِنْتِ زَيْنَبِ بِنْتِ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ. ③

رسول اللہ ﷺ کو ایک دفعہ کسی نے ایک ہار ہدیہ دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:  
”میں یہ ہار اپنے اہل و عیال میں اسے دوں گا، جس سے مجھے محبت ہوگی۔“  
آپ ﷺ کی بیویوں کا خیال تھا کہ آپ یہ ہار ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ کو دیں

① مسند احمد: ۲۳۶۶، حسن۔ ② صحیح بخاری، الصلاة، باب اذا حمل

جارية صغيرة على عنقه في الصلاة: ۵۱۶۔ ③ مسند احمد: ۲۶۲۴۹۔

گے، مگر آپ نے وہ ہار امامہ بنت زینب کے گلے میں ڈال دیا۔“

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح انہیں سے ہوا تھا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا: نبی ﷺ کی عمر مبارک تینتیس سال تھی، جب یہ پیدا ہوئیں۔ مکہ میں ہی ان کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی اور لوگوں میں یہ بات مشہور تھی:

أَحْسَنُ زَوْجَيْنِ رَأَاهُمَا إِنْسَانٌ: رَقِيَّةٌ وَ زَوْجُهَا عُثْمَانُ. ①

”انسانوں کا بہترین جوڑا (اس سر زمین پر) رقیہ اور عثمان ہیں۔“

جنگ بدر کے موقع پر نبی ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں چھوڑا تھا کیونکہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں، جب واپس پلٹے تو ان کی تدفین ہو رہی تھی۔ اس وقت ان کی عمر اکیس سال تھی۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا: تین ہجری میں ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہوئیں، تو انہوں نے حضرت ابو بکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے درخواست کی نکاح کر لیں، جب معاملہ نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(يَتَزَوَّجُ حَفْصَةَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْ عُثْمَانَ؛ وَيَتَزَوَّجُ عُثْمَانَ مَنْ هِيَ خَيْرٌ مِنْ حَفْصَةَ)

”حفصہ سے وہ شادی کرے گا، جو عثمان سے بہتر ہوگا اور عثمان اس سے شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہوگی۔“

تو نبی ﷺ نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور آپ ﷺ کا نکاح حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا۔ ②

ان سے اولاد نہیں ہوئی، انہوں نے چھ ہجری میں وفات پائی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا: جنگ بدر کے بعد ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل ہر سال

① الاصابة: ۱۷۸۸۔ ② مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۲۰۶۲۔

میرے ساتھ قرآن کا ایک بار دور کرتے تھے، اس بار دو بار کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے اور تو میرے اہل بیت میں سے سب پہلے مجھے ملے گی، کہتی کہ میں رو پڑی پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَّا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ))<sup>①</sup>

”کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو جنتی عورتوں یا مومنہ عورتوں کی سردار ہو، تو وہ بننے لگیں۔“

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَعْضَبَهَا أَعْضَبَنِي))<sup>②</sup>

”فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کر دیا۔“  
ان سے حضرت حسن، حضرت حسین، ام کلثوم، زینب پیدا ہوئے اور محسن اور رقیہ کے نام بھی ملتے ہیں، مگر یہ چھوٹی عمر میں ہی وفات پا گئے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ صبح کے وقت اس حال میں نکلے کہ آپ ﷺ اپنے اوپر ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ جس پر کجاووں یا ہانڈیوں کے نقش بنے ہوئے تھے:

فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ،  
ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ:  
﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾<sup>③</sup>

”اسی دوران میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ آ گئے، تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی اس چادر کے اندر کر لیا پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی آ گئے، تو وہ بھی چادر کے اندر داخل ہو گئے، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر میں

① صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام: ۳۶۲۴۔

② صحیح بخاری، المناقب، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، ومنقبه فاطمة

عليها السلام بنت النبي ﷺ: ۳۷۱۴۔ ③ الأحزاب: ۳۳۔ ۳۳۔

کر لیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اپنی چادر میں کر لیا پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ﴿لَا تَمَّا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُدْهَبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ①

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے چھ ماہ بعد وفات پا گئیں، علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے بروز منگل ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو وفات پائی، اس وقت ان کی عمر چوبیس سال تھی۔ ②

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ

عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور چوتھے خلیفہ راشد ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دس صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے بار بار جنت کی بشارت سنائی، ان میں ہمارے ممدوح جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا چوتھا نمبر ہے۔ ان کی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے فرامین ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاتِي إِلَى ثَلَاثَةِ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ)) ③

”جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے، علی، عمار اور سلمان۔“

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

خَلَفَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي)) ④

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے کا حکم دیا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے عورتوں اور

① صحیح مسلم، فضائل الصحابة ﷺ، باب فضائل أهل بيت النبي ﷺ: ۲۴۲۴۔ ② سير أعلام النبلاء: ۱۲۱/۲، ۱۲۲۔

③ صحیح الجامع للالبانی: ۱۵۹۸۔ ④ صحیح بخاری، المغازی: ۴۴۱۶۔

بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ تو میرے نزدیک ایسے ہے، جیسے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون کا مقام تھا؟ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔“

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت جنوری ۶۶۱ء بمطابق ۲۰ رمضان ۴۰ھ کو ہوئی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ

ایک شخص نے حضرت حسن کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، تو کہنے لگا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ نے فرمایا:

آپ کے ساتھ متر ہزار لوگ مر مٹنے کے لیے تیار تھے، لیکن آپ نے خون بہانا پسند نہیں کیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر لی۔

سَلَّمَ الْحَسَنُ لِمُعَاوِيَةَ الْأَمْرَ وَبَايَعَهُ عَلَى إِقَامَةِ كِتَابِ اللَّهِ  
وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ.

”حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کے معاملہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور کتاب اللہ اور سنت رسول پر بیعت کر لی۔“

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ بھی دیا، اس خطبہ میں انہوں نے فرمایا:

زیادہ دانش مند وہ ہے، جو متقی و پرہیزگار ہو، زیادہ عاجز وہ ہے، جو فاجر و نافرمان ہو، خلافت کے مسئلہ میں میرے اور معاویہ کے درمیان اختلاف ہوا کہ میں اس کا زیادہ حق دار ہوں یا وہ، پھر فرماتے ہیں:

تَرَكْتُهُ لِإِرَادَةِ إِصْلَاحِ الْمُسْلِمِينَ وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ. ①

”مسلمانوں کی اصلاح اور ناحق خون بہنے کے ڈر سے، میں نے اس خلافت کو چھوڑ دیا ہے۔“

① فتح الباری فی الفضائل قولہ باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی ان ابنی هذا لیس۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ

شعبان چارہجری میں پیدا ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے کان میں اذان کہی، ان کی شکل بھی رسول اللہ ﷺ سے ملتی تھی۔ جنتی شہزادے ہیں اور جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۶۱ھ میں مقام کربلا میں شہید ہوئے، تو ایک بد بخت نے لوگوں کے سامنے خوشی سے ان کی موت کی خبر دی، اللہ نے اسے دنیا میں ہی سزا دے کر عبرت کا نشان بنا دیا۔ ①

## سیدنا حسنین کریمین شریفین رضی اللہ عنہما

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ①

”اللہ تو یہی چاہتا ہے اے گھر والو! تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے خوب پاک کرنا۔“

تمہیدی کلمات

ماہ محرم میں بہت سے دشمنان اسلام اور دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے ہیں، اسی لیے مجانب صحابہ رضی اللہ عنہم کا حق ہے کہ وہ شان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصاً اہل بیت اور شہید کربلا کا ذکر خیر کریں اور ان کی خدمات جلیلہ کو خراجِ تحسین پیش کریں، آج کے خطبہ میں ہم ریحانۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سید اشباب اہل الجنۃ کا تذکرہ کریں گے۔

فضائل حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے پوچھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کتنے دن بعد حاضر ہوتے ہو؟ عرض کیا: اتنے دنوں سے میرا آنا جانا چھوٹا ہوا ہے، اس پر وہ بہت ناراض ہوئیں، میں نے کہا: اچھا اب جانے دیجئے، میں آج ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں گا، ان سے اپنی اور آپ کی مغفرت کی دعا کرنے کے لیے کہوں گا۔ میں گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء تک نماز میں مشغول رہے اور پھر عشاء پڑھ کر لوٹے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہولیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز سنی:

((مَنْ هَذَا، حُذَيْفَةُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللَّهُ

لَكَ وَلَا مَمْلُوكًا؟)) قَالَ: ((إِنَّ هَذَا مَلِكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلَّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) ①

تو پوچھا: ”کون ہے؟ حذیفہ!“ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: ”تمہیں کیا کام ہے؟ اللہ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت کرے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک ایسا فرشتہ جو آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا، آج اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور یہ خوشخبری دینے کے لیے آنے کی اجازت چاہی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار اور حسن و حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔“

ابن ابی نعیم روایت کرتے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ آپ سے ایک شخص نے مجھ کے خون کے متعلق پوچھا: تو انہوں نے کہا: تو کہاں کا باشندہ ہے؟ اس نے کہا کہ عراق کا رہنے والا ہوں، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

انظُرُوا إِلَيَّ هَذَا، يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((هَمَّا رِيحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)) ②

اس آدمی کو دیکھو یہ مجھ کے خون کے متعلق پوچھتا ہے، حالانکہ ان لوگوں نے نبی ﷺ کے فرزند (یعنی حسین) کو قتل کیا اور میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حسن کی پیدائش ہوئی، تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، نبی ﷺ کو بچے کی پیدائش کی خبر معلوم ہوئی تو تشریف لائے اور فرمایا:

① ترمذی، أبواب المناقب: ۳۷۸۱ صحیح۔

② صحیح بخاری، کتاب الأدب باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته: ۵۹۹۴۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

((أُرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ: ((بَلْ هُوَ حَسَنٌ)) فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: ((أُرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟)) قَالَ: قُلْتُ حَرْبًا. قَالَ: ((بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ)) فَلَمَّا وُلِدَ الثَّالِثُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((أُرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟)) قُلْتُ: حَرْبًا. قَالَ: ((بَلْ هُوَ مُحَمَّدٌ)) ثُمَّ قَالَ: ((سَمَّيْتُهُمْ بِأَسْمَاءِ وَلَدِ هَارُونَ شَبْرٌ، وَشَبِيرٌ، وَمُشَيْبٌ))<sup>①</sup>

”مجھے میرا بیٹا تو دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟“ میں نے عرض کیا: حرب، فرمایا: ”نہیں، اس کا نام حسن ہے۔“ پھر جب حسین پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھ دیا، اس موقع پر بھی نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ ”مجھے میرا بیٹا تو دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟“ میں نے پھر عرض کیا: حرب، فرمایا: ”نہیں اس کا نام حسین ہے۔“ تیسرے بیٹے کی پیدائش پر بھی اسی طرح ہوا، اور نبی ﷺ نے اس کا نام بدل کر حسن رکھ دیا، پھر فرمایا کہ ”میں نے ان بچوں کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بچوں کے نام پر رکھے ہیں، جن کے نام شبر، شبیر اور مشبر تھے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے، تو آپ کے ساتھ حضرات حسین رضی اللہ عنہ بھی تھے ایک کندھے پر ایک اور دوسرے کندھے پر دوسرے تھے۔

وَهُوَ يَلْتَمِسُ هَذَا مَرَّةً، وَيَلْتَمِسُ هَذَا مَرَّةً، حَتَّى انْتَهَى إِلَيْنَا، فَقَالَ: لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ تُحِبُّهُمَا، فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي))<sup>②</sup>

① مسند احمد: ۷۶۹، حسن۔

② مسند احمد: ۹۶۷۳ صحیح، الحاکم: ۴۷۷۷۔

نبی کریم ﷺ کبھی ایک کو بوسہ دیتے اور کبھی دوسرے کو اسی طرح چلتے ہوئے نبی کریم ﷺ ہمارے قریب آگئے ایک آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ان دونوں سے بڑی محبت کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے گویا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔“

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنی کسی ضرورت سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ (اپنے گھر کے اندر سے) اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو اپنے ساتھ لپٹے ہوئے تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز تھی، پھر جب میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا تو پوچھا:

مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَى وَرِكَهِ، فَقَالَ: ((هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَاتِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْبَبْتُهُمَا فَأَحْبِبْهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا)) ①

یہ کیا چیز آپ ﷺ نے لپیٹ رکھی ہے، آپ ﷺ نے اس چیز کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حسن و حسین ہیں، جو آپ ﷺ کی دونوں کونھوں پر تھے (یعنی آپ ﷺ نے ان دونوں کی طرف گود میں لے کر چادر سے لپیٹ رکھا تھا) اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”دونوں (حکما) میرے بیٹے ہیں اور (حقیقتاً) میری بیٹی کے بیٹے ہیں، خداوند! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ہر اس شخص کو محبوب رکھ جو ان دونوں کو محبوب رکھے۔“

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔

فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ، وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ، فَنَزَلَ فَأَخَذَهُمَا، فَصَعِدَ بِهِمَا الْمِنْبَرَ، ثُمَّ قَالَ:

① سنن ترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب والحسين بن علي بن أبي طالب (ص ۷۶۹)، حسن۔

((صَدَقَ اللَّهُ: إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۗ))<sup>①</sup> رَأَيْتُ هَذَيْنِ  
فَلَمْ أَصْبِرْ، ثُمَّ أَخَذَ فِي الْخُطْبَةِ))<sup>②</sup>

اتنے میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما گرتے پڑتے ادھر آنکے، اس وقت وہ سرخ  
دھاری والا کرتے پہنے ہوئے تھے، آپ ﷺ ان کو دیکھ کر منبر سے اترے اور  
ان کو گود میں اٹھالیا اور پھر منبر پر چڑھ گئے، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:  
”بیشک اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال و اولاد آزمائش ہیں، میں  
نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا اس کے بعد آپ ﷺ نے پھر خطبہ فرما  
دیا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز  
عشاء پڑھ رہے تھے۔

فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَإِذَا رَفَعَ  
رَأْسَهُ، أَخَذَهُمَا بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيقًا، فَيَضَعُهُمَا عَلَى  
الْأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا، حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ، أَعَدَّهُمَا عَلَى  
فَخِذَيْهِ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَدُهُمَا،  
فَبَرَقَتْ بَرَقَةً، فَقَالَ لَهُمَا: ((الْحَقَّا بِأَمْرِكُمَا)). قَالَ فَمَكَثَ  
ضَوْوُهَا حَتَّى دَخَلَا ۗ))<sup>③</sup>

نبی کریم ﷺ جب سجدے میں گئے تو حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو در نبی  
کریم ﷺ کی پشت مبارک پر چڑھ گئے، جب نبی کریم ﷺ نے سجدے  
سے سر اٹھایا تو انہیں اپنا ہاتھ پیچھے کر کے آہستہ سے پکڑ لیا اور انہیں زمین پر اتار  
دیا اور ساری نماز میں نبی کریم ﷺ جب بھی سجدے میں جاتے، تو یہ دونوں ایسا  
ہی کرتے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے اور انہیں اپنی  
ران پر بٹھالیا میں کھڑا ہوا اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ

① التباہین ۶۴: ۱۵۔ ② سنن ابی داود، الجمعة، باب الإمام يقطع الخطبة للأمر

يحدث ۱۱۰۹ صحيح ③ مسند احمد: ۱۰۶۶۹، حسن۔

میں ان دونوں کو چھوڑ آؤں؟ اسی لمحے ایک روشنی کوندی اور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: ”اپنی امی کے پاس چلے جاؤ۔“ اور وہ روشنی اس وقت تک رہی جب تک وہ اپنے گھر میں داخل نہ ہو گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ ①

”رسول کریم ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا دو مینڈھوں سے عقیقہ فرمایا (یعنی دو مینڈھے عقیقہ میں ذبح فرمائے)۔“

حضرت ایاس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللَّهِ ﷺ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءُ، حَتَّى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ ﷺ هَذَا قَدَامَهُ وَهَذَا خَلْفَهُ. ②

”میں اس سفید نچر کو لے کر چلا، جس پر اللہ کے نبی ﷺ اور حضرت حسن اور حضرت حسین سوار تھے، یہاں تک کہ میں اسے کھینچ کر نبی ﷺ کے حجرہ تک لے گیا، ان میں سے ایک آپ ﷺ کے آگے اور ایک پیچھے تھا۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ صبح کے وقت اس حال میں نکلے کہ آپ ﷺ اپنے اوپر ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ جس پر کجاووں یا ہانڈیوں کے نقش سیاہ بالوں سے بنے ہوئے تھے۔

فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيُّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾ ③

① سنن نسائی، العقیقہ، باب کم یعق عن الجاریة: ۴۲۱۹، صحیح۔ ② صحیح

مسلم، فضائل الصحابة ﷺ، باب فضائل الحسن والحسين ﷺ: ۲۴۲۳۔

③ الأحزاب: ۳۳؛ صحیح مسلم، فضائل الصحابة ﷺ، باب فضائل آلہ: ۲۴۲۴۔

”اسی دوران میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ آگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی اس چادر کے اندر کر لیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی آگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اپنی چادر کے اندر کر لیا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اپنی چادر میں کر لیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اپنی چادر میں کر لیا، پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حج کے موقع پر اپنی اونٹنی قصوی پر سوار ہو کر عرفات کے میدان میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنِ اخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضَلُّوا:

كِتَابَ اللَّهِ، وَعَنْتَنِي أَهْلَ بَيْتِي)) ①

”اے لوگو! میں تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر انہیں پکڑے رکھو گے، تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک قرآن مجید اور دوسرے میرے اہل بیت۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما دونوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اپنا ترکہ زمین فدک اور آمدنی خیبر سے مانگنے لگے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہم لوگوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، البتہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گزراوقات کے لیے اس میں سے لے سکتے ہیں، اور فرمانے لگے:

وَاللَّهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي. ②

”اللہ کی قسم! میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے سلوک کرنے کو اپنے

رشتہ داروں سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔“

① ترمذی، المناقب، باب مناقب أهل بيت النبي ﷺ: ۳۷۸۶، صحیح۔

② صحیح بخاری، المغازی، باب حدیث بنی النضیر، ومخرج رسول اللہ ﷺ إليهم فی دية الرجلین، وما أرادوا من الغدر برسول اللہ ﷺ: ۳۵۰۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الْحَسَنُ أَشْبَهُ النَّاسِ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ النَّاسِ بِالنَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ. ①

”حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر سر تک نبی ﷺ کے مشابہہ ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نچلے حصے میں نبی ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں۔“

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنِ وَحُسَيْنٍ فَقَالَ: ((مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَذَيْنِ، وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِيَ فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ②

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑے اور فرمایا: ”جو مجھ سے محبت کرے گا۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان دونوں، ان کے والدین (یعنی علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما) سے بھی محبت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میری جگہ میں ہوگا۔“

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما

حضرت عبید اللہ بن ابی رافع اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ. ③

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو حسن بن علی کی ولادت کے وقت ان کے کان میں اذان دیتے ہوئے دیکھا، جس طرح نماز میں اذان دی جاتی ہے۔“

تین ہجری نصف رمضان کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

① مسند احمد: ۷۷۴، حسن۔ ② ترمذی: ۳۷۳۳؛ مسند احمد: ۵۷۶، ضعیف۔

③ سنن ترمذی، أبواب الأضاحی، باب الأذان فی أذن المولود: ۱۵۱۴، حسن۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دن کے کسی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا، نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کوئی بات کرتے تھے اور نہ ہی میں نے آپ سے کوئی بات کی، یہاں تک کہ ہم بنی قریظہ کے بازار میں آ گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا:

((أُمَّةٌ لِّكَعٍ؟ أُمَّةٌ لِّكَعٍ؟)) يَعْزِي حَسَنًا فَظَنْنَا أَنَّهُ إِنَّمَا تَحْسِبُهُ  
أُمَّةٌ لِأَنَّ تَغْسِلَهُ وَتَلْبِسُهُ سِخَابًا، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى،  
حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
(اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأُحِبُّهُ وَأُحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُ)) ①

”کیا بچہ ہے؟ کیا بچہ ہے؟“ یعنی حضرت حسن۔ تو ہم نے خیال کیا کہ ان کی ماں نے ان کو غسل کروانے کے لیے اور ان کو خوشبوں کا ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے، لیکن تھوڑی سی دیر کے بعد وہ دوڑتے ہوئے، آئے یہاں تک کہ وہ دونوں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن ایک دوسرے سے گلے ملے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کرو اور تو اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔“

اسامہ بن زید سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر فرماتے: ”اے اللہ! ان دونوں سے محبت فرما کہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ران مبارک پر بٹھاتے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دوسری ران مبارک پر بٹھا کر ان دونوں کو ملا کر فرمایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ اِزْحَمْنِي اِزْحَمًّا قَانِي اِزْحَمًّا ②

”اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کہ میں بھی ان پر مہربان ہوں۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تقریر فرما رہے تھے کہ قبیلہ ازد کا ایک

① صحیح مسلم، فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب فضائل الحسن والحسين رضي الله عنهما۔

② صحیح بخاری، الأدب، باب وضع الصبي على الفخذ: ٦٠٠٣۔

گندم گوں طویل قد کا آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَضِعَهُ فِي حَبْوَتِهِ يَقُولُ: مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّنِي، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدَ الْغَائِبِ، وَلَوْلَا عَزْمَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا حَدَّثْتُكُمْ. ①

”میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں رکھا ہوا تھا اور فرما رہے تھے کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے، اسے چاہیے کہ اس سے بھی محبت کرے اور حاضرین غائبین تک یہ پیغام پہنچا دیں اور اگر نبی کریم ﷺ نے پختگی کے ساتھ یہ بات نہ فرمائی ہوتی تو میں تم سے کبھی بیان نہ کرتا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ بنو قریظہ کے بازار میں میرے ہاتھ سے سہارا لگائے ہوئے نکلے، وہاں کا چکر لگا کر نبی کریم ﷺ جب واپس آئے تو جائے نماز پر بیٹھ گئے اور پوچھا:

((أَيْنَ لِكَاعٍ؟ اذْعُوا لِي لِكَاعًا)) فَجَاءَ الْحَسَنُ، فَاشْتَدَّ حَتَّى وَثَبَ فِي حَبْوَتِي، فَأَدْخَلَ فَمَهُ فِي فَمِي، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأُحِبُّهُ وَأُحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُ ثَلَاثًا))

”بچہ کدھر ہے، اسے میرے پاس بلاؤ۔“ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی گود میں بیٹھ گئے، آپ نے اس کے منہ کو بوسہ دیا پھر فرمایا: ”اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور اس کو بھی اپنا محبوب بنا لے، جو اس سے محبت رکھے۔ تین بار آپ نے یہ فرمایا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ الْحَسَنَ إِلَّا فَاضْتُ عَيْنِي. ②

”جب بھی میں حسن کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے

① مسند احمد: ۲۳۱۰۶، صحیح۔ ② مسند احمد: ۱۰۸۹۱، حسن۔

ہیں۔“

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک دن عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد مسجد سے نکلے تو حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو (اٹھا کر) کندھوں پر بٹھالیا اور کہا:

بَابِي، شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهَةَ بِيَعْلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. ①

”میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں (یہ سن کر) حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرا رہے تھے۔“

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکڑا اور انہیں بوسہ دیا اور فرمایا:

((إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ مَحْزَنَةٌ)) ②

”بلاشبہ اولاد کنجوسی، بزدلی اور بے چینی کا سبب بنتی ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا:

نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غَلَامُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((وَنِعْمَ الرَّكِبُ هُوَ)) ③

اے لڑکے! تم کتنی بہترین سواری پر سوار ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سواری بھی تو بہترین ہے۔“

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں منبر پر دیکھا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی جانب اور فرما رہے تھے:

((إِنِّي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصَلِّحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ

① صحیح بخاری، المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۳۵۴۲۔

② سیر اعلام النبلاء: ۲۵۶/۳؛ المستدرک للحاکم: ۴۷۷۱، حسن۔

③ ترمذی، أبواب المناقب: ۳۷۸۴، ضعیف۔

## ① الْمُسْلِمِينَ

”میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو فریقوں کے درمیان صلح کرادے۔“

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ کٹ مرنے کے لیے ستر ہزار لوگ موجود تھے، لیکن آپ نے خون بہانا پسند نہیں کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ شرائط پر صلح کر لی:

سَلَّمَ الْحَسَنُ لِمُعَاوِيَةَ الْأَمْرَ وَبَايَعَهُ عَلَيَّ إِقَامَةَ كِتَابِ اللَّهِ  
وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ. ②

”حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کا معاملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور

کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم رکھنے پر بیعت کر لی۔“

صلح ہو جانے کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا، جس کا ماحاصل یہ ہے:

زیادہ دانش مند وہ ہے، جو متقی اور پرہیزگار ہے۔ زیادہ عاجز وہ ہے، جو فاجر و نافرمان ہے۔  
خلافت کے مسئلہ میں میرے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہو گیا تھا کہ اس کا زیادہ حق دار کون ہے۔

تَرَكْتُهُ لِإِرَادَةِ إِصْلَاحِ الْمُسْلِمِينَ وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ. ③

”میں نے مسلمانوں کی خیر خواہی اور خون بہنے کے خوف کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔“

حضرت مساور کہتے ہیں، جس دن حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد کے دروازے پر کھڑے دیکھا۔

يَبْكِي، وَيُنَادِي بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَاتَ الْيَوْمَ

حَبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. ④

”آپ رورہے تھے اور بلند آواز سے کہہ رہے تھے، آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

① صحیح بخاری، المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضی اللہ عنہما: ۷۴۶۔

② فتح الباری: ۶۳/۱۳۔ ③ فتح الباری: ۶۳/۱۳۔

④ سیر اعلام النبلاء: ۲۷۷/۳؛ تہذیب التہذیب: ۳۰۱/۲۔

محبوب فوت ہو گئے ہیں۔“

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب ہوا، تو اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا یا اور کہا کہ مجھے میرے باپ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کرنا۔

إِلَّا أَنْ تَخَافُوا الدِّمَاءَ، فادْفِنِي فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ.

”ہاں! اگر خون خرابے کا خطرہ ہو، تو مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔“

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اسلحہ سے لیس ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو جمع کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ یہاں خون بہہ جائیں گے۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بقیع قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ ①

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

لَمَّا وُلِدَ أَدَنَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي أُذُنِهِ. ②

”جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان کہی۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَنْظَرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَيَّ)) ③

الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ)) ③

”جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے، تو وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے۔“

حضرت سعید بن راشد سے مروی ہے کہ یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت طعام کے لیے نکلے۔ حسین گلی میں کھیل رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھے اور اپنے ہاتھ پھیلا دیئے (حضرت حسین) ادھر ادھر بھاگنے لگے، نبی ان کو ہنساتے رہے یہاں تک کہ ان کو پکڑ لیا، آپ نے ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے اور

① سیر اعلام النبلاء: ۴/ ۳۴۴۔

② اسد الغابۃ: ۲/ ۲۴۔ ③ السلسلۃ الصحیحۃ: ۴۰۰۳۔

دوسرا سر کے اوپر رکھا اور بوسہ لیا فرمایا:

((حُسَيْنٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا،  
حُسَيْنٌ سَبَّطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ))<sup>①</sup>

”حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت رکھتا ہے جو  
حسین سے محبت رکھتا ہے۔ حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔“

یعنی حسین رضی اللہ عنہ میری اولاد سے ہیں اور میں ان کے آباء سے ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد کے پاس  
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا اور طشت میں رکھا گیا تو ابن زیاد (ان کی آنکھ اور  
ناک میں) مارنے لگا اور آپ کی خوبصورتی میں اعتراض کیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَانَ أَشْبَهُهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ. <sup>②</sup>

”آپ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور اس وقت حضرت  
حسین رضی اللہ عنہ کے سر اور ڈاڑھی میں وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔“

حضرت عمارہ بن عمیر فرماتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لایا  
کر حرمہ کی مسجد میں ڈال دیئے گئے تو میں بھی وہاں گیا۔ جب وہاں پہنچا تو لوگ کہنے لگے:  
قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلُّلُ الرُّؤْسِ  
حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْحَرِي عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً،  
ثُمَّ خَرَجَتْ فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ. ثُمَّ قَالُوا: قَدْ جَاءَتْ، قَدْ  
جَاءَتْ، فَفَعَلْتَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. <sup>③</sup>

”وہ آ گیا وہ آ گیا۔ دیکھا تو وہ ایک سانپ تھا، جو آیا سروں میں ہوتا ہوا  
عبید اللہ بن زیادہ نتھنوں میں گھس گیا۔ توڑی ویر بعد نکلا اور چلا گیا یہاں تک کہ

- ① سنن ابن ماجہ، افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم فضل  
الحسن والحسين ابني علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ: ۱۴۴، حسن۔
- ② صحيح بخاری، المناقب، باب مناقب الحسن والحسين رضی اللہ عنہ: ۷۴۸۔
- ③ سنن ترمذی، أبواب المناقب: ۳۷۸۰، صحيح۔

غائب ہو گیا۔ پھر لوگ کہنے لگے، وہ آ گیا وہ آ گیا، اس نے دو یا تین مرتبہ اسی طرح کیا۔“

عبداللہ بن نجی کے والد ایک مرتبہ حضرت علیؑ کے ساتھ جا رہے تھے، ان کے ذمے حضرت علیؑ کے وضو کی خدمت تھی، جب وہ صفین کی طرف جاتے ہوئے نبوی کے قریب پہنچے، تو حضرت علیؑ نے پکار کر فرمایا: ابو عبداللہ! فرات کے کنارے پر رک جاؤ، میں نے پوچھا کہ خیریت ہے؟ فرمایا میں ایک دن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہو رہی تھی، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا کسی نے آپ کو غصہ دلایا، خیر تو ہے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں؟ فرمایا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

((بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جَبْرِيْلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِسَطِّ الْفُرَاتِ قَالَ: فَقَالَ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ أَنْ أُشِيْمَكَ مِنْ تَرْبَتِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. فَمَدَّ يَدَهُ، فَخَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تَرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا، فَكَمْ أَمْلِكُ عَيْنِي أَنْ فَاصَّتْ)).<sup>1</sup>

”بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے پاس سے جبرئیل اٹھ کر گئے ہیں، وہ کہہ رہے تھے کہ حسین کو فرات کے کنارے شہید کر دیا جائے گا، پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں، تو میں آپ کو اس مٹی کی خوشبو سونگھا سکتا ہوں؟ میں نے انہیں اثبات میں جواب دیا، تو انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی بھر کر مٹی اٹھائی اور مجھے دے دی، بس اس وقت سے اپنے آنسوؤں پر مجھے قابو نہیں ہے۔“

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ نصف النہار کے وقت خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا، اس وقت آپ ﷺ کے بال بکھرے ہوئے اور جسم پر گرد و غبار تھا، آپ ﷺ کے پاس ایک بوتل تھی، جس میں خون تھا، میں نے

1 مسند احمد: 648، الصحیحۃ: 1171۔

عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟

هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ، لَمْ أَرَلِ التَّقِطَةَ مُنْذُ الْيَوْمِ  
فَأَحْصِينَا ذَلِكَ الْيَوْمَ فَوَجَدُوهُ قُتِلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ. ①

”فرمایا: یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، میں صبح سے اس کی تلاش میں لگا ہوا ہوں، راوی حدیث عمار کہتے ہیں کہ ہم نے وہ تاریخ اپنے ذہن میں محفوظ کر لی بعد میں پتہ چلا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اسی تاریخ اور اسی دن شہید ہوئے تھے، جس دن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا تھا۔“

ربیع بن منذر ثوری رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ يُبَشِّرُ النَّاسَ بِقِتْلِ الْحُسَيْنِ فَرَأَيْتُهُ أَعْمَى يُقَادُ. ②

”ایک شخص لوگوں کو شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے خوشخبری سنانے آیا تو میں نے اسے

دیکھا کہ وہ اندھا ہو چکا ہے اور اسے پکڑ کے لے جایا جا رہا ہے۔“

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ

کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

هَذَا أَحَبُّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَى أَهْلِ السَّمَاءِ الْيَوْمِ. ③

”یہ زمین والوں میں سے سب سے زیادہ آسمان میں رہنے والوں کو پیارے

ہیں۔“

عیزار بن حریث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، تو

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے علی آئے تو کہنے لگے:

مَرْحَبًا بِالْحَبِيبِ بْنِ الْحَبِيبِ. ④

”خوش آمدید! اے پیارے کے پیارے بیٹے۔“

① مسند احمد: ۲۵۵۳، صحیح۔ ② تہذیب التہذیب: ۲/۳۵۴۔

③ سیر اعلام النبلاء: ۳/۲۸۵، الاصابة: ۲/۶۹۔ ④ طبقات ابن سعد: ۵/۱۶۴۔

## اسلامی سال کا دوسرا مہینہ

### صفر المظفر

اسلامی سال کا دوسرا مہینہ صفر ہے، جس کا معنی خالی ہونے کے ہیں۔ ماہ صفر میں عرب لوگ تفریحی مقامات جنہیں ”صفریہ“ کہا جاتا تھا، کی طرف جاتے تھے، اور وہاں خوب کھاتے پیتے اور دعوتیں کرتے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان دنوں دودھ کی قلت کی وجہ سے دودھ والے برتن خالی ہو جاتے تھے، اس لیے اس کو صفر کہنے لگے یا یہ لوگ قتال کے لیے گھروں سے نکل جاتے اور گھر خالی ہو جاتے۔<sup>①</sup>

اس ماہ کے کئی ایک نام ہیں مثلاً ناجر، معزین، صفر المظفر، یا صفر الخیر وغیرہ۔

① تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۳۸۵؛ کتاب الأزمنا والامکنہ، ص: ۲۰۵۔

## ماہ صفر کے خطبات

- 1 ماہ صفر اور اس کے مسائل
- 2 رب کی رضا
- 3 اعمال برباد کیوں ہوتے ہیں؟
- 4 تعویذ نہیں، مسنون دم کیجیے
- 5 حق کیا ہے؟ اور اسے قبول نہ کرنے کی وجوہات
- 6 بسم اللہ اور اس کے فوائد و برکات

## ماہِ صفر اور اس کے مسائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ ①

”نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو بتادیں، جو مقدر میں لکھا ہے، وہی ہونے والا ہے، وہ ہمارا مولا ہے اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔“

تمہیدی کلمات

ماہِ صفر اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس مہینے کی نہ کوئی فضیلت بیان کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات جس کی وجہ سے اس مہینے میں کسی بھی حلال اور جائز کام کو کرنے سے رُکا جائے، جو مہینے فضیلت اور حرمت والے ہیں، اُن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الزَّمَانَ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثُ مَتَوَالِيَاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمَحَرَّمُ وَرَجَبٌ مُضَرٌّ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ﴾ ②

”سال اپنی اسی حالت میں پلٹ گیا ہے، جس میں اُس دن تھا، جب اللہ نے زمین اور آسمان بنائے تھے، سال بارہ مہینے کا ہے، جن میں سے چار حرمت والے ہیں، تین ایک ساتھ ہیں، ذی القعدہ، ذی الحج، اور محرم اور مضر والا رجب جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔“

دو جہانوں کے سردار ہمارے محبوب محمد ﷺ نے سال کے بارہ مہینوں میں سے چار

کے بارے میں یہ بتایا کہ وہ چار مہینے حرمت والے ہیں، یعنی اُن چار مہینوں میں لڑائی اور قتال نہیں کرنا چاہیے، اس کے علاوہ کسی بھی اور ماہ کی کوئی اور خصوصیت بیان نہیں ہوئی، نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے، حیرانگی کی بات ہے کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی خبر نہ ہونے کے باوجود کچھ مہینوں کو بابرکت مانا جاتا ہے اور من گھڑت رسموں اور عبادت کے لیے خاص کیا جاتا ہے اور کچھ کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا کہ اُن میں کوئی خوشی والا کام، کاروبار کا آغاز، رشتہ، شادی بیاہ، یا سفر وغیرہ نہیں کرنا چاہیے، حیرانگی اس بات کی نہیں کہ ایسے خیالات کہاں سے آئے، یہ تو معلوم ہے جس کا ذکر ان شاء اللہ ابھی کروں گا، حیرانی اس بات کی ہے کہ جو باتیں اور عقیدے کسی ثبوت اور سچی دلیل کے بغیر کانوں، دلوں اور دماغوں میں ڈالے جاتے ہیں، انہیں تو فوراً قبول کر لیا جاتا ہے، لیکن جو بات اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بتائی جاتی ہے اور پوری تحقیق کے ساتھ سچے اور ثابت شدہ حوالہ جات کے ساتھ بتائی جاتی ہے، اُسے مانتے ہوئے طرح طرح کے حیلے بہانے، منطوق و فلسفہ، دل و عقل کی کسوٹیاں استعمال کر کر کے راہ فرار تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے اور کچھ اس طرح کہا لکھا جاتا ہے کہ:۔۔۔ اسی بات و دل کو بھاتی نہیں:۔۔۔ کچھ ایسا ہے کہ عقل میں آتی نہیں!

افسوس امتِ مسلمہ روایات میں کھو گئی  
مُسلم تھی جو بات خرافات میں کھو گئی

ان ہی خرافات میں سے ماہِ صفر کو منحوس جاننا ہے۔

کیا کسی چیز میں نحوست ہے؟

پہلے تو یہ سُن لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو منحوس نہیں بنایا، ہاں یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکمت ہے کہ وہ کس چیز میں، کس کے لیے برکت دے اور کس کے لیے نہ دے، آئیے اللہ کے رسول ﷺ کا ایک فرمان آپ کو سناؤں، جو ہمارے اس موضوع کے لیے فیصلہ کن ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے نحوست کا ذکر کیا گیا، تو فرمایا:

((ان كَانَ الشُّومُ فِيهِ الثَّلَاثَةُ، الْمَوَاعِةَ وَالْفَرَسِ الدَّارِ))<sup>①</sup>

”اگر نحوست (کسی چیز میں) ہوتی تو ان تین میں ہوتی، عورت، گھر اور گھوڑا۔“

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ (اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی) صاف بیان فرماتا ہے کہ کوئی چیز منحوس نہیں ہوتی اور یہ بات بھی ہر کوئی سمجھتا ہے کہ جب کوئی چیز کہا جائے گا، تو اس میں مادی، غیر مادی ہر چیز شامل ہوگی، یعنی وقت اور اس کے پیمانے بھی شامل ہوں گے، لہذا رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان مبارک سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ نحوست کسی چیز کا ذاتی جو نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ جس چیز کو جس کے لیے چاہے برکت والا بنائے اور جس کے لیے چاہے بے برکتی والا بنائے، یہ سب اللہ کی حکمت اور مشیت سے ہوتا ہے، نہ کہ کسی بھی چیز کی اپنی صفت سے، دیکھ لیجیے کوئی دو شخص جو ایک ہی مرض کا شکار ہوں، ایک ہی دوا استعمال کرتے ہیں، ایک کو شفاء ہو جاتی ہے اور دوسرے کو اسی دوا سے کوئی آرام نہیں آتا، بلکہ بسا اوقات مرض بڑھ جاتا ہے، کئی لوگ ایک ہی جگہ میں ایک ہی جیسا کاروبار کرتے ہیں، کسی کو فائدہ ہوتا ہے، کسی کو نقصان اور کوئی درمیانی حالت میں رہتا ہے، کئی لوگ ایک ہی جیسی سواری استعمال کرتے ہیں کسی کا سفر خیر و عافیت سے تمام ہوتا ہے اور کسی کا نہیں، اسی طرح ہر ایک چیز کا معاملہ ہے۔

برکت اور اضافے کا فرق

یہاں یہ بات بھی اچھی طرح سے ذہن نشین کرنے کی ہے کہ برکت اور اضافے میں بہت فرق ہوتا ہے، کسی کے لیے کسی چیز میں اضافہ ہونا یا کسی کے پاس کسی چیز کا زیادہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہوتا کہ اُسے برکت دی گئی ہے، عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ کافروں اور بدکاروں کو مسلمانوں اور نیک لوگوں کی نسبت مال و دولت، اولاد، حکومت، دُنیا اور طاقت وغیرہ زیادہ ملتی ہے، تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ انہیں برکت دی گئی ہے، بلکہ یہ اللہ کی طرف سے اُن پر آخرت کا مزید عذاب تیار کرنے کا سامان ہوتا ہے، کہ لو اور خوب آخرت کا عذاب کماؤ، یہ ہمارا اس وقت کا موضوع نہیں ہے، لہذا اس کی تفصیل یہاں بیان نہیں کی جا رہی۔

① صحیح البخاری، النکاح، باب ۱۸، صحیح مسلم، ۲۲۲۵۔

نحوست کے متعلق کافروں کا عقیدہ

اسلام میں نحوست اور بدشگونی کا کوئی تصور نہیں ہے، اصل میں یہ کام تو زمانہ جاہلیت بلکہ اس سے پہلے بنی اسرائیل کا ہے جیسا کہ سورہ یسین میں ہے کہ:

﴿إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ الْمُرْسَلِينَ كَذَّبُوهُمْ فَأَعَزَّنَا فِي الْبَالِثِ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ ﴿١٠﴾ قَالُوا مَآ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا كَذِبُونَ ﴿١١﴾ قَالُوا رَبَّنَا عَلِّمْنَا لِنَا إِلَهَ الْغَيْبِ إِنَّا أَنْتُمْ أَعْلَمُونَ ﴿١٢﴾ وَمَا عَلَّمْنَا إِلَّا الْبَلْعَ الْمُبِينُ ﴿١٣﴾ قَالُوا إِنَّا نَطَّيَّرْنَا بِكُمْ ۖ لَئِن لَّمْ تَنْتَهُوا أَرْجَسْنَاكُمْ وَكَيْسَتْكُمْ مِمَّا عَذَابَ الْيَمِّ ﴿١٤﴾ قَالُوا طَّأْيُرُكُمْ مَعَكُمْ ۖ إِنْ دَرَيْتُمْ بِبَلِّ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿١٥﴾﴾

”ایک بستی کی طرف اللہ تعالیٰ نے دو رسول بھیجے اور ان کی تائید کے لیے تیسرا رسول بھی بھیج دیا، تو بستی والے کہنے لگے کہ تمہاری وجہ سے ہمارے اوپر نحوست چھا چکی ہے اور اگر تم (اپنی دعوت سے) باز نہ آئے، تو ہم تمہیں رجم کر دیں گے اور تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کریں گے، تو ان پیغمبروں نے جواب دیا کہ یہ نحوست تو تمہارے اعمال کی وجہ سے تم پر چھائی ہے۔ بلکہ تم تو حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہو۔“

صالح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے کہ:

﴿قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبَيْنَ مَعَكَ ۖ قَالَ طَّأْيُرُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّفْتَنُونَ ﴿٢٠﴾﴾

”تمہارے اور تمہارے ماننے والوں کی وجہ سے ہم پر نحوست چھا گئی ہے، تو فرمایا یہ نحوست تو تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے (تمہارے اعمال کی وجہ سے) ہے۔ بلکہ تم تو فتنہ باز لوگ ہو۔“

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا حال تھا:

① یسین: ۱۴-۱۹۔ ② نمل: ۲۷-۴۷۔

﴿فَإِذَا جَاءَتْهُمْ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ إِلَّا إِنَّمَا ظَلَمُوا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ①

”جب انہیں کوئی خیر و بھلائی نصیب ہوتی، تو کہتے یہ تو ہمارا حق ہے اور جب کوئی پریشانی آتی تو کہتے کہ یہ موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔ خبردار! یہ نحوست تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ان کی اعمال کی وجہ سے) ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

عرب کے کافر اور ماہ صفر

بات صفر کے مہینے کی ہو رہی تھی کہ نہ تو اس کی کوئی فضیلت قرآن و سنت میں ملتی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات جس کی وجہ سے اس مہینے کو بے برکت یا بُرا سمجھا جائے، جی ہاں، اسلام سے پہلے عرب کے کافر اس مہینے کو منحوس اور باعثِ نقصان سمجھتے تھے، اور یہ سمجھتے تھے کہ صفر ایک کیڑا یا سانپ ہے، جو پیٹ میں ہوتا ہے اور جس کے پیٹ میں ہوتا ہے، اُس کو قتل کرویتا ہے اور دوسروں کے پیٹ میں بھی منتقل ہو جاتا ہے، یعنی پُھوت کی بیماری کی طرح، اس کے جراثیم منتقل ہوتے ہیں، اور اسی لیے اپنے طور پر ایک سال چھوڑ کر ایک سال میں اس مہینے کو محرم سے تبدیل کر لیتے اور محرم کی حرمت اس پر لاگو کرتے کہ شاید حرمت کی وجہ سے صفر کی نحوست کم یا ختم ہو جائے، اور دوسرا سبب یہ ہوتا کہ محرم کی حرمت صفر پر لاگو کر کے محرم کو دوسرے عام مہینوں کی طرح قرار دے کر اُس میں وہ تمام کام کرتے جو حرمت کی بنا پر ممنوع ہوتے۔ ②

① الاعراف ۷: ۱۳۱۔ ② تفصیلات کے لیے دیکھیے تحت الحدیث، فتح الباری شرح صحیح البخاری/ الإمام الحافظ ابن حجر العسقلانی، عمدة القاری شرح صحیح البخاری/ علامہ بدر الدین العینی، شرح امام النووی علی صحیح مسلم، عون المعبود شرح سنن ابی داود/ علامہ شمس الحق العظیم آبادی، الدبیاج علی صحیح مسلم/ امام السیوطی، فیض القدر شرح جامع الصغیر/ عبدالروف المناوی۔

## صفر منحوس نہیں

اسلام نے اس طرح کے تمام توہمات، خرافات اور بدشگونئی کی مذمت فرمائی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ، وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفْرًا))<sup>①</sup>

”نہ (کوئی) چھوت (کی بیماری) ہے، نہ ہامہ ہے، نہ پرندوں (یا کسی بھی چیز) سے شگون لینا (کوئی حقیقت رکھتا) ہے، نہ صفر (کوئی بیماری یا نحوست والا مہینہ ہے اور نہ اس کی کسی اور مہینہ کے ساتھ تبدیلی) ہے۔“

## لا عدویٰ کا مطلب

لا عدویٰ یہ ہے کہ کوئی بیماری مشیتِ الہی کے بغیر بذاتِ خود کسی دوسرے انسان کو نہیں لگ سکتی، بیماری میں یہ قوت موجود نہیں، جیسا کہ موجودہ دور میں بھی کچھ لوگ یہی نظر یہ لیے بیٹھے ہیں، جو بالکل غلط ہے۔ مشیتِ الہی سے جسے ابتداء میں بیماری لگی تھی کسی دوسرے کو بھی لگ سکتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوَّلَ))

”پہلے اونٹ کو خارش کہاں سے لگی۔“

## ولا طیرۃ کا مفہوم

زمانہ جاہلیت میں کوئی کام کرنے سے پہلے فال نکالتے تھے، اس کے لیے پرندوں کو اڑانے اور تیروں کو نکالنے کا کام کیا جاتا تھا، جس کی بنا پر وہ بدشگونئی کا شکار ہوتے تھے، اسلام نے اس کے وجود کی بالکل نفی کر دی۔

## ہامہ کیا ہے؟

ابھی جو حدیث نقل کی گئی، اُس میں ہامہ کا ذکر تھا، بہت اختصار کے ساتھ اُس کا معنی بیان کرتا چلوں، یہ بھی عربوں کے غلط جھوٹے عقائد میں سے ایک تھا، کہ جسے قتل کیا جاتا ہے اس کی روح اُتو بن جاتی ہے اور اپنا انتقام لینے کے لیے رات کو نکلتی ہے، اور جب تک اُس کا

① صحیح البخاری، الطب، باب ۴۴؛ صحیح مسلم: ۲۲۲۰۔

انتقام پورا نہیں ہوتا، وہ اُلو بن کر رراتوں کو گھومتی رہتی ہے، اور سانپوں کے بارے میں بھی ایسا ہی عقیدہ پایا جاتا تھا، اور کچھ اور معاشروں میں اسی قسم کا عقیدہ چگاڈڑ وغیرہ کے بارے میں پایا جاتا ہے، عرب اپنے اس باطل عقیدے کی وجہ سے اُلو کی آواز کو بھی منحوس جانتے اور اُس کو دیکھنا بھی بدشگونی مانتے، سانپوں کے انتقام، چگاڈڑوں اور اُلووں کے عجیب و غریب کاموں اور قوتوں اور اثرات کے بارے میں، بے بنیاد جھوٹے قصے آج بھی مروج ہیں اور اسی طرح کے جھوٹے عقائد بھی لوگوں کے دلوں و دماغوں میں گھر بنائے ہوئے ہیں۔

### ولا صفر کا مطلب

ولا صفر کا مطلب یہ ہے کہ صفر کا مہینہ منحوس نہیں ہے اور نہ اس میں مصیبتیں اترتی ہیں اور نہ شادی کرنے پر پابندی ہے، جیسا کہ عربوں کا تصور تھا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن مجید میں قوم عاد کا ذکر کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَارْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَوْرًا فِي أَيَّامِ نَجَسَاتٍ﴾ ①

”ہم نے ان پر منحوس ایام میں تیز آندھی بھیج دی۔“

لہذا کچھ دن منحوس ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی دن بذات خود منحوس نہیں ہے، جیسا کہ جوتشیوں اور انسانی زندگی پر سیاروں کے اثرات تسلیم کرنے والوں کا نظریہ ہے۔ وہی دن جو قوم عاد کے لیے منحوس تھے۔ صالح عليه السلام اور مومنوں کے لیے مبارک تھے۔ جس دن فرعون اور اس کے ساتھی بحیرہ قلزم میں غرق ہوئے، فرعون اور آل فرعون کے لیے وہ دن منحوس تھا، مگر موسیٰ عليه السلام اور بنی اسرائیل کے لیے مبارک تھا۔ اگر یہ دن بذاتہ منحوس ہوتے، تو عذاب صرف قوم عاد کے مجرموں پر ہی نہ آتا، بلکہ ساری دنیا پر آتا۔ ②

تو عرب صفر کے مہینے کے بارے میں منحوس ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے، افسوس کہ اسی قسم کے خیالات آج بھی مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں، اور وہ اپنے کئی کام اس مہینے میں نہیں کرتے، آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے کے بارے میں پائے جانے والے ہر غلط عقیدے کو ایک حرف میں بند کر کے مُسْتَرَدِّفِ مَادِيَا، سال کے دیگر مہینوں کی طرح

اس مہینے کی تاریخ میں بھی ہمیں کئی اچھے کام ملتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے اُسکے بندوں نے کیے، مثلاً:

ہجرت کے بعد جہاد کی آیات اللہ تعالیٰ نے اسی مہینے میں نازل فرمائیں، اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کے حکم پر عمل کرتے ہوئے پہلا غزوہ اسی مہینے میں کیا، جسے غزوہ الابدی بھی کہا جاتا ہے اور وڈان بھی۔

ایمان والوں کی والدہ محترمہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی مبارک اسی مہینے میں ہوئی۔ خیبر کی فتح اسی مہینے میں ہوئی۔

یہ سب جاننے کے بعد بھلا کون مسلمان ایسا ہوگا، جو اس مہینے کو یا کسی بھی مہینے کو منحوس جانے اور کوئی نیک کام کرنے سے خود کو روکے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے اور اُس پر عمل کرتے ہوئے ہمارے خاتمے فرمائے۔

جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام عقائد کو باطل قرار دیا ہے، جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مختصر معلومات کو پڑھنے والوں کی ہدایت کا سبب بنائے اور میری یہ کوشش قبول فرمائے اور میری لیے آخرت میں آسانی اور مہربانی اور مغفرت کا سبب بنائے۔

ماہ صفر کے متعلق تو ہم پرستی

برصغیر کے بعض علاقوں میں صفر کے پہلے تیرہ دن بڑے سختی کے خیال کیے جاتے ہیں، ان کو تیزی کے دن کہا جاتا ہے، ان دنوں میں شادی کو نحوست کا سبب سمجھا جاتا ہے۔ بلائیں، آفتیں اور فتنے کثرت سے اترتے ہیں، لوگ سفر کرنے سے ڈرتے ہیں، اسی وجہ سے ان دنوں میں لوگ صدقہ کے طور پر چنے اُبال کر یا چوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں۔ یہ سب غلط نظریات ہیں، جن کا قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں۔

ماہ صفر کی مخصوص عبادات

ہمارے ملک میں بعض علمائے کرام کا خیال ہے کہ صفر کے مہینے کے آخری بدھ میں چاشت کے وقت ایک سلام کے ساتھ چار رکعت نفل پڑھیں ہر رکعت میں سترہ (۱۷) بار سورۃ فاتحہ اور سورۃ الکوثر اور پچاس بار سورۃ الاخلاص (قل هو اللہ احد) اور معوذتین (سورۃ الفلق

اور سورۃ الناس) ایک ایک بار پڑھیں، ہر رکعت میں ایسا ہی کریں اور سلام پھیری جائے اور جب سلام پھیری جائے تو تین سو ساٹھ (۳۶۰) بار ﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اٰمِرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ اور تین بار جو ہر کمال پڑھنا شروع ہے، اور ﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۗ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۗ﴾ پڑھ کر ختم کی جائے، اور فقراء و مساکین پر کچھ روٹی صدقہ کی جائے اور اس آیت کی خاصیت یہ ہے کہ یہ صفر کے مہینہ کے آخری بدھ کو بچنے والی تکلیف اور پریشانی کو دور کرتی ہے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ ہر برس تین سو بیس تکلیفیں اور آزمائشیں اترتی ہیں، اور یہ ساری کی ساری ماہ صفر کے آخری بدھ میں ہیں، تو اس طرح پورے سال میں یہ دن سب سے مشکل ترین دن ہوتا ہے، اس لیے جو بھی اس مذکورہ کیفیت میں نماز ادا کرے گا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس دن میں نازل ہونے والی ساری تکلیفوں پریشانیوں اور آزمائشوں سے اس کی حفاظت فرمائے گا، تو کیا یہی حل ہے؟

مذکورہ نوافل کے متعلق کتاب و سنت میں کوئی اصل اور دلیل نہیں، اور ہمارے نزدیک تو امت کے سلف صالحین میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں کہ اس پر کسی نے عمل کیا ہو، بلکہ یہ بدعت اور منکرات میں سے ہے۔

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ثابت ہے:

”جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔“

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

جس نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا، جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے اور جس کسی نے بھی اس نماز اور اس کے ساتھ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے کو نبی ﷺ یا کسی صحابی کی طرف منسوب کیا تو اس نے بہت عظیم بہتان بازی کی اور وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جھوٹے اور کذاب لوگوں کی مزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ ❶

❶ دیکھیں: فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیہ والافتاء: ۲ / ۳۵۴۔

اور شیخ محمد عبدالسلام الشقیری کا کہنا ہے:

جاہلوں کی عادت بن چکی ہے کہ سلام والی آیات مثلاً: ﴿سَلِّمْ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ﴾ الایة لکھ کر برتنوں میں رکھ کر ماہ صفر کے آخری بدھ کو پیتے اور اس سے تبرک حاصل کرتے اور ایک دوسرے کو بدیہ اور تحفہ میں دیتے ہیں، کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ اس سے شر اور برائی جاتی رہتی ہے، یہ اعتقاد باطل اور فاسد اور اس سے نحوست پکڑنا مذموم، اور بہت ہی قبیح قسم کی بدعت ہے، جو شخص بھی کسی کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھے اس سے روکنا واجب اور ضروری ہے۔ ①

احمد رضا خان بریلوی کا فرمان:

آخری چہار شبہ (بدھ) کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت یابی حضور کا کوئی ثبوت ہے، بلکہ مرض اقدس جس میں وفات ہوئی، اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔ ②

### بیماریوں کا نزول

پورے سال میں تین لاکھ بیس ہزار بیماریاں اترتی ہیں اور یہ ساری کی ساری صفر میں اترتی ہیں، یہ سال کا سخت ترین دن ہے۔ جو آدمی چار رکعت نفل پڑھے اور دعائیں کرے، محفوظ ہو جاتا ہے، گناہ معاف کروانے کے لیے چار رکعت چاشت کے وقت ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد ستر مرتبہ سورہ الم نشرح، ستر مرتبہ سورہ والہین، ستر مرتبہ سورہ نصر اور ستر مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اسی طرح کی اور بھی بہت سی خرافات ہیں۔ اس قوم کی حالت اتنی ابتر ہو چکی ہے کہ بدشگونئی ان کی گھٹی میں رچی ہوئی ہے۔ مثلاً: سیاہ بلی راستہ کاٹ گئی، تو نحوست..... پہلے گا ہک کو ادھار دینا نحوست..... پہلے گا ہک کو خالی موڑنا نحوست..... جس گھر میں بچہ پیدا ہو کسی غیر عورت کا آنا نحوست، اسی طرح آفت سے بچنے کے لیے بچے کے پاس تالایا چھری یا لوہے کی چیز رکھنا، بچے کی پیدائش پر دروازے پر ایک خاص درخت کے پتے لٹکانہ، نئی گاڑی خرید کر اس کے سامنے یا پیچھے پرانا جوتیا کالا کپڑا باندھنا، بہترین مکان بنا کر اس کی چھت پر کالی ہنڈیا رکھنا، حالانکہ نبی

① السنن و المبتدعات: ۱۱۱-۱۱۲۔

② احکام شریعت، ج دوم، ص: ۱۱۰، ۱۱۱۔

کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَكْتَبِرُ أَوْ تَكْتَبِرُ لَهُ))<sup>①</sup>

”بدشگونی کرنے والا یا جس کے لیے بدشگونی کی گئی، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

”جس کو بدشگونی نے اس کے کام سے روک دیا اس نے شرک کیا۔“<sup>②</sup>

کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل فرمائیں گے، ان کی تعداد ستر ہزار ہے۔ اور ان کی چار صفات بیان کی گئی ہیں۔ وہ لوگ داغ نہیں لگواتے..... کسی سے کہہ کر دم نہیں کرواتے..... بدشگونی اور بدفالی کے قائل نہیں..... صرف اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں۔ حدیث میں تفصیل ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھ پر امتیں پیش کی گئیں (یعنی دکھلائی گئیں) تو میں نے کہ ایک نبی ہے، اس کے ساتھ چند آدمی ہیں۔ ایک اور نبی ہے، اس کے ساتھ صرف ایک دو آدمی ہی ہیں۔ ایک اور نبی ہے اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں۔ اتنے میں اچانک ایک بڑا گروہ میرے سامنے ظاہر ہو گیا میں نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہے۔ لیکن مجھے بتلایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم (بنی اسرائیل) ہے، لیکن آپ دوسرے کنارے کی طرف دیکھیے (میں نے اس کنارے کی طرف دیکھا) تو ایک بڑا گروہ تھا مجھ سے کہا گیا کہ:

((هَذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ  
وَلَا عَذَابٍ))

”یہ تیری امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار ایسے آدمی ہیں، جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔“

(یہ بیان کرنے کے بعد اپنی مجلس سے) اٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ پس لوگوں نے ان لوگوں کے بارے میں بحث کرنی شروع کر دی، جو بغیر حساب اور عذاب کے

① الصحیحۃ: ۲۱۹۵۔ ② مسند احمد: ۷۰۴۵۔

جنت میں جائے گے (کہ یہ کون ہوں گے؟) بعض نے کہا: شاید یہ وہ لوگ ہوں گے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہوگا۔ بعض نے کہا: شاید یہ وہ لوگ ہوں گے، جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ کے ساتھ انہوں نے کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ اس طرح انہوں نے (اپنے اپنے گمان کے مطابق) کئی چیزوں کا ذکر کیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے پوچھا: ”تم کس چیز میں بحث کر رہے تھے؟“ انہوں نے آپ کو ساری بات بتلائی (جو آپ کی غیر موجودگی میں ہوئی تھی) آپ نے فرمایا:

((هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْقُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ))

”یہ وہ لوگ ہوں گے، جو نہ خود جھاڑ پھونک کرتے ہیں، نہ کسی اور سے کرواتے

ہیں اور نہ بدشگونئی لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔“

(یہ سن کر) عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا:

اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ.

اللہ کے رسول! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

((أَنْتَ مِنْهُمْ))

”تو ان میں سے ہے۔“

پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میرے لیے بھی فرمائیں، اللہ مجھے بھی ان میں

سے کر دے۔ آپ نے فرمایا:

((سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةُ)) ①

”عکاشہ اس میں تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

① صحیح البخاری، الطب، باب من اکتوی اوکوی غیرہ: ۵۷۰۵؛ صحیح مسلم: ۲۲۰؛ صحیح جامع الصغیر: ۳۶۰۴۔

﴿لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ- تَغْدُو خِمَاصًا وَ تَرَوْحُ بِطَانًا﴾<sup>①</sup>

”اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو، جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اس طرح روزی دے گا، جیسے وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے، وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔“

نبی ﷺ کو کہا جا رہا ہے:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى النَّجْمِ الَّذِي لَا يَنُوتُ﴾<sup>②</sup>

”آپ اس ذات پر توکل کریں، جسے کبھی موت نہیں آسکتی۔“

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ اگر ساری امت اس بات پر متفق ہو جائے کہ وہ آپ کا فائدہ کریں، تو اللہ کو اگر منظور ہے، تو فائدہ ہوگا اور اگر سارے مل کر تیرا نقصان کرنا چاہیں، تو اللہ کو جو منظور ہے، وہی ہوگا۔<sup>③</sup>

کبھنے والی بات یہ ہے کہ دین اسلام کی بنیاد تو ہم پرستی، بدشگونی اور شک پر نہیں، بلکہ خالص یقین اور بصیرت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ فَاعْبُدُوهُ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي﴾<sup>④</sup>

”اے نبی کہہ دیں! یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں بھی صاحب بصیرت ہوں اور میرے ماننے والے بھی صاحب بصیرت ہیں۔“

① سنن ترمذی، أبواب الزهد، باب فی التوکل علی اللہ: ۲۳۴۴؛ ابن حبان (موارد ۲۵۴۸)؛ حاکم: ۳۱۸/۴، عندہما صحیح۔ ② الفرقان ۲۵: ۵۸۔  
③ سنن ترمذی، صفة القيامة: ۲۵۱۶۔ ④ یوسف ۱۲: ۱۰۸۔

## رب کی رضا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۵﴾ ①

”اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں، جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور یہ کہ میں نیک عمل کروں، جسے تو پسند کرے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔“

### تمہیدی کلمات

اللہ تعالیٰ کی انسان پر بے شمار نعمتیں ہیں، جن کا انسان اگر شکر یہ ادا کرنا چاہے، تو نہیں کر سکتا ہے۔ بہت سی ایسی ہیں، جو بغیر مانگے ہی اللہ نے عطا کر رکھی ہیں اور بہت کم ایسی ہیں جو انسان نے محنت کی تو اللہ نے اس کے عوض اسے عطا فرمائی ہیں۔ سب کچھ اللہ کا دیا ہوا استعمال کرنے کے باوجود بھی اگر اللہ سے راضی نہ ہو، تو اس سے بڑی بد بختی کوئی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کسی کو زیادہ دے کر آزماتے ہیں کہ وہ مجھ سے خوش ہے یا نہیں اور کسی کو تنگی دے کر آزماتا ہے کہ وہ مجھ سے کتنا راضی ہے۔ اگر انسان اللہ کے فیصلوں پر راضی ہو جائے تو ایسے انسان پر اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جاتے ہیں۔

### آزمائش پر راضی رہنے والے پر رب راضی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عِظْمُ الْجَزَاءِ مَعَ عِظْمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا

أَبْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ)) ②

① النمل ۲۷: ۱۹۔

② سنن ابن ماجہ، الفتن، باب الصبر علی البلاء: ۴۰۳۱، حسن۔

”ثواب اتنا ہی زیادہ ہوگا، جتنی آزمائش سخت ہوگی اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو پسند فرماتے ہیں تو اس کی آزمائش کرتے ہیں، جو راضی ہو، اس سے راضی ہو جاتے اور جو ناراض ہو اس سے ناراض۔“

اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا))<sup>①</sup>

”جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اپنی رضا کا دل سے اعلان کر دیا، اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔“

گناہوں کی معافی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيْتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ))<sup>②</sup>

مؤذن کی اذان سن کر جس نے یہ کہا: (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيْتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا) تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، بعض روایات میں (أَشْهَدُ) کی بجائے (أَنَا أَشْهَدُ) ہے، معنی و مفہوم ایک ہی ہے۔

① صحیح مسلم، الإيمان، باب ذاق طعم الإيمان من رضى بالله رباً: ۳۴۔

② صحیح مسلم، الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، ثم يصلى على النبي ﷺ ثم يسأل له الوسيلة: ۳۸۶۔

جنت واجب ہو گئی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 ((يَا أَبَا سَعِيدٍ، مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ  
 نَبِيًّا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ))<sup>①</sup>

”اے ابوسعید! جو اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوا، اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔“

ظلم سے نجات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَنْ خَافَ مِنْ أَمِيرٍ ظَلَمًا فَقَالَ: رَضَيْتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ  
 دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَبِالْقُرْآنِ حَكْمًا وَإِمَامًا أَنْعَجَهُ اللَّهُ مِنْهُ.<sup>②</sup>  
 ”جس شخص کو کسی حکمران، امیر یا بڑے آدمی سے ظلم کا خدشہ ہو اور اس نے یہ  
 کلمات پڑھے: ”میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے نبی ہونے، قرآن کو حاکم اور امام ماننے پر راضی ہوں“ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس  
 کے ظلم سے نجات عطا فرمائیں گے۔“

جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ رَضَيْتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ  
 نَبِيًّا فَأَنَا الرَّعِيمُ لَا أَخَذَنَّ بِيَدِهِ حَتَّى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ))<sup>③</sup>

”جس نے صبح کے وقت کہا: میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے  
 پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر خوش ہوں۔ میں (اس کے لیے جن کا) ضامن

① صحیح مسلم، الإمامة، باب بيان ما أعدّه الله تعالى للمجاهد في الجنة من

الدرجات: ۱۸۸۴۔ ② صحیح الترغیب والترہیب: ۲۲۳۹۔

③ المعجم الطبرانی فی الكبير: ۸۳۸؛ الصحیحة: ۴۲۱۔

ہوں، البتہ ضرور بالضرور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں ساتھ لے جاؤں گا۔“  
روز قیامت بندے کو اللہ خوش کر دے گا  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَقُولُ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمَسِيءُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَضِيئَةً بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُرَضِّيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))<sup>①</sup>

”جو مسلمان یہ کلمات تین مرتبہ صبح و شام کہتا ہے، اللہ پر لازم ہے کہ وہ اسے روز قیامت خوش کر دے کہ میں اللہ کے رب ہوں پر، اسلام کے دین ہوں پر اور محمد ﷺ کے نبی ہوں پر راضی ہوں۔“

اللہ کی تعریف اس کی رضا کے مطابق

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا (جو آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں) سے منقول ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ صبح کے وقت نماز فجر کے لیے ان کے پاس سے نکلے اور وہ اپنے مصلی پر بیٹھی ہوئی تھیں، جب رسول کریم ﷺ چاشت کے وقت واپس تشریف لائے، وہ اپنی جگہ یعنی مصلی پر بدستور بیٹھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ”جس حالت میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا، اسی طرح مسلسل بیٹھی ہوئی ہو؟“ (یعنی صبح کے وقت سے اب تک کہ چاشت کا وقت آ گیا ہے، مصلی پر بیٹھی ہوئی اسی طرح ذکر الہی میں مشغول ہو) انہوں نے کہا کہ جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وَرَّثْتُ بِمَا قُلْتُ مِنْذُ الْيَوْمِ لَوَرَّثْتَهُنَّ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَرِزْقَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ))<sup>②</sup>

”میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے ہیں، وہ چار

① مسند أحمد: ۲۳۱۱۲، صحیح۔

② صحیح بخاری: ۳۱۱۳، ۳۷۰۵، ۵۳۶۲، ۶۳۱۸؛ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب التسيب اول النهار: ۶۹۱۳۔

کلمے ایسے ہیں کہ اگر ان کو اس چیز سے تولا جائے، جس کے کہنے میں تم ابتداء دن سے اب تک مشغول رہی ہو (یعنی ذکر میں تو یقیناً چار کلمے اس چیز پر بھاری رہیں گے) یعنی ان چار کلموں کا ثواب، اس پورے وقت ذکر الہی میں تمہاری مشغولیت کے ثواب سے زیادہ ہوگا۔ اور وہ چار کلمے یہ ہیں:

(سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمَدَادَ كَلِمَاتِهِ)

”میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں، اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اور اس کی ذات کی مرضی کے موافق اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلموں کی مقدار کے مانند ہے۔“

### اللہ کی رضا کا سوال

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستہ پر نہ پایا تو تلاش کیا۔ میرا ہاتھ (اندھیرے میں) آپ کے تلووں کو لگا۔ آپ مسجد میں تھے اور (سجدہ میں) آپ کے پاؤں کھڑے تھے۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمَعَا فَاتِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ)) ①

”اے اللہ! میں تیری رضامندی کے ذریعے تیری ناراضی سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری معافی کے ذریعے تیری سزا سے پناہ چاہتا ہوں اور میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں تجھ سے، میں تیری تعریف پوری نہیں کر سکتا۔ جیسے تو نے خود اپنی تعریف فرمائی۔“

www.KitaboSunnat.com

سفر میں دعا قبول ہوتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود: ٤٨٦۔

((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ،  
وَدَعْوَةُ الْمَسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَكَلِيدِهِ))<sup>①</sup>

”تین دعائیں قبول ہونے میں کوئی شک نہیں، ایک مظلوم کی بددعا، دوسری  
مسافر کی دعا اور تیسری والد کی بیٹے کے لیے بددعا۔“

نبی ﷺ جہاں سفر میں دوسری دعائیں کرتے، ساتھ یہ دعا بھی کرتے، اے اللہ! ایسے  
عمل کی توفیق دے جو تجھے پسند ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر  
کسی سفر کے لیے نکلتے، تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے:

((سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا  
لَمُنْقَلِبُونَ ○) اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى،  
وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا، وَاطْوِ عَنَّا  
بُعْدَهُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ،  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْتَظَرِ، وَسُوءِ  
الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ))<sup>②</sup>

”پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ہمارے لیے اسے مسخر فرما دیا اور ہم اسے مسخر  
کرنے والے نہ تھے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف پلٹ کر جانے والے  
ہیں، (پھر یہ دعاماگے) اے اللہ! ہم اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا اور  
ان اعمال کا سوال کرتے ہیں کہ جن سے تو راضی ہوتا ہے، اے اللہ! ہمارے  
اس سفر کو ہم پر آسان فرما اور اس کی مسافت کو تہہ فرما دے، اے اللہ! تو ہی  
اس سفر میں ہمارا رفیق ہے اور گھروالوں کا نگہبان ہے، اے اللہ! میں سفر کی  
تکلیفوں اور رنج و غم سے اور اپنے مال اور گھروالوں کے برے انجام سے تیری

① سنن ترمذی، أبواب البر والصلوة باب ماجاء فی دعوة الوالدین: ۱۹۰۵،  
حسن۔ ② صحیح مسلم، الحج باب ما یقول إذا ركب إلى سفر الحج وغيره:

پناہ مانگتا ہوں۔“

اب ہمارے سفروں میں کیا کچھ ہوتا ہے، ہر شخص جانتا ہے، گاڑی میں فحش فلمیں، گانے، اگر نہ ہو تو موبائلز پر بلند آواز سے یہ سب بے حیائی لوگوں کو سنانے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے۔

## اللہ کی رضا کا سبب بننے والے چند اعمال

اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرنا:

﴿إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ عَنِّي عَنكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۗ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ﴾<sup>①</sup>

”اگر تم ناشکری کرو، تو یقیناً اللہ تم سے بہت بے پروا ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو، تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا۔“

ہر حال میں ہمیں اللہ کا شکر یہ ادا کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی جو نعمت بھی استعمال کریں، اس کا شکر یہ ادا کریں، لباس پہنیں تو اللہ کا شکر ادا کریں:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقْنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ غَيْرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ ۗ<sup>②</sup>

”تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے، جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور جس نے میری طاقت اور قوت کے بغیر مجھے (اس کپڑے کا رزق دیا) تو اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

کسی پریشان حال، مصیبت زدہ کو دیکھیں تو

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَاقَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ

① الزمر ۳۹: ۷۔ سنن ابی داؤد، اللباس، باب ما يقول إذا لبس ثوبا جدیداً:

۴۰۲۳ ”وما تاخر“ کے الفاظ کے علاوہ باقی حدیث حسن ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

### ۱. خَلَقَ تَفْضِيلًا.

”تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے، جس نے مجھے عافیت دی اس چیز سے جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی مخلوقات میں سے کئی لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی“  
شکریہ اس لیے کہ

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ ②  
”اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور ہی تمہیں زیادہ دوں گا اور بے شک اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔“

کھانا کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنے سے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
﴿إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيُحَمِّدَهُ عَلَيْهَا أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيُحَمِّدَهُ عَلَيْهَا﴾ ③

”اللہ تعالیٰ اس بندے پر خوش ہوتا ہے، جو ایک کھانا کھا کر اس پر اللہ کا شکر ادا کرے یا جو بھی چیز پئے اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔“

اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
﴿مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ ④

”جس شخص نے کھانا کھایا پھر یہ دعا پڑھی ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ))

① سنن ترمذی: ۳۴۳۱، حسن۔ ② ابراہیم ۱۴: ۷۔

③ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار باب استحباب حمد اللہ تعالیٰ بعد الأكل والشرب: ۲۷۳۔ ④ سنن ابی داود، اللباس، باب ما يقول إذا لبس ثوبا جدیدا: ۴۰۲۳، ”وما تاخر“ کے الفاظ کے علاوہ باقی حدیث حسن ہے۔

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور جس نے مجھے بغیر میری طاقت اور قوت کے یہ رزق دیا۔“  
تو اس کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

### باپ کی رضا کی رضا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
(رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ) ①  
”اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی خوشی میں اور اللہ تعالیٰ کا غصہ والد کی ناراضی میں ہے۔“

حضرت ابو برداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا:  
(الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذَلِكَ الْبَابَ  
أَوْ احْفَظْهُ) ②  
”باپ جنت کا درمیانہ دروازہ ہے، لہذا اب تیری مرضی ہے، اسے ضائع کرے یا محفوظ رکھے۔“

### اطاعت کے کاموں میں والدین کی فرمائش کی برداری

(وَإِنْ جَاهَدَكَ لِتَشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَّآ  
مَنْحَعَكُمْ فَأَنْتُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) ③  
”اور اگر وہ تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس کے بارے میں تجھے کوئی علم نہیں تو ان کا کہنا مت مان، تمہیں میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے، پھر میں تمہیں بتاؤں گا جو تم کیا کرتے تھے۔“

### فقیری کے بعد امیری میں سائل کو دینا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

① سنن ترمذی، أبواب البر والصلة باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين  
② صحیح۔ سنن ترمذی، أبواب البر والصلة باب ما جاء من الفضل في  
رضا الوالدين: ۱۹۰۰، صحیح۔ ③ العنكبوت ۲۹: ۸۔

﴿إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَيْتِ إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى، بَدَأَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَنْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا﴾

”بنی اسرائیل کے تین آدمی ایک ابرص، دوسرا اپنا تیسرے گنجدے کو اللہ تعالیٰ نے آزمانا چاہا، تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ فرشتہ ابرص کے پاس آ کر کہنے لگا: أَيْ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، قَدْ قَدَّرَنِي النَّاسُ.

”کون سی چیز تجھ کو زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا: مجھ کو اچھی رنگت اور خوبصورت جلد مل جائے، جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے دیں اور گھن نہ کریں۔“

فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا اور خوبصورت رنگت اور اچھی کھال نکل آئی، پھر اس سے دریافت کیا، تجھ کو کون سا مال محبوب ہے؟ اس نے کہا: اونٹنی، لہذا ایک گا بھن اونٹنی اس کو عطا کی فرشتے نے کہا: اللہ تعالیٰ برکت دے۔

پھر گنجدے کے پاس آیا آ کر کہا:

أَيْ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا، قَدْ قَدَّرَنِي النَّاسُ.

”تجھ کو کون سی چیز مرغوب ہے؟ اس نے کہا: میرے اچھے بال نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے دور ہو جائے کہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔“

پھر پوچھا تجھ کو کون سا مال پسند ہے؟ اس نے کہا کہ گائے، ایک گا بھن گائے اس کو دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عنایت کرے، پھر اندھے کے پاس آ کر پوچھا: أَيْ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: يَرُدُّ اللَّهُ إِلَيَّ بَصَرِي، فَأَبْصِرُ بِهِ النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ.

”تجھ کو کیا چیز مطلوب ہے؟ کہا میری آنکھوں کو درست کر دو، کہ تمام لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کر دی۔“

پھر دریافت کیا، تجھ کو کیا مال پیارا ہے؟ کہا بکری، لہذا اس کو ایک گا بھن بکری عطا کر دی، تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے، تھوڑے دنوں میں ان کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا، اس کی گائیوں سے اور اس کی بکریوں سے پھر بحکم الہی فرشتہ اسی پہلی صورت میں کوزھی کے پاس آیا اور کہا، میں ایک مسکین آدمی ہوں، میرے سفر کا تمام سامان ختم ہو گیا ہے، آج میرے پہنچنے کا اللہ کے سوا کوئی ذریعہ نہیں، پھر میں اللہ کے نام پر جس نے تجھے اچھی رنگت اور عمدہ جلد عنایت کی، تجھ سے ایک اونٹ کا خواستگار ہوں کہ اس پر سوار ہر کر اپنے گھر پہنچ جاؤں، وہ بولا یہاں سے آگے بڑھ دور ہو، مجھے اور بھی بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں، میرے پاس تیرے دیئے کی گنجائش نہیں ہے، فرشتے نے کہا:

((كَانِي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْدَرُكَ النَّاسُ، فَقَبِيرًا فَأَعْطَاكَ  
اللَّهُ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنِ كَابِرٍ))

”شاید میں تجھ کو پہچانتا ہوں، کیا تو کوزھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے؟ کیا تو مفلس نہیں تھا؟ پھر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مال عنایت فرمایا: اس نے کہا: واہ! کیا خوب! یہ مال تو کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔“

فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو دیسا ہی کر دے، جیسے پہلے تھا۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس اسی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا، اس نے بھی دیسا ہی جواب دیا، فرشتے نے جواب دیا، اگر تو جھوٹا ہے، تو اللہ تعالیٰ تجھ کو دیسا ہی کرے، جس طرح پہلے تھا۔

پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں، بے سامان ہو گیا ہوں، آج اللہ کے سوا اور تیرے سوا کوئی ذریعہ میرے مکان تک پہنچنے کا نہیں ہے، میں اس کے نام پر، جس نے دوبارہ تمہیں پیمائی بخشی ہے، تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں، اس کے ذریعے اپنی ضرورت پوری کر کے اپنا سفر پورا کر سکوں، اس نے کہا:

((قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ بَصْرِي، وَفَقِيرًا فَقَدْ أَعَانَنِي، فَخُذْ مَا

شُئْتُمْ))

”بیشک میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرام سے مجھ کو بینائی عنایت فرمائی، فقیر تھا، اس نے مجھے غنی کر دیا۔“

جتنا تیرا دل چاہے لے جا۔

واللہ میں تجھ کو کسی چیز سے منع نہیں کرتا، فرشتے نے کہا:

أَمْسِكْ مَا لَكَ، فَإِنَّمَا ابْتُلِيَنَّكُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ، وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ. ①

”تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہیں چاہیے، مجھے تو فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی، سو ہو چکی اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو اور ان دونوں سے ناراض۔“

جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، ان کے لیے اعلان ہوتا ہے

﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ ۖ ارجعي إلى ربك راضيةً مرضيةً ۗ فادْخُلِي فِي عِبَادِي ۗ وادْخُلِي جَنَّاتٍ ۗ﴾ ②

”اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف لوٹ آ، اس حال میں کہ تو راضی ہے، پسند کی ہوئی ہے۔ پس میرے (خاص) بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔“

① صحیح بخاری، أحادیث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل: ۲۶۶۴۔

② الفجر ۷۹: ۲۷-۳۰۔

## اعمال برباد کیوں ہوتے ہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ۖ وَجُوهُ يُومِنُونَ خَاشِعَةً ۗ عَامِلَةً ۖ تَأْتِبُهُ ۗ تَصَلَّىٰ نَارًا حَامِيَةً ۗ ﴾ ①

”کیا تیرے پاس ڈھانپ لینے والی کی خبر نہیں پہنچی؟ اس دن کئی چہرے ذلیل ہوں گے، محنت کرنے والے تھک جانے والے، گرم آگ میں داخل ہوں گے۔“

تمہیدی کلمات

کہتے ہیں نیک عمل کرنا کوئی مشکل نہیں، مگر اسے کر کے پھر سنبھال کر رکھنا، تاکہ اللہ سے اس کا اجر لیا جائے، یہ بہت مشکل ہے، اکثر لوگ تو عمل کرتے ہی اسے برباد کر لیتے ہیں، بہت سے اعمال ایسے ہیں، جن کے کرنے سے انسان کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں شرک، کفر، نفاق ارتداد، ریا وغیرہ آج ہم ان کا ذکر کریں گے اور پھر ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

شرک

اشعارہ انبیاء کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ فرماتے ہیں:

﴿ ذٰلِكَ هُدٰى اللّٰهُ يٰهٰدِيْٓ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَكُوۡرُۙ اَشْرٰكُوۡا لِحٰطٰتٍ عَنْهُمۡ مَا كَانُوۡا يَعْمَلُوۡنَ ۗ ﴾ ②

”یہ اللہ کی ہدایت ہے، وہ اس پر اپنے بندوں میں سے، جسے چاہتا ہے، چلاتا ہے، اور اگر یہ لوگ شریک بناتے، تو یقیناً ان سے ضائع ہو جاتا، جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔“

﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِن أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ  
وَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ ①

”اور بلاشبہ یقیناً تیری طرف اور ان لوگوں کی طرف جو آپ سے پہلے تھے، وحی کی گئی، اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو یقیناً تیرا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا، اور تو ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔“

③ عاص بن وائل کے دو بیٹے تھے، ایک اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے حصے کے چچا اس اونٹ نحر کر دیے، دوسرے نے نبی ﷺ کی طرف رجوع کیا۔ عاص بن وائل نے:  
نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِائَةَ بَدَنَةٍ وَأَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ  
نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِينَ بَدَنَةً وَأَنَّ عَمْرًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ  
ذَلِكَ؟ فَقَالَ: «أَمَّا أَبُوكَ، فَلَوْ كَانَ أَقْرَبَ بِالتَّوْحِيدِ، فَصُنْتَ،  
وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ، نَفَعَهُ ذَلِكَ» ②

زمانہ جاہلیت میں سو اونٹ قربان کرنے کی منت مانی تھی، اس کے ایک بیٹے ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے چچا اس اونٹ قربان کر دیئے، دوسرے بیٹے حضرت عمرو بن العاص نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہارے باپ نے توحید کا اقرار کر لیا ہوتا، تو تم اس کی طرف سے جو بھی روزہ اور صدقہ کرتے، اسے ان کا نفع ہوتا (لیکن چونکہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا، اس لیے اسے کیا فائدہ ہوگا)۔“

ارتداد

① ﴿وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ  
أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۗ هُمْ فِيهَا  
خَالِدُونَ﴾ ③

”اور تم میں جو اپنے دین سے پھر جائے، پھر اس حال میں مرے کہ وہ کافر ہو،

تو یہ وہ لوگ ہیں، جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، وَقَرَأَ الْبَقْرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ: مَا يَذِرِي مُحَمَّدًا إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَسُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعَمَّقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَسُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعَمَّقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَعَلِمُوا: أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ. ①

”ایک نصرانی اسلام لایا اور اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھی، پھر نبی ﷺ کا کاتب وحی مقرر ہو گیا، اس کے بعد پھر وہ نصرانی ہو گیا اور مشرکوں سے جا ملا، وہ کہا کرتا کہ محمد صرف اتنا ہی جانتے ہیں، جتنا میں نے ان کو لکھ دیا ہے، پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے موت دی، تو لوگوں نے اس کو دفن کر دیا، جب صبح کو دیکھا گیا، تو زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا تھا، لوگوں نے کہا: یہ محمد اور اس کے ساتھیوں کا فعل ہے، چونکہ ان کے ہاں سے بھاگ آیا تھا، اس لیے انہوں نے اس کی قبر کھود ڈالی، چنانچہ ان لوگوں نے اس کو دوبارہ حتی الامکان بہت گہرائی میں دفن کیا۔ دوسری صبح بھی اس کی لاش کو جب زمین نے باہر پھینک دیا، تو لوگوں نے کہا: یہ محمد اور ان کے اصحاب کا فعل ہے، کیونکہ وہ بھاگ آیا تھا، پھر انہوں نے جتنا گہرا کھود سکتے تھے، کھود کر اس کی لاش کو دفن کر دیا، لیکن تیسری

① صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام: ۳۶۱۷۔

صبح بھی جب زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا، تب لوگوں نے سمجھا کہ یہ بات آدمیوں کی طرف سے نہیں، تب انہوں نے یوں ہی پڑا رہنے دیا۔“

آخرت کا انکار

① ﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ①

”اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا، ان کے اعمال ضائع ہو گئے، وہ اسی کا بدلہ دیے جائیں گے، جو وہ کیا کرتے تھے۔“

② ﴿وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ رَبِّهِمْ أَفَلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا السَّلْطَنَةُ أَوْ نُنزِلُ رَبَّنَا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ۝ يَوْمَ يَرَوْنَ السَّلْطَنَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حَجْرًا مَّحْجُورًا ۝ وَقَدْ مَنَّآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِن عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ حَبَآءً مَّنقُورًا﴾ ②

”اور ان لوگوں نے کہا: جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے، یا ہم اپنے رب کو دیکھتے؟ بلاشبہ یقیناً وہ اپنے دلوں میں بہت بڑے بن گئے اور انہوں نے سرکشی اختیار کی، بہت بڑی سرکشی۔ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے، اس دن مجرموں کے لیے کوئی خوشخبری نہ ہوگی اور کہیں گے (کاش! ہمارے اور ان کے درمیان) ایک مضبوط آڑ ہو۔ ہم اس کی طرف آئیں گے، جو انہوں نے نے عمل کیا، اسے بکھرا ہوا غبار بنا دیں گے۔“

اللہ کی آیات کو جھٹلانا

① ﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ①

”بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے، اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا اور انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

① الاعراف ۷: ۱۴۷۔ ② الفرقان ۲۵: ۲۱-۲۳۔ ③ النحل ۱۶: ۱۰۴۔

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾ ①

”اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے، جس نے اللہ پر کوئی جھوٹ باندھا، یا اس کی آیات کو جھٹلایا، بے شک حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ فلاح نہیں پاتے۔“

اللہ کے رسول کی مخالفت

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ كُنْ يَظُنُّوا اللَّهُ شَيْطَانًا وَسَمِيحًا وَعَمَلُهُمْ ② يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ ②

”بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی، اس کے بعد ان کے لیے سیدھا راستہ صاف ظاہر ہو گیا۔ وہ ہرگز اللہ کا کوئی نقصان نہیں کریں گے اور عنقریب وہ ان کے اعمال ضائع کر دے گا۔“

بعض لوگوں نے اپنے اماموں کے بارے میں نئی نئی باتیں بنالی ہیں:

فلعنة رينا على اعداد رمل على من رد قول ابى حنيفة۔ ③  
”ہمارے رب کی ریت کے ذرات کے برابر اس آدمی پر لعنت ہو جو ابوجنیدہ کے قول کو رد کرے۔“

مخالفت رسول کا نقصان: ②

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرٍ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ④

”وہ لوگ ڈریں جو اس کا حکم ماننے میں پیچھے رہتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ آچنچے، یا انہیں دردناک عذاب آچنچے۔“

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا﴾ ⑤

① الانعام: ۶، ۲۱۔ ② محمد: ۴۷، ۳۲، ۳۳۔ ③ سیر اعلام النبلاء (۱۸/۵۰۷)

④ النور: ۲، ۶۳۔ ⑤ الجن: ۷۲، ۲۳۔

”جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، تو یقیناً اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔“

4 حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ:

أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ: ((كُلْ بِيَمِينِكَ)) قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: ((لَا اسْتَطَعْتَ)) مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَيَّ فِيهِ. ①

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔“ تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اللہ کرے) تو اسے اٹھایا نہ سکے۔“ اس آدمی کو سوائے تکبر اور غرور کے اور کسی چیز نے اس طرح کرنے سے نہیں روکا، راوی کہتے ہیں کہ وہ آدمی اپنے ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔

ریا کاری اور دکھلاوہ

① «مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَّهَا نُوفٍ إِلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ② أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ③ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطُلَّ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ④» ②

”جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہو، ہم انہیں ان کے اعمال کا بدلہ اسی (دنیا) میں پورا پورا دیں گے اور اس میں کمی نہیں کی جائے گی۔ یہی لوگ ہیں، جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا، جو کچھ انہوں نے اس میں کیا اور بے کار ہے، جو کچھ وہ کرتے رہے۔“

② حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

① صحیح مسلم، الاثرية، باب آداب الطعام والشراب واحكامهما: ۲۰۲۱۔

② ہود ۱۱۵: ۱۶۔

((بَشِّرْ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِالسَّنَاءِ، وَالتَّكْبِيرِ فِي الْبِلَادِ، وَالتَّصْرِ،  
وَالرَّفْعَةِ فِي الدِّينِ، وَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعَمَلِ الْآخِرَةِ لِلدُّنْيَا،  
فَلَيْسَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ نَصِيبٌ))<sup>①</sup>

”اس امت کو عظمت و رفعت، دین و نصرت اور زمین میں اقتدار کی خوشخبری  
دے دو، سو جوان میں سے آخرت کا عمل دنیا کے لیے کرے گا، اس کا آخرت  
میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔“

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، ہم دجال کا ذکر  
کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخَوْفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ  
الدَّجَالِ؟)) قَالَ: قُلْنَا: بَلَى، فَقَالَ: ((الشِّرْكُ الْخَفِيُّ، أَنْ يَقَوْمَ  
الرَّجُلُ يُصَلِّيَ، فَيُرِيَنُ صَلَاتَهُ، لِمَا يَرَى مِنْ نَفَرٍ رَجُلٍ))<sup>②</sup>

”میں تم کو وہ بات نہ بتلاؤں، جس کا ڈر دجال سے زیادہ ہے تم پر میرے  
نزدیک۔“ ہم نے عرض کیا: بتلائیے آپ نے فرمایا: ”پوشیدہ شرک اور وہ یہ ہے  
کہ آدمی کو دیکھ کر اپنی نماز کو زینت دے۔“

④ حضرت ابوسعید بن ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا جَمَعَ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ لِيُؤْمِرَ لَا رَيْبَ فِيهِ، نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ  
عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا فَلْيُطَلَبْ ثَوَابُهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ أَعْنَى  
الشِّرْكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ))<sup>③</sup>

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب اللہ تعالیٰ قیامت کے  
دن لوگوں کو جمع فرمائے گا اور جس دن کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ وہ آئے

① مسند احمد: ۲۱۲۲۵، صحیح۔

② سنن ابن ماجہ، الزهد، باب الرياء والسمعة: ۴۲۰۴، حسن۔

③ سنن ترمذی، تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الكهف: ۳۱۵۴، حسن۔

گا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ جس نے کوئی عمل اللہ کے لیے کیا اور اس میں کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کیا۔ وہ اپنا ثواب اسی غیر اللہ ہی سے لے (جسے اس نے شریک کیا تھا) کیوں کہ اللہ تعالیٰ شرک سے اور تمام شرکاء سے زیادہ غنی ہے۔“

جب جماعت کھڑی ہو تو کوئی نماز نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِذَا أُقِيِمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْكُتُوبَةُ )) ①

”جب نماز کی اقامت ہو جائے، تو فرض نماز کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں ہوتی۔“

جن کی نماز قبول نہیں

① حسین بن واقد، ابوغالب سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

(( ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتَهُمْ آذَانُهُمْ: الْعَبْدُ الْأَبْيَقُ حَتَّى يَرْجِعَ، وَامْرَأَةٌ بَاكَتْ وَرَدَّوْجَهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ، وَإِمَامٌ قَوِرٌ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ )) ②

”تین آدمیوں کی نماز ان کے کانوں سے آگے نہیں بڑھتی، بھاگا ہوا غلام جب

تک واپس نہ آجائے، وہ عورت جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر

اس سے ناراض ہو اور کسی قوم کا امام جس کے مقتدی اس کو ناپسند کرتے ہوں۔“

مراد وہ امام ہے، جس میں کوئی شرعی عیب ہو، ورنہ اس دور میں کسی بھی امام پر لوگوں کا

اتفاق ناممکن سی بات ہے۔

② جو رکوع اور سجدے میں کمر سیدھی نہ کرے

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، باب كراهة الشروع في نافلة به شروع المزدن: ٧١٠۔ ② سنن ترمذی، الصلاة، باب ما جاء فيمن ام قوما وهم كارهون: ٣٦٠، حسن۔



کھڑے ہو، تو تکبیر کہو، اس کے بعد جتنا قرآن تم کو یاد ہو اس کو پڑھو، پھر رکوع کرو، یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان سے ہو جاؤ، پھر سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان سے ہو جاؤ، پھر سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔“

#### 4 عراف کے پاس جانے والا

حضرت صفیہ نبی ﷺ کی بعض ازواج سے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أُنِيَ عَرَافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً))<sup>1</sup>

”جو کسی عراف (نجوی) کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا، تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، عراف ایک عمومی نام ہے، جو کاہن، نجوی، اور علم رمل جاننے والوں پر بولا جاتا ہے اور اسی طرح ہر وہ شخص عراف کہلاتا ہے، جو اندازوں اور تخمینوں کے ساتھ غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے۔<sup>2</sup>

#### 5 خوشبو لگا کر مسجد جانے والی عورت

ایک عورت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزری، جس سے خوشبو آ رہی تھی، پوچھا: اے امّہ الجبار کہاں جانا چاہتی ہو؟ اس نے کہا: مسجد، پوچھا خوشبو لگائی ہے؟ کہنے لگی، ہاں۔ کہا واپس جا کر غسل کرو، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سنا تھا:

لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْ امْرَأَةٍ صَلَاةً حَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرِيحُهَا تَنْعِصِفُ حَتَّى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ))<sup>3</sup>

1 صحیح مسلم، الآداب، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان: ۱۲۵-۲۲۳۔

2 مجموع فتاویٰ۔ 3 صحیح ابن خزيمة، الإمامة في الصلاة، باب ایجاب الغسل على المتطية للخروج الى المسجد، ونفي قبول صلاتها إن صلت قبل ان تغتسل: ۱۶۸۲، حسن۔

”اس عورت کی اللہ نماز قبول نہیں کرتا، جو مسجد کی طرف جائے اور اس کی خوشبو پھیل رہی ہو، یہاں تک کہ وہ واپس جا کر غسل کر لے۔“

### 6 اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھنے والی کی نماز

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(( لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوَرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ )) ①

”وضو کے بغیر نماز، اور خیانت (کے مال) سے کیا ہوا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔“

### 7 شراب پینے والے کی نماز

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَسَكَرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكَرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكَرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الزَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ:

(( عَصَاةُ أَهْلِ النَّارِ )) ②

”جس شخص نے شراب پی پھر اسے نشہ ہو گیا، تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوگی، اگر فوت ہو گیا تو جہنم میں جائے گا۔ اگر توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لے گا، پھر اس نے شراب پی اور اسے نشہ ہو گیا، تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں، اگر فوت ہو گیا تو جہنم میں جائے گا۔ اگر توبہ کرے، تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لے گا، پھر اگر اس نے شراب پی اور اسے نشہ ہو گیا، تو اس کی

① سنن ترمذی الطہارۃ، باب ماجاء لا تقبل صلاة بغیر طہور: ۱، صحیح۔

② صحیح ابن حبان: ۵۳۵۷، صحیح۔

چالیس دن تک نماز قبول نہیں، اگر فوت ہو گیا تو جہنم میں جائے گا۔ اگر توبہ کرے، تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لے گا۔ پھر اگر وہ چوتھی مرتبہ پیتا ہے تو پھر اللہ کا حق ہے کہ اسے طینۃ النجبال پلائے۔ انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! طینۃ النجبال کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اہل جہنم کی پیپ۔“

## کوئی فرض اور نفل قبول نہیں

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَلِمَةٌ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمْ صَرْقًا وَلَا عَدْلًا عَاتِيًّا وَلَا مَنًّا وَمُكَدِّبًا بِقَدْرٍ))<sup>①</sup>

”تین قسم کے لوگوں کی اللہ عزوجل کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔ والدین کے نافرمان، احسان جتلانے والے اور تقدیر کو جھٹلانے والے کی۔“

## ظاہر نیک اور باطن بد

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی نے فرمایا:

((أَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا، فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا)) قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ، وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ، قَالَ: ((أَمَّا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ، وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ، وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ، وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا))<sup>②</sup>

”میں جانتا ہوں، ان لوگوں کو جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں کے برابر

① صحیح الترغیب والترہیب، البر والصلۃ وغیرہما الترغیب فی البر والوالدین وصلتهما وتأكيد طاعتهما والاحسان إليهما وبرأصدقائهما من بعدهما: ۲۵۱۳، حسن۔

② سنن ابن ماجہ، الزہد، باب ذکر النوب: ۴۲۴۵، صحیح۔



## تعویذ نہیں، مسنون دم کیجیے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿۱۰﴾﴾<sup>①</sup>

”اور (اس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا! اللہ کیساتھ شرک نہ کرنا، شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔“

تمہیدی کلمات

عقیدہ توحید کامیابی کی سیڑھی کا پہلا زینہ ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ موجود ہے، وہ اپنی ربوبیت (افعال)، عبادت (الوہیت) اور اسماء و صفات میں یکتا ہے، اس کا کوئی ہمسر اور شریک نہیں۔ توحید کے برعکس شرک ہے، جو ناقابل معافی جرم ہے۔

اس کے مد مقابل رسول اللہ ﷺ نے دم کی اجازت اور رخصت دی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ دم شرکیہ کلمات پر منحصر نہ ہو، اگر شرکیہ دم ہے، تو اسے قطعاً نہ کریں اور نہ ہی کروائیں۔ آج کے خطبہ میں ہم تعویذ کی مذمت اور شرعی دم کی اہمیت پر بات کریں گے۔

مشرک پر جنت حرام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَهُ النَّارُ ﴿۲﴾﴾<sup>②</sup>

” (اور جان رکھو کہ) جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا، اللہ اس پر جنت کو حرام

کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔“

① لقمان ۳۱: ۱۳۔ ② المائدہ ۵: ۷۲۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝﴾ ①

”جو لوگ کافر ہیں (یعنی) اہل کتاب اور مشرک وہ دوزخ کی آگ میں پڑیں گے (اور) ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ لوگ سب مخلوق سے بدتر ہیں۔“

اب اس آیت مبارکہ کے اندر یہ بات بالکل واضح ہے کہ جس انسان نے شرک کیا، اللہ اس کو معاف نہیں کرے گا اور اس پر جنت حرام ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ هَيْئًا دَخَلَ النَّارَ﴾ ②

”جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک کرتا تھا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔“

### مشرک کے لیے معافی نہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ لَقْمَنُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝﴾ ③

”اور (اس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا! اللہ کیساتھ شرک نہ کرنا، شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔“

### مشرک کے اعمال ضائع

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحِطَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ ④

”اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو عمل وہ کرتے تھے، سب ضائع ہو جاتے۔“

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

① البینة: ۹۸، ۶۔ ② صحیح مسلم، الإیمان، باب من مات لا یشرک باللہ شیئا

دخل الجنة: ۹۲۳۔ ③ لقمان: ۳۱، ۱۳۔ ④ الأنعام: ۶، ۸۸۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٤﴾

”اور (اے محمد ﷺ!) تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف، جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں، یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم زیاں کاروں میں ہو جاؤ گے۔“

مشرک کبیرہ گناہ کا مرتکب

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ کبیرہ گناہوں کو شمار فرمایا اور ذکر کیا:

((الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ)) ﴿٢﴾

”اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بھی شرک ہے۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے انہوں نے دریافت کیا:

اے اللہ کے رسول! اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلْقَكَ)) ﴿٣﴾

”یہ کہ تم اللہ کے لیے شریک بناؤ، حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔“

مشرک ابدی جہنمی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلَّهِ نِدًّا أَدْخَلَ النَّارَ)) ﴿٤﴾

”جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا، وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔“

((إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ)) ﴿٥﴾

”جو لوگ کافر ہیں (یعنی) اہل کتاب اور مشرک، وہ دوزخ کی آگ میں پڑیں

① الزمر ۳۹: ۶۵۔ ② صحیح البخاری: ۵۶۳۱؛ صحیح مسلم: ۸۷۔

③ صحیح البخاری: ۴۴۷۷؛ سنن ابی داؤد: ۱۹۶۶۔

④ صحیح بخاری، الأيمان والنذور: ۶۶۸۳۔ ⑤ البينة ۹۸: ۶۔

گے (اور) ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ لوگ سب مخلوق سے بدتر ہیں۔“  
 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 ((مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)) ①  
 ”جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک کرتا تھا، تو وہ دوزخ  
 میں جائے گا۔“

### شرک ہلاکت خیز عمل

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سات ہلاک کر  
 دینے والی اشیاء سے بچو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: وہ کونسی ہیں، اے اللہ کے  
 رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا

((الشِّرْكَ بِاللَّهِ

جا دو کرنا

وَالسَّحْرُ

نا جائز کسی کو قتل کرنا

وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

سو دکھانا

وَأَكْلُ الرِّبَا

یتیم کے مال کو کھانا

وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ

جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا

وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الْزَحْفِ

وَقَذْفِ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ))

نیک پاک دامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔“ ②

### مشرک کی شفاعت نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے  
 فرمایا: ”ہر نبی کے لیے ایک ایسی دعا ہے، جو ضرور قبول کی جاتی ہے، تمام انبیاء علیہم السلام نے وہ  
 دعا (دنیا میں ہی) مانگ لی، لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے

① صحیح مسلم، الإیمان، باب من مات لا یشرک باللہ شینا دخل الجنة: ۹۳۔

② صحیح بخاری، الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ

ظُلْمًا﴾..... الخ: ۲۷۶۶-۵۷۶۴۔  
 محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لیے محفوظ کر رکھی ہے۔“

((فَهِيَ نَائِلَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا))<sup>①</sup>

”میری شفاعت ان شاء اللہ ہر اس شخص کو نصیب ہوگی، جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔“

شرک کی ایک قسم تعویذ

ہمارے معاشرے کے اندر جس طرح شرک کی دیگر صورتیں عام ہیں، بالکل ایسے ہی ہمارے معاشرے میں شرک کی ایک قسم تعویذ وغیرہ بھی ہے، جب کہ تعویذ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ))<sup>②</sup>

”جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔“

اب اس حدیث میں بھی اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ تعویذ لٹکانا شرک ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی لوگ اس سنگین جرم سے باز نہیں آتے اور اپنی طرف سے حیلے و بہانے بناتے ہیں۔

یہی نہیں کہ نبی ﷺ نے اسے شرک کہا ہو بلکہ اس شخص کے لیے بددعا بھی کی ہے جو تعویذ لٹکاتا ہو، چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيْمَةً فَلَا اَتَمَّ اللّٰهُ لَهٗ))<sup>③</sup>

”جس نے تعویذ لٹکایا اللہ اس کی مراد کبھی بھی پوری نہ کرے۔“

ہمارا بھروسہ تو کھل اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے، وہی ہمارا اوکیل ہے۔ اگر ہم ایک کاغذ کے پرزے یادھاگے کے بارے میں سمجھیں گے کہ یہ ہمیں شفا دے گا، تو اس کا مطلب ہے کہ

① صحیح مسلم، الإیمان، باب اختباء النبی ﷺ دعوة الشفاعة لأمتہ: ۱۹۹، سنن ترمذی: ۳۶۰۲۔ ② مسند أحمد: ۱۵۶/۴؛ حاکم: ۲۱۹/۴؛ السلسلة الأحادیث الصحیحة: ۴۹۲۔

③ مسند أحمد: ۱۵۰/۴؛ المستدرک للحاکم: ۲۱/۴۔

ہمارا توکل اللہ پر نہیں، بلکہ اس دھاگے یا پرزے پر ہے۔ جس طرح کوئی اللہ کی عبادت کرے اور ساتھ شرک بھی کرے، تو اللہ تعالیٰ پھر اس کی عبادت کو بھی قبول نہیں کرتا، اسی طرح حدیث میں ہے:

① ((مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وَمَكَلَ إِلَيْهِ))

”جس نے کوئی بھی چیز لٹکائی اسے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔“

اگر ہم تعویذ لٹکالیں تو اس حدیث کی رو سے اللہ کی حفاظت ختم اور تعویذ کی شروع ہو جاتی ہے، اور تعویذ کبھی بھی ہماری حفاظت نہیں کر سکتا۔ اگر ہم نے تعویذ لٹکالیا تو ہم مشرک کہلا سکتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک بیمار کے پاس گئے، اس کے بازو پر دھاگہ دیکھا تو اسے کاٹ کر پھینک دیا اور قرآن کی یہ آیت پڑھی:

② ((وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ))

”اللہ پر بہت سے ایمان لانے والے لوگ شرک بھی کرتے ہیں۔“

تعویذ پہنے مرنے والے کا حشر

اسی طرح اگر کوئی شخص تعویذ پہنے ہوئے مر گیا، تو اس کی نجات نہیں ہوگی، جیسا کہ حدیث

میں ہے:

رَأَى رَجُلًا فِي يَدِهِ حَلَقَةٌ مِنْ صُفْرِ فَقَالَ: ((مَا هَذِهِ؟)) قَالَ مِنَ الْوَاهِنَةِ فَقَالَ: ((أَنْزِعْهَا فَإِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْنًا فَإِنَّكَ لَوَمْتَّ وَحِيَّ عَلَيْكَ مَا أَفْلَحْتَ أَبَدًا)) ③

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں تانبے کا چھلہ دیکھا، تو فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ آدمی نے جواب دیا، یہ بیماری کی وجہ سے رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

① مسند أحمد: ۲۰۱/۴؛ المستدرک للحاکم: ۲۱۶/۴؛ سنن ترمذی: ۲۰۷۲۔

② یوسف ۱۲: ۱۰۶۔ ③ مسند أحمد: ۴/۴۴۵؛ سنن ابن ماجہ: ۳۵۳۱؛ المستدرک للحاکم: ۲۱۶۔ شیخ الالبانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے، جبکہ نواد عبدالباقی تعلق میں لکھتے ہیں و فی الزوائد اسنادہ حسن لأن مبارک هذا هو ابن فضالہ۔

فرمایا: ”اے نکال دو، کیونکہ یہ بیماری کو زیادہ ہی کرے گا اور اگر تم اسے پہنے پہنے مر گئے، تو کبھی بھی فلاح نہیں پاسکو گے۔“

لہذا اس حدیث کی رو سے کوئی بھی شخص اس حالت میں مرا کہ اس کے ہاتھ یا گلے میں کڑا چھلایا تعویذ یا کوئی بھی جو اس نیت سے پہنی ہو کہ یہ مجھے فائدہ دے گی، تو اس کی نجات نہیں۔

نبی ﷺ کا تعویذ کی کراہت کرنا

نبی ﷺ تو تعویذ سے اتنی کراہت کرتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس دس آدمیوں پر مشتمل ایک جماعت آئی، جن میں سے نو آدمیوں سے آپ نے بیعت لی اور ایک آدمی کو چھوڑ دیا۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے نو آدمیوں سے بیعت لے لی اور ایک آدمی کو چھوڑ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ عَلَيْهِ تَمِيمَةً))<sup>①</sup>

”اس لیے کہ اس کے جسم پر تعویذ ہے۔“

جانوروں کے گلے میں بھی تعویذ نہ لٹکانا

نبی ﷺ خود تو تعویذ لٹکانا در کنار دوسروں کے گلے میں بھی اسے برداشت نہیں کر سکتے تھے، یہاں تک کہ جانوروں کے گلے میں بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ صحیح حدیث میں ہے:

حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، تو آپ نے قاصد بھیج کر لوگوں کو حکم فرمایا:

((لَا يُبْقَيْنَ فِي رِقَبَةِ بَعِيرٍ فَلَادَةً مِنْ وَكْرٍ أَوْ فَلَادَةً إِلَّا قَطَعَتْ))<sup>②</sup>

”کسی بھی اونٹ کی گردن میں تانت کی مالا یا کوئی بھی مالانہ رہے بلکہ کاٹ دی

جائے۔“

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعویذ کی کراہت کرنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی

① مسند احمد: ۱۶۴۲۲۔ ② صحیح بخاری، الجهاد والسير: ۳۰۰۵۔

ہیں کہ عبد اللہ جب گھر آتے تو دروازے پر پہنچ کر کھٹکھارتے تاکہ اچانک ہم میں کوئی ایسی چیز نہ دیکھ لیں، جو انہیں ناپسند ہو۔ کہتی ہیں: ایک دن وہ آئے اور حسب عادت آواز نکالی، اس وقت میرے پاس ایک بوڑھی عورت تھی، جو مجھے حمرہ (بیماری) کی وجہ سے جھاڑ پھونک کر رہی تھی۔ میں نے اس عورت کو چار پائی کے نیچے چھپا دیا۔ عبد اللہ میرے پاس آئے اور میری جانب بیٹھ گئے۔ انہوں نے میرے گلے میں ایک دھاگہ دیکھا۔ پوچھا: یہ کیسا دھاگہ ہے؟ میں نے کہا: یہ دھاگہ ہے جس میں میرے لیے وسم (دم وغیرہ) کیا گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں: یہ سن کر عبد اللہ نے اسے پکڑ کر کاٹ دیا اور کہا: بیشک عبد اللہ کا خاندان شرک سے بے نیاز ہے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، آپ فرما رہے تھے:

((إِنَّ الرُّقِيَّ وَالتَّمَائِمَ وَالتَّوَلَةَ شِرْكًا))<sup>①</sup>

”جھاڑ پھونک، تعویذ اور محبت کا منتر یہ سب شرک ہیں۔“

غرض آپ جتنی بھی احادیث اٹھا کر دیکھ لیں، جس صحابی نے بھی تعویذ یا دھاگے کو دیکھا اسے شرک ہی سمجھا اور شرک ہی بولا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں: (اعوذ باللہ) ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی۔“ اب اگر کوئی اللہ کے سوا کسی اور کی پناہ شروع کر دے۔ جیسا کہ حدیث کے اندر آتا ہے۔

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ))<sup>②</sup>

”جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔“

اب اللہ کو غیر اللہ کی قسم اٹھانا گوارہ نہیں، پھر غیر اللہ کی پناہ کیسے گوارہ ہو سکتی ہے۔ کائنات کا خالق ایک اللہ ہے۔ اس کے سوا جو کچھ بھی ہے، وہ اس کا غیر، یعنی غیر اللہ ہے۔ اب ایک تعویذ بھی غیر اللہ ہے، خواہ اس کے اندر قرآنی آیات ہی کیوں نہ لکھی ہوں۔

بلکہ قرآنی تعویذ سے قرآن کی جس قدر توہین ہے، عام انسان سوچ بھی نہیں سکتا، مثلاً: تعویذ کے اندر قرآن کی آیات ہیں اور انسان ٹائلٹ جاتا ہے۔ کیا ہم یہ برداشت کر سکتے ہیں

① مسند أحمد: ۱/ ۳۸۱ (۳۶۱۵)؛ حاکم: ۴/ ۲۱۷؛ صحیح ابن ماجہ: ۲/ ۲۶۹۔

② مسند أحمد: ۲/ ۳۴؛ المستدرک للحاکم: ۱/ ۱۸؛ سنن ترمذی: ۱۵۹۰؛ ارواء

کہ قرآن کو کوئی لیٹرین میں لے کر جائے؟ پھر تعویذ کے لیے یہ رخصت کیوں؟ بلکہ بعض نام نہاد ملاں تو یہ فتویٰ تک دے دیتے ہیں کہ قرآنی آیات موم جاے: ر لپٹی ہوں تو کوئی بات نہیں۔ کاش کافروں پر قرآن کریم کی بے حرمتی پر چلانے والے اپنے کریبان میں بھی ایک نگاہ ڈال لیتے۔ چند نکلوں کی خاطر ان لوگوں نے قرآن کریم کا کیا حشر کیا ہے۔

جس طرح ڈاکٹروں نے دوائیاں بنائی ہوئی ہیں، اسی طرح ان پیروں نے تعویذ بنائے ہوئے ہیں۔ سردرد کے لیے پیناڈول ہے۔ اب کوئی شخص ڈاکٹر سے پیناڈول لے کر اسے گلے میں لٹکالے کیا اسے شفا ہو جائے گی؟ جب تک دوائی کھانہ لیں، شفا نہیں ہوگی، اسی طرح جب تک قرآن پڑھیں گے نہیں شفا نہیں ہوگی۔ ان ملاؤں نے ہر سورت کے اپنی طرف سے علیحدہ خواص لکھے ہیں، کس کس سورت کو کہاں کہاں باندھنا ہے اور کونسی بیماری کے لیے کونسی سورت لکھنی اور باندھنی ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ جو کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، فرماتے ہیں: (وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم) ہر طرح کے تعویذ کو مکروہ جانتے تھے، خواہ قرآن سے ہوں یا غیر قرآن سے۔ ①

مگر یہاں تو شاید ہی کوئی فرقہ ایسا ہو، جس میں تعویذ گنڈے نہ ہوں، اور صرف یہی نہیں کہ تعویذ گنڈے ہی کو جائز قرار دے رہے ہیں، بلکہ ایسے ایسے مسائل بھی بیان کیے جاتے ہیں جنہیں سن کر ہی انسان دنگ رہ جاتا ہے۔

کسی بھی فقہ کی کتاب میں کسی بھی امام کے اقوال میں آپ کو تعویذات کی یہ شکلیں نہیں ملیں گی، چند ضعیف اور جھوٹی روایات کا سہارا لے کر مختلف فرقوں کے لوگوں نے اپنی دوکانیں سجالیں اور جب معقول آمدنی شروع ہوگئی، تو پھر اسے شرک یا حرام کہنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرنے لگے، کیا کسی ایک صحابی نے بھی تعویذوں کی دوکان کھولی تھی، یہ سارا ہندسوں کا علم بعد کی پیداوار ہے۔ آپ اللہ کا نام چاہے فارسی میں لکھیں، چاہے انگریزی میں، چاہے لاطینی میں، چاہے عبرانی میں مگر اسے آپ ٹائلٹ میں لے کر نہیں جاسکتے۔ آخر یہ ہندسوں کا علم کونسا

ہے، کہ اللہ کا نام بھی لکھا آپکے پاس لکھا ہوا ہو اور آپ ٹائلٹ میں بھی چلے جائیں، پھر اللہ کا نام کپڑے میں لپیٹیں یا چمڑے میں یا موم جاے میں، اگر ٹائلٹ میں لے کر چلے گئے، تو یہ قرآن مجید کی توہین ہے ہمیں اس توہین سے بھی بچنا چاہیے اور اس شرک سے بھی۔

اللہ پر توکل کرنے والے

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ أَمَقَى سَبْعُونَ أَلْفًا بِلًا حِسَابٍ، هُمْ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ))<sup>①</sup>

”میری امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے، جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور نہ فال نکالتے ہیں اور صرف اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔“

لہذا ہمارا توکل بھی صرف اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے، اس کے علاوہ کوئی بھی ہمیں نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

معلوم ہوا تعویذ ناجائز، حرام اور شرک ہے، اس سے بچنا چاہیے۔ اس کے مقابل رسول اللہ ﷺ نے دم کی اجازت اور رخصت دی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ بھی دوسروں کو دم کیا کرتے تھے۔ ہمیں ایسے دم جو شرک سے پاک ہوں، انہیں سیکھ کر دوسروں کو کرنا چاہیے۔ ان شاء اللہ اس سے دوسروں کو شفا اور نفع ہوگا۔

غیر شرکیہ دم

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں کچھ دم کیا کرتے تھے، ہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اپنے دم میرے سامنے پیش کرو۔ غیر شرکیہ دم میں کوئی حرج نہیں۔“<sup>②</sup>

① صحیح بخاری، الطب باب من اکتوی اوکوی غیرہ: ۵۷۰۵۔

② صحیح مسلم، الادب، باب لا باس بالرقی ما لم یکن فی شرک: ۲۲۰۰۔

## نظر بد کا دم

رسول اللہ ﷺ نے دم کرنے کی رخصت عنایت فرمائی۔ نظر بد لگ جانے میں، ڈنک میں اور نملہ یعنی پہلی میں دانے اور پھنسیاں نکلنے کی صورت میں۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اللّٰهُ يَشْفِيْكَ))<sup>①</sup>

”اللہ کے نام کے ساتھ میں دم کرتا ہوں، ہر چیز سے جو تکلیف دے تجھ کو اور ہر نفس کے شر سے یا حاسد کی نظر بد سے، اللہ آپ کو شفا دے۔“

## بچھو کے کاٹنے کا دم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دم کرنے سے منع فرما دیا، تو عمرو بن حزم کے خاندان والے آپ ﷺ کے پاس آئے، تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس ایک (منتر) دم ہے، جس کے ذریعے ہم بچھو کے ڈسنے کا علاج کرتے ہیں، لیکن اب آپ ﷺ نے دم ناجائز قرار دے دیا ہے (اس کے بعد) انہوں نے اپنا دم آپ ﷺ کو پڑھ کر سنایا تو آپ نے فرمایا: ”میں اس دم میں کوئی برائی (شرک) نہیں دیکھتا، پس تم میں سے جو اپنے بھائی کو نفع پہنچانا چاہے، تو اسے چاہیے کہ ضرور نفع پہنچائے۔“<sup>②</sup>

## جنات سے بچاؤ کا دم

آیۃ الکرسی پڑھنے والا بندہ جنات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔<sup>③</sup>

﴿ اِنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۗ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۗ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِى يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۗ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَّلَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ ۗ وَسِعَ كُرْسِيُّهٗ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۗ وَّلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهٗمَا ۗ وَ هُوَ الْعَلِيُّ ۗ﴾

① صحیح مسلم، الادب، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة: ۲۱۹۶۔ ② صحیح مسلم، الادب، باب استحباب الرقية.....: ۲۱۹۹۔ ③ صحیح الترغیب: ۱/ ۲۷۳۔

### الْعَظِيمُ ﴿١﴾

”اللہ (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ زندہ ہے، ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے؟ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے، وہ اسے جانتا ہے اور وہ (لوگ) اس کے علم میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے، ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اس قدر معلوم کر دیتا ہے) اس کی کرسی آسمانوں اور زمین سے زیادہ وسیع ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں، وہ بڑا عالی اور جلیل القدر ہے۔“

زہریلے جانور کے زہر سے بچاؤ کے لیے دم مندرجہ ذیل تین دفعہ دعا پڑھنے والے کو زہریلے جانور کا ڈنک نقصان نہیں دے گا۔

((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) ﴿٢﴾

”میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔“

مشکل کام کی آسانی کے لیے دعا

((اللَّهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ إِذَا شِئْتَ سَهْلًا)) ﴿٣﴾

”اے اللہ! کوئی کام آسان نہیں ہے، مگر جسے تو آسان کر دے اور تو جب چاہتا ہے، تو مشکل کو آسان کر دیتا ہے۔“

سانپ کے ڈسنے پر دم

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے سفر کی حالت میں

① البقرة: ۲۰۵-۲۰۶ سنن ترمذی: ۳/ ۱۸۷، ح (۱) ۳۶۰۴۔

② صحیح ابن حبان: ۲۴۲۷۔

ایک بستی کے سردار کو جسے سانپ نے ڈسا تھا، سورہ فاتحہ سے دم کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔ ①

### سورہ فاتحہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝ غَیْرِ الْمَغضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝ آمین۔ ②

”شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے، جو تمام مخلوقات کا رب ہے، بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، انصاف کے دن کا حاکم ہے، اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے رستے پر چلا، ان لوگوں کے رستے پر جن پر تو اپنا فضل اور کرم کرتا رہا ہے، نہ ان کے جن پر غصے ہوتا رہا ہے اور نہ گمراہوں کے۔“

### بچھو کے کاٹنے پر دم

نبی کریم ﷺ کو نماز کے دوران میں بچھو نے کاٹا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کہا: ”بچھو پر اللہ کی مار پڑے کہ وہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ غیر کو۔“ پھر آپ ﷺ نے پانی اور نمک منگوایا اور اس مقام پر جہاں بچھو نے کاٹا تھا، ڈالنے لگے اور سورہ ((قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ)) پڑھ کر دم کرنے لگے۔ ③

### سورۃ الاخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ

① صحیح بخاری: ۵۰۰۷/۹۔ ② الفاتحہ: ۱-۱۔۷۔

③ سنن ابن ماجہ: ۱۲۴۶؛ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۵۴۳/۲۲۔

يَلِدُهَا وَلَمْ يُولَدِ ۗ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ ﴿٤٠﴾  
 ”شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، کہہ دو کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا، اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے۔“

## سورة الفلق

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝﴾

”اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، جو رحمان و رحیم ہے۔ کہہ دیجئے میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر مخلوق کی تکلیف سے اور اندھیرے کی آفت سے جب وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونکنے والی جادوگریوں کی شرارت سے اور حاسد کی شرارت سے، جب وہ حسد کرے۔“

## سورة الناس

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ إِلَهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝﴾

”اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمان و رحیم ہے۔ کہہ دیجئے میں لوگوں کے پروردگار، لوگوں کے بادشاہ، لوگوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں، دوسے ڈالنے، پیچھے ہٹ جانے والے کی شرارت سے جو لوگوں کے سینوں میں دوسے ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں سے۔“

## بیمار آدمی کے لیے دم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس بیماری میں، جس میں آپ فوت ہوئے، آپ ﷺ نے اپنے آپ کو معوذتین پڑھ کر یعنی سورة الفلق اور سورة الناس پڑھ کر دم کرتے پھر محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں آپ ﷺ کو انہیں (سورتوں) کے ساتھ دم کرتی۔ ①

جادو کی دوری کے لیے دم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ (جادو کے اثر سے) جب بیمار ہوئے، تو معوذات (سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر اپنے آپ کو دم کیا کرتے اور اپنا ہاتھ مبارک جسم پر پھیرے۔ ②

① صحیح بخاری: ۵۰۱۶۔ ② صحیح بخاری: ۵۰۱۶۔

## حق کیا ہے؟ اور اسے قبول نہ کرنے کی وجوہات

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَيْنَا مِنْ رَبِّهِمْ ۖ كَفَرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۖ ذَٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا النَّبَاطِلَ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ ۖ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ۗ﴾ ①

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اور اس پر ایمان لائے، جو محمد پر نازل کیا گیا اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اس نے ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا۔ یہ اس لیے کہ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، انہوں نے باطل کی پیروی کی اور بے شک جو لوگ ایمان لائے وہ اپنے رب کی طرف سے حق کے پیچھے چلے۔ اسی طرح اللہ لوگوں کے لیے ان کے حالات بیان کرتا ہے۔“

### تمہیدی کلمات

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ حق وہ ہے، جو اس ذات نے خود نازل کیا ہے اور اس شخصیت کی بھی وضاحت فرمادی ہے کہ محمد ﷺ پر نازل ہونے والا علم حق ہے۔ اس کے سوا کسی کی بھی زبان کی گارنٹی نہیں ہے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ حق اس قدر واضح اور روشن ہے کہ جس طرح دن کا تابناک سورج۔ یہ انسان کی سب سے بڑی بد نصیبی ہے کہ حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اسے قبول نہ کرے۔ جو لوگ حق کو ٹھکراتے ہیں، ان کے سامنے کئی ایک چیزیں ہوتی ہیں۔ آج کے خطبہ میں ہم حق کیا ہے اور اسے قبول کرنے میں جو چیزیں انسان کے آڑے آتی ہیں، ان کا ذکر کریں گے۔

اللہ کی نازل کردہ وحی ہی حق ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ امْنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُنُؤِمُنْ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا وَيُكْفَرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ إِنَّ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ ط قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٥﴾﴾ ①

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے، اس پر ایمان لاؤ، جو اللہ نے نازل فرمایا ہے، تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں، جو ہم پر نازل کیا گیا اور جو اس کے علاوہ ہے، اسے وہ نہیں مانتے، حالانکہ وہی حق ہے، اس کی تصدیق کرنے والا ہے، جو ان کے پاس ہے۔ کہہ دے پھر اس سے پہلے تم اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کیا کرتے تھے، اگر تم مومن تھے؟“

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ط وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِبِينَ خَصِيمًا ﴿٢﴾﴾ ②

”بے شک ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی، تاکہ تو لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرے، جو اللہ نے تجھے دکھایا ہے اور تو خیانت کرنے والوں کی خاطر جھگڑنے والا نہ بن۔“

اللہ نے قرآن اور حدیث کو نازل فرمایا ہے:

﴿وَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿٣﴾﴾ ③

”اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور تجھے وہ کچھ سکھایا، جو تو نہیں جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر ہمیشہ سے بہت بڑا ہے۔“

حکمت سے مراد حدیث ہے، جیسا کہ سورہ احزاب میں اس کی مزید وضاحت ملتی ہے:

﴿وَإِذْ كُنَّا مَا يَنْشَلِي فِي بَيْوتِكُمْ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنْ اللَّهُ كَانَ لَطِيفًا

## حَدِيثًا ①

”اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انہیں یاد کرو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے نہایت باریک بین، پوری خبر رکھنے والا ہے۔“

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد سنت ہے۔ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں یہی معنی ذکر کیا ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ سنت اور حدیث ایک ہی چیز ہے۔

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ مصر کے عالموں میں سے ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس حدیث میں شریک ہوتے ہیں، وہاں ایک شخص امام صاحب سے سوال کرتا ہے کہ وضو کے دوران پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے، تو امام صاحب فرمانے لگے، یہ لوگوں پر ضروری نہیں ہے۔ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی بات نہ کی حتیٰ کہ جب لوگ تھوڑے ہو گئے، تو میں قریب ہوا اور کہا:

عِنْدَنَا فِي ذَلِكَ سُنَّةٌ.

”ہمارے پاس اس بارے میں سنت موجود ہے۔“

پوچھنے لگے کیا ہے، میں نے اپنے استاذ لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کردہ حدیث سنادی۔ امام لیث رحمۃ اللہ علیہ بھی مصر کے کبار محدثین میں سے ہیں۔ ساری سند سمیت وہ حدیث سنادی، جس میں بیان کرنے والے صحابی مستورد بن شداد قرشی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذُلُّكَ بِخِنْصَرِهِ مَا بَيْنَ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ.

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی چھگی یعنی چھوٹی انگلی کے ساتھ پاؤں کی انگلیوں کا درمیانی حصہ ملتے تھے۔“

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر فرمانے لگے:

إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ حَسَنٌ.

”یہ حدیث اچھی ہے۔“

جو میں نے اس سے قبل نہیں سنی پھر اس کے بعد جب بھی امام صاحب سے پاؤں کی انگلیوں میں خمال کے بارے میں پوچھا جاتا، تو خمال کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔<sup>①</sup>  
ابن وہب رضی اللہ عنہ نے سنت کا لفظ بولا اسی پر امام مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث کا لفظ بولا ہے پتہ چلا کہ حدیث اور سنت ایک چیز ہے۔

اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ حدیث اور قرآن دونوں منزل من اللہ ہیں اور سنت اور حدیث دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

انہی کا اتباع کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، جو اس نے اپنے پیارے پیغمبر پر نازل فرمایا ہے:

﴿اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ - قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾<sup>②</sup>

”اس کے پیچھے چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور اس کے سوا اور دوستوں کے پیچھے مت چلو۔ بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔“

پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جو نکلے وہ حق ہے

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرِيدُ حِفْظَهُ، فَهَتَّنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا:

”میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو باتیں سنا کرتا تھا انہیں لکھا کرتا تھا، یاد کرنے لیے۔ لیکن مجھے قریش نے منع کیا اور کہنے لگے کہ

أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ

① صفة صلاة النبي للالباني: ٤٩۔ ② الاعراف ٧: ٣۔

بَشْرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ، وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ،  
فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَالَ:  
(«اَكْتُبْ قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ»)<sup>①</sup>

”تم حضور ﷺ کی ہر بات کو جو سنتے ہو، لکھ لیا کرتے ہو، حالانکہ حضور اکرم ﷺ بشر ہیں (اور بشری تقاضے کی وجہ سے آپ کو غصہ بھی آتا ہے، خوشی کی حالت بھی ہوتی ہے) اور آپ کبھی غصہ میں اور کبھی خوشی کی حالت میں گفتگو کرتے ہیں، لہذا میں نے کتابت سے ہاتھ روک لیا اور اس کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ سے کیا، حضور نے اپنی انگلیوں سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ لکھا کرو، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اس منہ سے سوائے حق بات کے اور کچھ نہیں نکلتی۔“

### معیار حق

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

(«تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ، كُنْ تَضِلُّوْا مَا تَسَسَكْتُمُ بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ  
وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ»)<sup>②</sup>

”میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے  
تھامے رکھو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی  
سنت۔“

ایک اور حدیث میں ہے۔ عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:  
وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُمُيُونُ، وَوَجِلَتْ  
مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذِهِ لَمَوْعِظَةٌ مُوَدَّعٌ،  
فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ قَالَ: ((قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لِيُبَيِّنَ لَيْلَهَا

① سنن ابی داود، العلم، باب فی کتاب العلم: ۳۶۶۶، صحیح۔

② الموطا، القدر، باب النهی عن القول بالقدر۔

كُنْهَارِهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ، مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ، وَعَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْأَنْفِ، حَيْثُمَا قَبِدَ انْقَادًا» ❶

جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وعظ فرمایا: جس سے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور دل کانپ اٹھے، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے، آپ ہم سے کسی چیز کا عہد لے لیں، آپ نے فرمایا: ”میں تم کو ایسی صاف ہموار زمین پر چھوڑے جا رہا ہوں، جس کے دن اور رات برابر ہیں، اس سے وہ بٹے گا، جو ہلاک ہونے والا ہوگا، جو تم میں سے زندہ رہے گا، وہ عنقریب شدید اختلاف دیکھے گا، تم پر میرا طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کا طریقہ لازم ہے اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا اور تم پر اطاعت امیر لازم ہے، خواہ وہ حبشی غلام ہو کیونکہ مومن نکیل ڈالے اونٹ کی طرح ہوتا ہے، جیسے چلایا جاتا ہے، اطاعت کرتا ہے۔“

جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے، وہی حق ہے، آپ کے علاوہ کوئی بھی ہو، اس کی بات حق نہیں ہو سکتی، حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات بھی حق نہیں، جب وہ قرآن و حدیث سے ہٹ کر بات کہیں، یا ایسے مسئلہ میں بات کریں، جس کا وجود نبی ﷺ کے دور میں تھا اور آپ نے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ ہاں اگر ایسا معاملہ ہے، جس کا وجود نبی ﷺ کے دور میں نہیں ملتا، تو پھر ایسی صورت میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی بات قابل حجت مانی جائے گی۔

خليفة اول ابو بكر رضي الله عنه كى بات

خليفة اول ابو بكر رضي الله عنه جو جنتی بھی ہیں، یا رغار بھی ہیں، انبیاء کے بعد سب سے افضل انسان ہیں، انہیں جنت کے تمام دروازوں سے آواز بھی دی جائے گی۔ یہ سب کچھ ہونے

❶ سنن ابن ماجہ، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين: ٤٣۔

کے باوجود ان کی بات قابل حجت نہیں، جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔

نبی ﷺ کی وفات کے بعد کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے اور طلیحہ بن خویلد اسدی کے ساتھ جا ملے تھے، جس نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ میلہ کذاب کی ہم سے جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی سرکوبی کے لیے عظیم کمانڈر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، جب طلیحہ اور اس کے ساتھیوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا، تو پھر صلح کے لیے وفد کی صورت میں کچھ لوگ بنو اسد اور بنو عطفان کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں تباہ کن جنگ اور رسوا کن صلح میں اختیار دیا۔ کہنے لگے یہ تباہ کن جنگ تو سمجھ گئے، لیکن یہ رسوا کن صلح کیا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نَنْزَعُ مِنْكُمْ الْحَلَقَةَ وَالْكِرَاعَ وَنَغْنَمُ مَا أَصَبْنَا مِنْكُمْ وَتَرُدُّونَ عَلَيْنَا مَا أَصَبْتُمْ مِنَّا وَتَدُونَ لَنَا قَتْلَانَا وَيَكُونُ قَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ فَعَرَضَ أَبُو بَكْرٍ مَا قَالَ عَلَى الْقَوْمِ.

”ہم تم سے کڑا اور کھری تک لے لیں گے، جو ہم نے تم سے چھینا ہے، وہ ہم بطور غنیمت رکھیں گے اور جو تم نے ہم سے چھینا ہے، وہ واپس کرو گے۔ اور تم ہمارے مقتولوں (شہداء) کا خون بہاؤ اور تمہارے مقتول جہنم میں جائیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو کہا وہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔“

فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ قَدْ رَأَيْتُ رَأْيَا وَسَنَشِيرُ عَلَيْكَ أَمَا مَا ذَكَرْتَ فَذَكَرَ الْحُكَمَاءُ الْأُولَى قَالَ فَنِعْمَ مَا ذَكَرْتَ وَأَمَا تَدُونَ قَتْلَانَا وَيَكُونُ قَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ فَإِنَّ قَتْلَانَا قَاتَلْتَ عَلَى أَمْرِ اللَّهِ وَأَجُوزُهَا عَلَى اللَّهِ لَيْسَتْ لَهَا دِيَاتٌ قَالَ فَتَتَابَعِ الْقَوْمُ عَلَى مَا قَالَ عُمَرُ. ①

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، مجھے بھی ایک رائے سوجھی ہے اور ہم آپ کے خلاف مشورہ لیں گے۔ آپ نے جو دو پہلے فیصلوں کا ذکر کیا ہے،

وہ تو آپ نے اچھا کیا ہے۔ باقی رہی بات کہ تم ہمارے مقتولوں کا خون بہا داکرو گے اور تمہارے مقتول جہنم میں جائیں گے۔ کہا: ہمارے مقتولوں نے اللہ کے حکم پر لڑائی لڑی ہے اور ان کا اجر بھی اللہ کے پاس ہے، ان کی دیات نہیں ہیں، تو قوم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی موافقت کی۔“

### خليفة ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات

سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شامی میرے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں پوچھتا ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جائز ہے۔ وہ شامی کہتا ہے کہ آپ کے باپ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا ہے، جواب میں کہتے ہیں:

أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِي نَهَى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، أَمَرَ  
أَبِي تَتَّبِعُ؟ أَمْ أَمَرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟، فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلْ أَمَرَ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. ①

”بتلاؤ اگر میرے باپ نے اس سے منع کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا ہے، میرے باپ کی ہم اتباع کریں گے، رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اتباع کریں گے؟ تو وہ شخص کہنے لگا، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی پیروی کریں گے۔“

حق کا دعویٰ کرنے والے بہت ہیں، لیکن یہ بات یاد رہے کہ حق ایک ہے، زیادہ نہیں ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا حق زیادہ ہوں اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز حق بھی ہو باطل بھی ہو، توحید بھی ہو شرک بھی ہو، سنت بھی ہو بدعت بھی ہو، حلال بھی ہو حرام بھی ہو، جائز بھی ہو ناجائز بھی ہو۔ حق وہی ہے جو اللہ نے وحی کے ذریعے قرآن اور حدیث کی صورت میں کائنات میں سے سب سے افضل انسان پر نازل فرمایا ہے اور اسی کا اتباع کرنے کا حکم دیا ہے۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَىٰ الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ  
يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا﴾ ②

”اور جب ان سے کہا جائے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے، اس کی طرف اور

① سنن ترمذی، الحج، باب ماجاء فی التمتع: ۸۲۴ ② النساء: ۴: ۶۱۔

رسول کی طرف آؤ، تو تو منافقوں کو دیکھے گا کہ تجھ سے منہ موڑ لیتے ہیں، صاف منہ موڑنا۔“

حق تسلیم نہ کرنے سے تہتر فرقے بنتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَإِنِّي بِنَبِيِّ إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً))  
قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي)) ①

”بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹے گی، ایک کے سوا سب آگ میں ہوں گے۔“ انہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے کہا: وہ کون ہیں، اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا: ”جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔“

الٹی راہ شیطان کی راہ ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَطًّا، ثُمَّ قَالَ: ((هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ))  
ثُمَّ خَطَّ خَطُّوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((هَذِهِ سُبُلٌ))  
قَالَ يَزِيدُ: مُتَفَرِّقَةٌ، عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ))  
ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَإِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ ②

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک کھیر کھینچی اور فرمایا: ”یہ اللہ کا راستہ ہے۔“ پھر اس کے دائیں بائیں کچھ اور کھیریں کھینچیں اور فرمایا: ”یہ مختلف راستے ہیں، جن میں سے ہر راستے پر شیطان بیٹھا ہے اور ان راستوں پر چلنے کی دعوت دے رہا ہے۔“ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ: ”یہ میرا

① سنن ترمذی، أبواب الإیمان ماجاء فی افتراق هذه الأمة: ۲۶۴۱، حسن۔

② الأنعام: ۶؛ مسند احمد: ۴۱۴۲، حسن۔

سیدھا راستہ ہے، سو اس کی پیروی کرو، دوسرے راستوں کے پیچھے نہ پڑو، ورنہ تم اللہ کے راستے سے بھٹک جاؤ گے۔“

حق چھپانے کی سزا

جس کو اللہ کی راہ، رسول کی راہ اور حق بات کا علم ہو جائے پھر اسے چھپاتا پھرے، تو اس کے لیے سخت وعید اور عذاب الیم ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۗ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١﴾﴾

”بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں، یقین مانو کہ یہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمِهِ عَلَيْهِ ثَمَرٌ كَتَمَهُ الْجَمَّةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلَجَائِمٍ مِنْ نَارٍ﴾ ②

”جس سے ایسے علم کی بابت پوچھا گیا، جو اس کے پاس ہے، پھر وہ اس کو چھپالے، تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔“

حق قبول نہ کرنے کی وجوہات

مکہ کے مشرکوں نے حق کو قبول کرنے کی بجائے ایک دفعہ یہ کہہ دیا:

﴿وَاذْكُرُوا لِلَّهِ إِن كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا

حِجَابًا مِّنَ السَّمَاءِ أَوْ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣﴾﴾

”اور وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ اے اللہ! اگر یہ واقعی حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب

① البقرة ۲: ۱۷۴۔ ② سنن ترمذی: ۲۶۴۹۔ ③ الانفال ۸: ۳۲۔

ہم پر لے آ۔“

لیکن اللہ نے محفوظ رکھا، (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے) مکہ کے جہلاء اور مشرکین کی طرح دنیا میں بہت سے لوگ حق کو جان کر قبول نہیں کرتے، کیوں؟ چند ایک وجوہات ہیں، ان کا آج مختصر ذکر کرتے ہیں۔

حکومت و سلطنت

اگر عہدہ ملے تو ساتھ ہیں، وگرنہ نہیں، اقتدار ملتا ہے، تو حق قبول کریں گے، وگرنہ نہیں۔ محرم سات ہجری کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمامہ کے سردار ہوذہ بن علی حنفی کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے خط تحریر کیا، تو اس نے یہی مطالبہ رکھا تھا۔ جو اب جو خط اس نے تحریر کیا اس کی عبارت یہ ہے:

مَا أَحْسَنَ مَا تَدْعُو إِلَيْهِ وَأَجْمَلَهُ، وَأَنَا شَاعِرٌ قَوْمِي وَخَطِيبُهُمْ،  
وَالْعَرَبُ تَهَابُ مَكَانِي، فَاجْعَلْ لِي بَعْضَ الْأَمْرِ أَتْبِعُكَ وَأَجَازَ  
سَلِيْطَ بَنِ عَمْرٍو بِجَائِزَةٍ وَكَسَاهُ أَثْوَابًا مِنْ نَسِجِ هَجَرَ فَقَدِمَ  
بِذَلِكَ كُلِّهِ عَلَى النَّبِيِّ - ﷺ - وَأَخْبَرَهُ عَنْهُ بِمَا قَالَ. وَقَرَأَ  
كِتَابَهُ وَقَالَ: ((لَوْ سَأَلَنِي سَيَابَةٌ مِنَ الْأَرْضِ مَا فَعَلْتُ. بَادَ وَبَادَ مَا  
فِي يَدَيْهِ)) فَلَئِمَّا انصَرَفَ مِنْ عَامِ الْفَتْحِ جَاءَهُ جَنْبَرِيْلُ فَأَخْبَرَهُ  
أَنَّهُ قَدْ مَاتَ. ①

”آپ جو دعوت پیش کرتے ہیں، وہ بہت عمدہ اور شاندار ہے، میں اپنی قوم کا شاعر اور خطیب ہوں، اور عرب مجھ سے مرعوب رہتے ہیں۔ میرے لیے زمام حکومت کا کچھ مقرر کر دیں، میں آپ کی اتباع کر لوں گا۔ اور اس نے سلیط بن عمرو کو انعام و اکرام سے نوازا اور ہجر علاقے کے بنے ہوئے کپڑے زیب تن کروائے۔ تو وہ سب لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا، اس کی خبر آپ کو دی اور اس کا خط پڑھ کر سنایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ مجھ

سے زمین کی ایک کچی کھجور کا بھی سوال کرتا، تو میں اسے نہ دیتا۔ وہ برباد ہو گیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا وہ بھی برباد ہو گیا۔ فتح مکہ کے سال جب واپس پلٹے، تو جبرائیل علیہ السلام نے آ کر خبر دی کہ وہ موت کا شکار ہو چکا ہے۔“

”کچھ بدنصیب وہ بھی ہوتے ہیں کہ جن کی حاکم وقت اور امام سے بیعت صرف دنیا کی خاطر ہوتی ہے، اگر انہیں دنیا مل جائے، تو وفاداری و گرنہ کسی عہد معاہدے اور بیعت کا کوئی پاس نہیں کرتے۔ ایسے بدنصیب جن کی بیعت کا مقصد صرف دنیا اکٹھی کرنا ہوتا ہے، ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے سخت وعید بیان فرمائی ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيقِي، يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنُ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا لَا يَبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفَى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفْ لَهُ، وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسَلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أَعْطَى بِهَا كَذَا وَكَذَا فَأَخَذَهَا)).<sup>①</sup>

”تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) گفتگو نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر اٹھائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زائد پانی ہو اور مسافروں کو نہ دے، دوسرا وہ شخص جو کسی سے بیعت صرف دنیا کی خاطر کرے، اگر وہ اس کی مرضی کے مطابق دیتا ہے، تو قائم رہتا ہے، ورنہ بیعت کو توڑ دیتا ہے، تیسرا وہ شخص جو کسی سے عصر کے بعد کسی سامان کا مول کرے اور اللہ کی جھوٹی قسم کھائے کہ اس کو یہ چیز اتنے اتنے دامنوں میں ملی ہے اور خریدار اس کو خرید لے۔“

حسد

حق قبول کرنے کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ حسد ہے، یہود کی اکثریت صرف اس

① صحیح بخاری، الشهادات، باب اليمين بعد العصر: ۲۶۷۲۔

لیے نبی ﷺ پر ایمان نہیں لائی تھی کہ آپ بنو اسحاق میں سے نہیں ہیں، آپ بنو اسماعیل میں سے ہیں، حالانکہ یہ لوگ مدینہ کے قرب و جوار میں صرف اس لیے آ کر آباد ہوئے تھے کہ یہاں آخری نبی آنے والا ہے، ہم اس نبی کی اتباع کریں گے اور اس کے ساتھ مل کر مشرکوں سے لڑیں گے۔

حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب بدر میں سے تھے، مروی ہے کہ بنو عبدالاشہل میں ہمارا ایک یہودی پڑوسی تھا، ایک دن وہ نبی ﷺ کی بعثت سے تھوڑا ہی عرصہ قبل اپنے گھر سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور بنو عبدالاشہل کی مجلس کے پاس پہنچ کر رک گیا، میں اس وقت نو عمر تھا، میں نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اور میں اپنے گھر کے صحن میں لیٹا ہوا تھا

فَذَكَرَ الْبَعْثَ وَالْقِيَامَةَ وَالْحِسَابَ، وَالْمِيزَانَ، وَالْجَنَّةَ، وَالنَّارَ  
فَقَالَ: ذَلِكَ لِقَوْمِ أَهْلِ شِرْكِكَ، أَصْحَابِ أَوْثَانٍ، لَا يَرَوْنَ أَنَّ  
بَعَثْنَا كَأَنَّ بَعْدَ الْمَوْتِ.

”وہ یہودی دوبارہ زندہ ہونے، قیامت، حساب و کتاب، میزان عمل اور جنت و جہنم کا تذکرہ کرنے لگا، یہ بات وہ ان مشرک اور بت پرست لوگوں سے کہہ رہا تھا، جن کی رائے میں مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں ہوتی تھی۔“

فَقَالُوا لَهُ: وَيَحْكُ يَا فُلَانُ تَرَى هَذَا كَأَيْنَا؟ إِنَّ النَّاسَ يُبْعَثُونَ  
بَعْدَ مَوْتِهِمْ إِلَى دَارٍ فِيهَا جَنَّةٌ، وَنَارٌ يُجْزَوْنَ فِيهَا بِأَعْمَالِهِمْ.

”اس لیے وہ اس سے کہنے لگے اے فلاں! تجھ پر افسوس ہے، کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ موت کے بعد لوگوں کو زندہ کیا جائے گا اور انہیں جنت و جہنم نامی جگہ منتقل کیا جائے گا، جہاں ان کے اعمال کا انہیں بدلہ دیا جائے گا۔“

اس نے جواب دیا کہ ہاں اس ذات کی قسم! جس کے نام کی قسم اٹھائی جاتی ہے، مجھے یہ بات پسند ہے کہ دنیا میں ایک بہت بڑا تور خوب دہکا یا جائے گا اور مجھے اس میں داخل کر کے اسے اوپر سے بند کر دیا جائے گا اور اس کے بدلے لکل کو جہنم کی آگ سے نجات دیدی جائے گی اور وہ لوگ کہنے لگے کہ اس کی علامت کیا ہے، اس نے جواب دیا کہ اس کی علامت

ایک نبی ہے، جو ان علاقوں سے مبعوث ہوگا، یہ کہہ کر اس نے مکہ مکرمہ یمن کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے پوچھا کہ وہ کب ظاہر ہوگا، اس یہودی نے مجھے دیکھا کیونکہ میں ان میں سب سے زیادہ چھوٹا تھا اور کہنے لگا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا، تو انہیں ضرور پالے گا۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ ابھی دن رات کا چکر ختم نہیں ہوا تھا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو مبعوث فرمادیا، وہ یہودی بھی اس وقت تک ہمارے درمیان زندہ تھا۔

فَأَمَّا بِهٖ وَكَفَرَ بِهٖ بَعِيْنَا وَحَسَدًا، فَقُلْنَا: وَيَلَّكَ يَا فَلَانُ أَلَسْتَ بِالَّذِي قُلْتَ: لَنَا فِيْهِ مَا قُلْتَ؟ قَالَ: بَلَىٰ. وَكَيْسَ بِهٖ. ①

”ہم تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے لیکن وہ سرکشی اور حسد کی وجہ سے کفر پر اڑا رہا، ہم نے اس سے کہا کہ فلاں! تجھ پر افسوس ہے، کیا تو وہی نہیں ہے، جس نے اس پیغمبر کے حوالے سے اتنی لمبی تقریر کی تھی، اس نے کہا: کیوں نہیں، لیکن میں ان پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ کیونکہ آپ بنو اسحاق سے نہیں تھے۔“

انہی بد نصیبوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۗ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهٖ ۗ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۴﴾ ②

”اور اب جو ایک کتاب اللہ کی طرف سے ان کے پاس آئی ہے، اس کے ساتھ ان کا کیا برتاؤ ہے؟ باوجودیکہ وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے، جو ان کے پاس پہلے سے موجود تھی، باوجودیکہ اس کی آمد سے پہلے وہ خود کفار کے مقابلے میں فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے، مگر جب وہ چیز آگئی، جسے وہ پہچان بھی گئے، تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ اللہ کی لعنت ان منکرین پر۔“

تکبر و انانیت

قبول حق کی راہ میں رکاوٹ تکبر و انانیت بھی ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
 ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ)) قَالَ  
 رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ نَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً،  
 قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبَرُ بَطْرُ الْحَقِّ، وَعَمَّطَ  
 النَّاسَ)) ①

”جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔“ اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ جمیل ہے اور جمال ہی کو پسند کرتا ہے، تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔“

جب کسی نام نہاد پڑھے لکھے کو قرآن و حدیث کی بات سمجھائی جاتی ہے، تو متکبرانہ انداز میں کہتا ہے کہ مجھے سب علم ہے کوئی اور بات کرو، مجھے یہ نہ سناؤ، پھر ان لوگوں کو جو منبر و مصلیٰ کے وارث ہوتے ہیں، انہیں حقیر سمجھتا ہے کہ انہیں دنیا کا کیا پتہ، دنیا میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ ایسے ہی ایک گروہ کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ  
 أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۗ﴾ ②

”اور جب ان سے کہا گیا کہ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں، اسی طرح تم بھی ایمان لاؤ، تو انہوں نے یہی جواب دیا، کیا ہم یہ تو قوفوں کی طرح ایمان لائیں؟ خبردار! حقیقت میں تو یہ خود یہ قوف ہیں، مگر یہ جانتے نہیں ہیں۔  
 نوح علیہ السلام نے جب سرداروں کو دعوت دی تو کہنے لگے:

﴿قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ۗ﴾ ③

① صحیح مسلم، الإیمان، باب تحریم الکبر و بیانہ: ۱۴۷ (۹۹۱)

② البقرة: ۲-۱۳۔ ③ الشعراء: ۲۶-۱۱۱۔

”انہوں نے جواب دیا، کیا ہم تجھے مان لیں، حالانکہ تیری پیروی رذیل ترین لوگوں نے اختیار کی ہے؟“

کچھ ایسے بھی بد نصیب ہوتے ہیں کہ جنہیں حق کی ہدایت کی وعاکے توفیق نہیں ہوتی، وہ اپنے لیے بد دعائیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔

نصر بن حارث بن کلدہ ملعون فارس کے ملک گیا، تو رستم و اسفند یار کے قصے یاد کر آیا تھا۔ یہاں حضور کو نبوت مل چکی تھی، آپ لوگوں کو کلام اللہ شریف سنا رہے ہوتے، جب آپ فارغ ہوتے تو یہ اپنی مجلس جماتا اور فارس کے قصے سنا تا، پھر فخر اُکھتا، کہو میرا بیان اچھا ہے یا محمد کا؟ یہ بدر کے دن قید ہو کر لایا گیا اور حضور کے فرمان سے آپ کے سامنے اس کی گردن ماری گئی۔ ①

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنی عبدالدار کے ایک شخص جس کا نام نصر بن کلدہ تھا، اس نے کہا:

اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً  
مِنَ السَّمَاءِ أَوْ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ. ②

”اے اللہ! اگر یہ تیری طرف سے حق ہے، تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برس، یا ہمیں دردناک عذاب سے دوچار کر دے۔“

جبلہ بن ایہم غسانی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جبلہ غسانی کی طرف لکھا کہ وہ اسلام قبول کر لے، اس نے جواب میں لکھا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ساتھ ہی حاضری کی اجازت مانگی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کا خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے، جب وہ ملاقات کے لیے آیا، تو بادشاہوں کی سی شان و شوکت کے ساتھ آیا، اور اپنے ساتھ اپنے خاندان کے ڈیڑھ سو کے قریب افراد لیتا آیا، انہیں مدینہ کے باہر پڑاؤ ڈالنے کا کہا۔ پھر اپنی شاہانہ حالت میں مدینہ داخل ہوا۔ ہر ایک

① تفسیر ابن کثیر سورہ انفال آیت: ۳۰، ۳۱۔ ② تفسیر طبری: ۵۰۶/۱۳۔

اسے غور سے دیکھ رہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مرحبا کہا، چند دن ٹھہراج کا موسم آیا، تو خلیفۃ المسلمین کے ساتھ حج کے لیے نکلا، اس دوران جب یہ طواف کر رہا تھا کہ بنو فزارہ کے ایک آدمی کا پاؤں اس کے لباس پر آ گیا، اس نے پیچھے مڑ کر ایک زوردار طمانچہ رسید کیا، جس سے اس فزاری آدمی کا ناک زخمی ہو گیا اور خون بہہ پڑا، مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، تو آپ نے فرمایا، یا تو اس کو قصاص دینا پڑے گا یا پھر اس آدمی کو خوش کر جیسے بھی کر سکتا ہے۔ کہنے لگا:

وکیف وأنا ملک وهو سوقة؟

”کیسے ہو سکتا ہے، میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک گھٹیا آدمی؟“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اسلام نے تم دونوں کو برابر کر دیا ہے، ہاں تقویٰ کی صورت میں تم اس سے بہتر ہو سکتے ہو، کہنے لگا میں تو سمجھتا تھا کہ میری اسلام میں عزت اس سے زیادہ ہوگی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، دیت دے یا اسے راضی کر لے، کہنے لگا میں عیسائی ہو جاؤں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تجھے اسلام چھوڑنے کی وجہ سے قتل کر دوں گا، دونوں گروہ حضرت عمر کے دروازے پر ہیں، یہ کہتا ہے کہ مجھے ایک رات سوچنے کی مہلت دے دیں، رات ہوئی تو یہ چھپ کر بھاگ نکلا اور دوبارہ عیسائیت کو قبول کر لیا۔<sup>①</sup>

اور انانیت کی وجہ سے اسلام جیسی عظیم نعمت سے محروم ہو گیا۔

آباء و اجداد

آباء و اجداد بھی حق کی راہ میں رکاوٹ ہیں، آدمی کہتا ہے، کیا انہیں حق کا پتہ نہیں چلا، یا وہ جاہل تھے، اس طرح کی باتیں کر کے ان کا دفاع کیا جاتا ہے اور ان کی اندھی تقلید کی جاتی ہے۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ

آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ﴾<sup>②</sup>

”اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے، اس کی پیروی کرو، تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اسی چیز کی پیروی کریں گے،

① تاریخ دمشق: ۷۲۳۲۔ ② البقرة: ۲: ۱۷۰۔

جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا، بھلا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں (تب بھی وہ انہیں کی تقلید کیے جائیں گے؟)“  
یہ باپ دادا، بڑے لوگوں اور مشائخ کی اندھی تقلید کا نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان کچھ اپنے بڑوں کے خلاف سننا نہیں چاہتا، چاہے اس کے سامنے دلائل و براہین کا ڈھیر لگا دیا جائے۔ پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حق سے آدمی محروم ہو جاتا ہے۔ یا بہت دیر تک حق پر نہیں آسکتا۔

ابن سعد رضی اللہ عنہ نے الطبقات میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کعب احبار جو کہ یہودی تھے، ان سے پوچھا:  
مَا مَنَعَكَ أَنْ تُسَلِّمَ عَلَيَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ حَتَّى أَسْلَمْتَ الْآنَ عَلَيَّ عَهْدِ عُمَرَ؟

”تمہیں نبی ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کس چیز نے اسلام قبول کرنے

سے روک رکھا کہ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمان ہو رہے ہو؟“

کہتے ہیں کہ میرے باپ، تابع جو یہود کا بڑا عالم تھا، نے تورات میں سے ایک کتاب لکھی اور مجھے کہا اس پر عمل کرنا، اور باقی تمام کتابوں کو باندھ کر رکھ دیا اور مجھے اپنے باپ ہونے کا واسطہ دے کر کہا کہ صرف اسی کتاب کو پڑھنا ہے۔ لیکن جب میں نے اسلام کو غالب ہوتے ہوئے دیکھا، تو میں نے کہا ممکن ہے میرے باپ نے کچھ علم چھپا دیا ہو، میں نے تورات کو دیکھا، تو اس میں محمد ﷺ اور ان کی امت کی تمام صفات موجود تھیں، تو میں اس میں دیکھ کر مسلمان ہو گیا ہوں۔ ❶

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”کیا آپ کو علم ہے کہ مومنوں میں سے سب زیادہ علم والا کون ہے؟“

قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: ((إِذَا اخْتَلَفُوا وَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَصَابِعِهِ أَبْصَرَهُمْ بِالْحَقِّ، وَإِنْ كَانَ فِي عَمَلِهِ تَقْصِيرٌ،

وَإِنْ كَانَ يَزْحَفُ عَلَى اسْتِهِ زَحْفًا)). وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ  
الْإِسْنَادِ ①

کہتے ہیں میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب مومنوں میں آپس میں اختلاف ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ اپنی انگلیوں میں تشبیک (ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں) دی، کہ ان میں حق کو جو زیادہ جاننے والا ہے۔ چاہے وہ عمل میں پیچھے ہو اگرچہ وہ اپنی سرین کے بل ریٹکتا ہو۔“

## بسم اللہ اور اس کے فوائد و برکات

تمہیدی کلمات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلَمُوا عَلَيَّ وَ  
أَتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ ﴾

ہر اچھے کام کی ابتداء بسم اللہ سے کرنی چاہیے، اگرچہ اس بارے میں موجود روایات سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں، لیکن قرآن کی آیات اور نبی ﷺ کے افعال اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ علامہ آلوسی نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ تمام انبیاء کرام ہر اچھے کام کی ابتداء بسم اللہ سے کیا کرتے تھے۔ نوح ﷺ کشتی میں سوار ہونے لگے تو اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا:

﴿ وَقَالَ اذْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِبَهَا وَمُزْسِمَهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ ﴾ ①

” (نوح نے) کہا کہ اللہ کا نام لے کر (کہ اسی کے ہاتھ میں) اس کا چلنا اور

ٹھہرنا (ہے) اس میں سوار ہو جاؤ، بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔“

جناب سلیمان ﷺ نے ہدہ کو گم پایا، تھوڑی دیر کے بعد ہدہ آ گیا، اس نے خبر دی کہ میں سبابتی سے آیا ہوں، وہاں میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ عورت ان پر حکمرانی کرتی ہے اور وہ سارے سورج کی پوجا کرتے ہیں، تو سلیمان ﷺ نے ہدہ کو ایک خط دے کر بھیجا ہے، جس میں اسے اسلام کی دعوت دی خط کا مضمون یہ تھا:

﴿ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلَمُوا عَلَيَّ وَ  
أَتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ ﴾ ②

”وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور مضمون یہ ہے کہ شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا

مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (بعد اس کے یہ) کہ مجھ سے سرکشی نہ کرو اور مطیع و

منقاد ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔“

ایک بنی اسرائیلی روایت امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں لکھی ہے: ایک دن عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ ایک قبر کے پاس سے گزرے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو منظر دکھایا کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے کچھ وقت کے بعد دوبارہ وہاں سے گزر ہوا، تو دیکھا کہ رحمت کے فرشتے نوریے کھڑے ہیں، تو عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے وہاں نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور دریافت کیا کہ اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے بتایا کہ یہ بندہ گناہ گار تھا، جب سے فوت ہوا ہے میرے عذاب میں مبتلا ہے۔ اس نے اپنے پیچھے اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑا، اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا، جب وہ تھوڑا سا بڑا ہوا، تو ماں نے بچہ معلم کے پاس بھیجا، معلم نے اسے پڑھایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ عَبْدِيْ اَنْ اُعَذَّبَهُ

بِنَارِيْ فِيْ بَطْنِ الْاَرْضِ وَوَلَدُهُ يَذْكُرُ اسْمِيْ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ ①

”اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، جو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ تو مجھے اپنے بندے سے حیا آئی کہ میں اسے زمین کے پیٹ میں آگ کے

عذاب سے دوچار کروں اور اس کا بیٹا روئے زمین پر میرا نام پکار رہا ہو۔“

نبی عَلَيْهِ السَّلَامُ اپنے خطوط اور معاهدات کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا کرتے تھے۔

نبی عَلَيْهِ السَّلَامُ نے دحیہ کلبی کو خط دے کر بادشاہ روم ہرقل کی طرف بھیجا، جب خط پہنچا، تو اس نے قریش کے تجارتی قافلے کو بلایا، جس میں ابوسفیان بھی تھے، نبی عَلَيْهِ السَّلَامُ کے بارے میں گفتگو ہوئی، ابوسفیان نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا، ہرقل کے سوالات کے جوابات صحیح صحیح دیے، جوابات لینے کے بعد ہرقل نے کہا: اگر میں وہاں ہوتا تو میں آپ کے قدم دھوتا، پھر اس نے آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ کا خط منگوا لیا۔ اس نے پڑھا، تو اس کے ابتدائی الفاظ کچھ اس طرح تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اِلٰی

هَرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّومِ: سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاِنِّيْ

اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ، اَسْلِمْتُ تَسْلَمًا، يُؤْتِكَ اللّٰهُ اُجْرَكَ

مَرَاتِنَ، فَإِنْ كَوَلَيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأُرْسِيَّتَيْنِ. ①

اللہ نہایت مہربان، رحم کرنے والے کے نام سے (یہ خط ہے) اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے بادشاہ روم ہرقل کی طرف، اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے، اس کے بعد واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ گے، تو (قہر الہی) سے بچ جاؤ گے اور اللہ تمہیں تمہارا دو گنا ثواب دے گا، اگر تم (میری دعوت سے) منہ پھیرو گے، تو بلاشبہ تم پر

(تمہاری) تمام رعیت (کے ایمان نہ لانے) کا گناہ ہوگا۔“

صلح حدیبیہ کے موقع پر مذاکرات کے لیے مشرکین کی طرف سے سہیل بن عمرو آیا، تو آپ ﷺ نے کاتب کو بلوایا اور فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتداء کرو، تو سہیل نے کہا: ہم رحمان کو نہیں جانتے، آپ باسْمِکَ اللّٰہِمْ لکھیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہی لکھنے کا حکم دیا۔ ②

تو اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مشرکین و کفار بھی کسی اچھے کام کی ابتداء اللہ کے نام سے کرنے کو اچھا سمجھتے تھے۔

بسم اللہ کی اہمیت

اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ سواری کا قدم پھسلا، تو میں نے کہا: شیطان کا ستیاناس ہو، تو آپ نے فرمایا:

((لَا تَقُلْ تَعَسَّ الشَّيْطَانُ، فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ تَعَاظَمَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الْبَيْتِ، وَيَقُولُ: بِقَوْلِي، وَلَكِنْ قُلْ: بِسْمِ اللَّهِ، فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ تَصَاغَرَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ)) ③

”یہ نہ کہو اس سے شیطان پھولتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا۔ ہاں بسم اللہ کہنے سے وہ کبھی کی طرح ذلیل و پست ہو جاتا ہے۔ ابن

① صحیح بخاری، بدء الوحی: ۷۔ ② صحیح بخاری: ۲۷۳۱۔

③ سنن ابی داؤد، الادب، باب لا یقال خبثت نفسی: ۴۹۸۲۔

مردو یہ بڑا اللہ نے اپنی تفسیر میں بھی اسے نقل کیا ہے اور صحابی کا نام اسامہ بن عمیر بتایا ہے، اس میں یہ لکھا ہے کہ بسم اللہ کہہ کر بسم اللہ کی برکت سے شیطان ذلیل ہوگا۔“

## بسم اللہ پڑھنے کے مواقع

وضو سے پہلے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعض صحابہ پانی کی تلاش میں تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مَاءٌ؟ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْمَاءِ وَيَقُولُ: تَوَضَّؤُوا بِسْمِ اللَّهِ)) فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ قَالَ ثَابِتٌ: قُلْتُ لِأَنْسٍ: كَمْ تَرَاهُمْ؟ قَالَ: نَحْوًا مِنْ سَبْعِينَ. ①

”کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ پس آپ نے (جو تھوڑا سا پانی ملا) اس میں اپنا ہاتھ رکھا، اور فرمایا، بسم اللہ پڑھ کر وضو شروع کرو۔“ انس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، آپ کی انگلیوں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا، حتیٰ کہ سب نے وضو کر لیا، ثابت کہتے ہیں اس دن تم کتنے لوگ تھے، تو انس نے بتلایا کہ تقریباً ۷۰ لوگ تھے۔

## بسم اللہ ہر سورت کے آغاز میں

بسم اللہ ہر سورت کے آغاز میں ایک مستقل آیت ہے، سوائے سورہ برات کے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ پر غفلت سی طاری ہوئی، پھر آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو کس بات سے ہنسی آرہی تھی، تو

① سنن نسائی، الطہارۃ، باب التسمیۃ عند الوضوء: ۷۸۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر ابھی ایک سورۃ نازل ہوئی ہے، پھر آپ نے تلاوت کی  
 ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّا اَعْطٰیْنٰكَ الْکُوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِربِّکَ وَ  
 اِنْحَر ۝ اِنْ شَاِئْتَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝﴾ ①

”اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، یقیناً ہم نے  
 تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے، پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ  
 اور قربانی کر، یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام و نشان ہے۔“

پھر فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے  
 ہیں، فرمایا: ”وہ ایک نہر ہے، مجھ سے میرے رب نے اس کا وعدہ کیا ہے، اس میں بہت سی  
 خوبیاں ہیں، وہ ایک حوض ہے، جس پر قیامت کے دن میری امت کے لوگ پانی پینے کے  
 لیے آئیں گے اور اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کی تعداد کے برابر ہے، ایک شخص کو وہاں  
 سے بٹا دیا جائے گا، میں عرض کروں گا یا اللہ! یہ میرا امتی ہے، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، کیا  
 آپ جانتے ہو کہ اس نے آپ کے بعد نبی باتیں گھڑی تھیں۔“ ②

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورتوں کی جدائی نہیں  
 جانتے تھے، جب تک آپ پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نازل نہیں ہوتی تھی۔ ③  
 توحیح مذہب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کہیں قرآن پاک میں یہ آیت شریفہ ہے،  
 وہاں مستقل آیت ہے۔ (واللہ اعلم)

نماز میں بسم اللہ با آواز بلند یا دبی آواز دونوں طرح سے پڑھنا درست ہے۔ حضرت  
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور قراءت میں اونچی آواز سے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ بھی  
 پڑھی اور فارغ ہونے کے بعد فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ④

- ① الكوثر: ۱-۳۔ ② صحيح مسلم، الصلاة، باب حجة من قال، البسمة آية من  
 اول كل سورة سوى براءة.....: ۸۹۴؛ سنن ابی داود: ۷۸۴؛ سنن نسائی: ۹۰۳۔  
 ③ سنن ابی داود، الصلاة، باب من جهر بها: ۷۸۸، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔  
 ④ سنن نسائی، الافتتاح، باب قراءة بسم اللہ الرحمن الرحیم: ۹۰۶؛ الحاکم:  
 ۲۳۲/۱؛ دارقطنی خطیب اور بیہقی وغیرہ نے صحیح کہا ہے۔

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں مشابہ ہوں۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، وہ قرأت کو ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے شروع کرتے تھے اور ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ کو اول قرأت اور نہ آخر میں پڑھتے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿وَكَانُوا يُسَبِّحُونَ﴾<sup>۱</sup> وہ لوگ مخفی بسم اللہ پڑھا کرتے تھے۔“<sup>۱</sup>

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں نماز پڑھائی اور بسم اللہ (باواز بلند) نہ پڑھی، تو جو مہاجر اصحاب وہاں موجود تھے، انہوں نے ٹوکا۔ چنانچہ پھر جب نماز پڑھانے کو کھڑے ہوئے تو بسم اللہ (باواز بلند) پڑھی۔<sup>۲</sup>

نماز میں بسم اللہ باواز بلند اور آہستہ آواز دونوں طرح سے پڑھنا درست ہے، البتہ آپ زیادہ تر ہلکی آواز میں پڑھتے تھے (تمام احادیث میں یہی درست تحقیق ہے)۔<sup>۳</sup>

کھانا کھانے سے پہلے

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی کفالت میں تھا، ایک روز کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ برتن میں گھومتے دیکھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿يَا عَلَاْمُ، سَمِعَ اللّٰهُ، وَكُلُّ بَيْمِيْنِكَ، وَكُلُّ مَتَابِيْلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طَعْنِيْ بَعْدُ﴾<sup>۴</sup>

”اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اپنے آگے سے کھاؤ، (عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں، اس کے بعد میرا کھانے کا یہی طریقہ رہا۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح مسلم، الصلاة، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة: ۶۰۶؛ بلوغ المرام: ۲۶۳۔ ② مسند الامام الشافعی: ۸۰ / ۱؛ المحاكم: ۱ / ۲۳۳۔ ③ زاد المعاد: ۱ / ۱۹۹۔

④ صحیح بخاری، الاطعمة، باب التسمية على الطعام والاكل باليمين: ۵۳۷۶۔

((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ، فَإِنْ نَسِيَ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ))<sup>①</sup>

”جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے لگے، تو وہ کہے: بسم اللہ، اگر ابتداء میں بھول جائے، تو کہے بِسْمِ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ۔

اور فلیقل بسم اللہ اولہ و آخرہ کے الفاظ بھی ہیں۔<sup>②</sup>

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تو آپ سے کھانے میں پہل نہ کرتے۔ ایک دفعہ کھانے کے موقع پر ایک اعرابی آیا، جیسے اسے دھکیلا جا رہا ہو، آتے ہی اس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک بچی آئی ایسے جیسے اسے بھی دھکیلا جا رہا ہو، اس نے بھی آتے ہی کھانے میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو آپ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ اور آپ نے فرمایا:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ لِكَيْسْتَحِلُّ الطَّعَامَ الَّذِي لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ))<sup>③</sup>

”یقیناً شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال کر لیتا ہے جس پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔“

ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ عید الاضحیٰ میں حاضر تھا، آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو

وَأُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ، وَقَالَ: ((بِسْمِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ))<sup>④</sup>

”ایک مینڈھالا یا گیا جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور کہا: بسم اللہ واللہ اکبر، اللہ کے نام کے ساتھ، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔“

① ترمذی، الاطعمة، باب ماجاء فی التسمية علی الطعام: ۱۸۵۸۔

② صحیح الترغیب: ۲۱۰۷۔

③ ابوداؤد، الاطعمة، باب التسمية علی الطعام: ۳۷۶۶۔

④ سنن ابی داؤد، الضحایا، باب فی الشاة یضحی بها عن جماعة: ۲۸۱۰۔

سوتے وقت بسم اللہ پڑھنا

حضرت ابوازھر انماری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھتے:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَاَخْسِبْ شَيْطَانِيْ،  
وَفَلَكَ رَهَانِيْ، وَاَجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيْ اِلَى اَعْلَى))<sup>①</sup>

”اللہ کے نام سے میں لیٹتا ہوں، اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادے اور میرے شیطان کو ذلیل کر دے اور مجھے آزاد کر دے (جہنم سے) اور مجھے اعلیٰ لوگوں میں شامل فرمادے۔“

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات سونے کے لیے بستر پر تشریف لاتے، تو اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ بِاَسْمِكَ اُمُوْتُ وَاَحْيَا))<sup>②</sup>

”اے اللہ! میں تیرے نام سے مر (سو) رہا ہوں اور زندہ (اٹھوں) ہوں گا۔“

سواری پر سوار ہوتے وقت

علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، جب ان کے پاس سواری لائی گئی، تو آپ اس پر سوار ہونے لگے، تو بسم اللہ کہا، جب سوار ہو گئے، تو الحمد للہ کہا، اس کے بعد یہ پڑھا:

((سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۗ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا  
لَمُنْقَلِبُوْنَ))<sup>③</sup>

پھر اس کے بعد تین بار الحمد للہ اور تین بار اللہ اکبر کہا، اس کے بعد یہ دعا پڑھی:

((سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ، فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذَّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ))

① سنن ابی داؤد، الادب، باب ما يقال عند النوم: ۵۰۵۴۔

② صحیح بخاری: ۶۳۱۴۔ ③ الزخرف ۴۳: ۱۳، ۱۴۔

”تو پاک ہے، یقیناً میں نے ہی اپنی جان پر ظلم کیا، مجھے معاف کر دے، کیونکہ صرف تو ہی ہے، جو گناہ معاف کرتا ہے۔“

پھر امیر المومنین مسکرائے، پوچھا گیا آپ کیوں مسکرائے ہیں؟ فرمانے لگے: میں نے ایسے ہی کیا ہے، جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا تھا، آپ بھی مسکرائے تھے، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: (إِنَّ رَبَّكَ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي) ①

”یقیناً تیرا رب اپنے اس بندے سے خوش ہوتا ہے، جب وہ کہتا ہے: میرے گناہ معاف کر دے، وہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی بھی گناہ معاف نہیں کر سکتا ہے۔“

یہ چند مواقع ذکر کیے ہیں، باقی ہر اچھے کام کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔ کچھ لوگ اذان سے پہلے، تکبیر سے پہلے، نماز سے پہلے، اور سلام کا جواب دینے سے پہلے، بسم اللہ جی کہتے ہیں، تو یہ درست نہیں۔

بسم اللہ کے فوائد و برکات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کو تین دن خندق کھودتے ہوئے ہو چکے تھے، لیکن ابھی تک کھانا نہیں کھایا تھا۔ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَاهُنَا كُذِيَّةٌ مِنَ الْجَبَلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((رَشُوهَا بِالْمَاءِ))، فَرَشَوْهَا، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَخَذَ الْمِعْوَلِ، أَوْ الْمَسْحَاةَ ثُمَّ قَالَ: ((بِسْمِ اللَّهِ))، فَضْرَبَ ثَلَاثًا، فَصَارَتْ كَثِيبًا يُهَالُ. ②

① سنن ابی داود، الجہاد، باب ما یقول الرجل إذا رکب: ۲۶۰۲۔

② مسند أحمد: ۱۴۲۱۱۔

”اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ ایک چٹان ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر پانی ڈالنے کا حکم دیا، تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آ کر بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے کدال پکڑی اور بسم اللہ کہہ کر تین ضربیں لگائیں، جن سے وہ چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی۔“

جنوں سے پردہ

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سِتْرُ مَا بَيْنَ الْجَنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ الْكِنِيفَ أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللَّهِ)) ①

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنوں اور اولادِ آدم کی شرم گاہوں کے درمیان جب وہ بیت الخلاء داخل ہوتے ہیں، بسم اللہ کہنا پردہ بن جاتا ہے۔“

دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب نبی ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے، تو یہ کہتے:

((بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ)) ②

”اللہ کے نام کے ساتھ (داخل ہوتا ہوں) اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ناپاک مذکر جنوں اور مونث ناپاک جنات سے۔“

بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کرنا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب رات چھانے لگے تو چھوٹے بچوں کو خصوصاً روک کر رکھو، شام کے وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں اور جب رات کا ایک حصہ گزر جائے، تو ان کو چھوڑ دو۔ دروازوں کو بسم اللہ پڑھ کر بند کرو:

((فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَوْكُوا قِرْبَكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَخَيِّرُوا آيَاتِكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَلَوْ أَنْ تَعْرَضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا، وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ)) ③

① سنن ابن ماجہ، الطہارۃ و سننہا، باب ما یقول الرجل إذا دخل الخلاء: ۲۹۷۔

② صحیح الجامع الصغیر: ۴۷۱۴۔

③ صحیح بخاری، الاشریۃ، باب تغطية الإناء: ۵۶۲۳۔

”شیطان ایسا دروازہ نہیں کھول سکتا، اللہ کا نام لے کر مشکیزوں کے منہ باندھ دو، اللہ کا نام لے کر برتنوں کو ڈھا تک دو۔ اگر ڈھا نکلنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو کوئی (لکڑی) اس کے اوپر رکھ دو۔ اللہ کا نام لے کر چراغ (موم بتی وغیرہ) بجھا دو۔“

۷۸۶ اور بسم اللہ کا معجزہ

قدرت اللہ شہاب (ہندوستان کے ماہر تعلیم تھے) نے اپنے شہاب نامہ میں لکھا ہے کہ انہیں گورنمنٹ کی طرف سے رہائش کے لیے ایک بنگلہ ملا، جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس میں جنات ہیں۔ میں نے اس کی صفائی وغیرہ کروائی اور اس میں شفٹ ہو گیا۔ پہلا ہی دن تھا کہ انہوں نے مجھے پریشان کرنا شروع کر دیا، کبھی میری کوئی چیز اٹھا کر ادھر ادھر کر دیتے کبھی کوئی چیز، حتیٰ کہ پانی کے قلم سے بھی ریت اور خون آنا شروع ہوا۔ میں نے اس کے حل کے لیے ریڈیو پر تلاوت لگانے کی کوشش کی، لیکن تلاوت کی بجائے اس پر گانے سننے کو ملتے۔ بالآخر میں نے ۷۸۶ لکھ کر ریڈیو پر رکھا ممکن ہے، اس کی برکت سے یہ مخلوق باز آ جائے، لیکن اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر میں نے بسم اللہ کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھ کر رکھا، جس سے گانے بند ہو گئے اور تلاوت جاری ہو گئی، پھر تجربے کے طور پر میں نے ۷۸۶ لکھ کر رکھا، لیکن گانے بند نہیں ہوئے، پھر بسم اللہ رکھی تو گانے بند ہو گئے۔

بسم اللہ رب هذا الغلام

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا، جس کے پاس ایک جادوگر تھا، جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا، تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، تو آپ میرے ساتھ ایک لڑکے کو بھیج دیں، تاکہ میں اسے جادو سکھا سکوں، تو بادشاہ نے ایک لڑکا جادو سیکھنے کے لیے جادوگر کی طرف بھیج دیا، جب وہ لڑکا چلا تو اس کے راستے میں ایک راہب تھا، تو وہ لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھا اور اس کی باتیں سننے لگا، جو کہ اسے پسند آئیں، پھر جب بھی وہ جادوگر کے پاس آتا اور راہب کے پاس سے گزرتا، تو اس کے پاس بیٹھتا اور جب وہ لڑکا جادوگر کے پاس آتا، تو وہ

جادوگر اس لڑکے کو مارتا، تو اس لڑکے نے اس کی شکایت راہب سے کی، تو راہب نے کہا کہ اگر تجھے جادوگر سے ڈر ہو تو کہہ دیا کرو کہ مجھے میرے گھروالوں نے روک لیا تھا اور جب تجھے گھروالوں سے ڈر ہو، تو تم کہہ دیا کرو کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔ اسی دوران میں ایک بہت بڑے درندے نے لوگوں کا راستہ روک لیا (جب لڑکا اس طرف آیا تو اس نے کہا میں آج جاننا چاہوں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے اور پھر ایک پتھر پکڑا اور کہنے لگا: اے اللہ! اگر تجھے جادوگر کے معاملہ سے راہب کا معاملہ زیادہ پسندیدہ ہے، تو اس درندے کو مار دے، تاکہ لوگوں کا آنا جانا ہو اور پھر وہ پتھر اس درندے کو مار کر اسے قتل کر دیا اور لوگ گزرنے لگے، پھر وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اور اسے اس کی خبر دی، تو راہب نے اس لڑکے سے کہا: اے میرے بیٹے! آج تو مجھ سے افضل ہے، کیونکہ تیرا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ جس کی وجہ سے تو عنقریب ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے گا، پھر اگر تو مبتلا کر دیا جائے تو کسی کو میرا نہ بتانا اور وہ لڑکا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو صحیح کر دیتا تھا، بلکہ لوگوں کا ہر بیماری سے علاج بھی کر دیتا تھا، بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا ہو گیا، اس نے لڑکے کے بارے میں سنا، تو وہ بہت سے تحفے لے کر اس کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا کہ اگر تم مجھے شفا دے دو، تو یہ سارے تحفے جو میں یہاں لے کر آیا ہوں وہ سارے تمہارے لیے ہیں، اس لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دے سکتا، شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے، تو اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے شفا دے دے، پھر وہ اللہ پر ایمان لے آیا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرمادی، پھر وہ آدی بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا، جس طرح کہ وہ پہلے بیٹھا کرتا تھا، بادشاہ نے اس سے کہا کہ کس نے تجھے تیری پریمائی واپس لوٹا دی، اس نے کہا: میرے رب نے، اس نے کہا: کیا میرے علاوہ تیرا اور کوئی رب بھی ہے، اس نے کہا: میرا اور تیرا رب اللہ ہے، پھر بادشاہ اس کو پکڑ کر اسے سزا دینے لگا، تو اس نے بادشاہ کو لڑکے کے بارے میں کہا: پھر جب وہ لڑکا آیا، تو بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا کہ اے بیٹے! کیا تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اب تو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو بھی صحیح کرنے لگ گیا ہے اور ایسے ایسے کرتا ہے؟ لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دیتا بلکہ شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے، بادشاہ نے

اسے پکڑ کر عذاب دیا، یہاں تک کہ اس نے راہب کے بارے میں بادشاہ کو بتا دیا، راہب آیا تو اس سے کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، راہب نے انکار کر دیا، پھر بادشاہ نے آرا منگوایا اور اس راہب کے سر پر رکھ کر اس کا سر چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے، پھر بادشاہ کے ہم نشین کو لایا گیا اور اس سے بھی کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، اس نے بھی انکار کر دیا، بادشاہ نے اس کے سر پر بھی آرا رکھ کر سر کو چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر وادیئے، پھر اس لڑکے کو بلوایا گیا، وہ آیا تو اس سے بھی یہی کہا گیا، کہ اپنے مذہب سے پھر جا، اس نے بھی انکار کر دیا، تو بادشاہ نے اس لڑکے کو اپنے کچھ ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا: اسے فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اسے اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھاؤ، اگر یہ اپنے مذہب سے پھر جائے تو اسے چھوڑ دینا اور اگر انکار کر دے، تو اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دینا، چنانچہ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے، تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ تو مجھے ان سے کافی ہے، جس طرح تو چاہے مجھے ان سے بچالے اس پہاڑ پر فوراً ایک زلزلہ آیا، جس سے بادشاہ کے وہ سارے ساتھی گر گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا، بادشاہ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا لڑکے نے کہا: اللہ پاک نے مجھے ان سے بچالیا ہے، بادشاہ نے پھر اس لڑکے کو اپنے ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا: اسے ایک چھوٹی کشتی میں لے جا کر سمندر کے درمیان میں پھینک دینا، اگر یہ اپنے مذہب سے نہ پھرے، بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو لے گئے، تو اس لڑکے نے کہا: اے اللہ! تو جس طرح چاہے مجھے ان سے بچالے پھر وہ کشتی بادشاہ کے ان ساتھیوں سمیت الٹ گئی اور وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا، بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا: تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا، اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچالیا ہے، پھر اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا: تو مجھے قتل نہیں کر سکتا، جب تک کہ اس طرح نہ کرو، جس طرح کہ میں تجھے حکم دوں، بادشاہ نے کہا: وہ کیا؟ اس لڑکے نے کہا: سارے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرو اور مجھے سولی کے تختے پر لٹکاؤ پھر میرے ترکش سے ایک تیر کو پکڑو پھر اس تیر کو کمان کے حلقہ میں رکھو اور پھر کہو، اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے، پھر مجھے تیر مارو، اگر تم اس طرح کرو تو مجھے قتل کر سکتے ہو، پھر

بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور پھر اس لڑکے کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا، پھر اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھ کر کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هَذَا الْغَلَامِ۔

”اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔“

پھر وہ تیر اس لڑکے کو مارا تو وہ تیر اس لڑکے کی کپٹی میں جا گھسا، تو لڑکے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے والی جگہ پر رکھا اور مر گیا، تو سب لوگوں نے کہا: ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی اور اس سے کہا گیا: تجھے جس بات کا ڈر تھا، اب وہی بات آن پہنچی کہ لوگ ایمان لے آئے، تو پھر بادشاہ نے گلیوں کے دھانوں پر خندق کھودنے کا حکم دیا، پھر خندق کھودی گئی اور ان خندقوں میں آگ جلا دی گئی، بادشاہ نے کہا: جو آدمی اپنے مذہب سے پھرنے سے باز نہیں آئے گا، تو میں اس آدمی کو اس خندق میں ڈلوادوں گا، تو انہیں خندق میں ڈال دیا گیا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا، وہ عورت خندق میں گرنے سے گھبرائی، تو اس عورت کے بچے نے کہا: اے امی جان! صبر کر کیونکہ تو حق پر ہے۔<sup>①</sup>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھو

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم سے مروی ہے کہ قریش مکہ نے عامر بن لوئی قبیلے کے ایک سردار سہیل بن عمرو کو بھیجا اور اسے کہا کہ تم محمد کے پاس جاؤ اور ان سے صلح کرو، لیکن یاد رہے کہ ان کے ساتھ صلح میں یہ بات بہر صورت ہو کہ وہ اس سال واپس جائیں گے، ہمارے پاس بالکل نہیں آئیں گے۔ اگر انہیں آنے دیا گیا، تو اللہ کی قسم! سارے عرب میں یہی بات مشہور ہو جائے گی کہ وہ محض اپنے زور کے بل بوتے پر مکہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ صحابہ کہتے ہیں مگر زبھی اللہ کے رسول سے گفتگو کرنے ہی لگا تھا کہ سہیل بن عمرو آن پہنچا، جب وہ آ رہا تھا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا:

① صحیح مسلم، الزهد والرفاق، باب قصة أصحاب الأخدود والساحر والراهب

((قَدْ سَهَّلَ اللَّهُ أَمْرَكُمْ))

”اللہ نے تمہارا معاملہ آسان کر دیا ہے۔“

سہیل نے آتے ہی اللہ کے رسول سے کہا: ”آئیے! اپنے اور ہمارے درمیان تحریر لکھیے“ چنانچہ اللہ کے رسول نے کاتب کو بلوایا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول اور مشرکوں کے درمیان صلح کے معاہدہ کی تحریر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھی۔ اب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا:

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ لکھو

اس پر سہیل اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا: ”یہ جو رحمان ہے، اللہ کی قسم! میں تو نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ تم ((بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ)) ”اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ“ لکھو، جس طرح پہلے لکھا جاتا ہے۔“

مسلمان کہنے لگے: ”اللہ کی قسم!“ ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ کی بجائے کوئی دوسرا جملہ ہمیں نہیں لکھنا چاہیے“ اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: ((بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ)) لکھ دو۔ پھر آپ نے فرمایا: ”لکھو یہ صلح کا جو فیصلہ ہے، اللہ کے رسول محمد کی طرف سے ہے۔“

سہیل نے پھر اعتراض کر دیا، کہنے لگا: ”اگر ہمیں یہ علم ہو جاتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو نہ تو بیت اللہ کی زیارت سے روکتے اور نہ آپ سے لڑائی ہی کرتے، ہاں یہ لکھو کہ یہ تحریر محمد بن عبد اللہ کی طرف سے ہے“ اس پر آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں تو اللہ کا رسول ہوں، تم اگر مجھے جھٹلاتے پھرو، چلو! محمد بن عبد اللہ ہی لکھو اور۔“

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ”رسول اللہ“ کا لفظ مٹا دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”میں کس طرح مٹاؤں؟“ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اس لفظ کو مٹا دیا۔ ①

① صحیح بخاری: ۲۷۳۱ / ۲۷۳۲؛ مسند احمد: ۱۸۹۵۲؛ صحیح ابن حبان: ۴۸۷۲۔



## اسلامی سال کا تیسرا مہینہ

### ربیع الاول

اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ربیع الاول ہے، ربیع الاول کا معنی موسم بہار ہے۔ اس کے نام کی وجہ یہ ہے کہ اس موسم میں لوگ موسم بہار گزارنے کے لیے گھروں میں اقامت پذیر ہو جاتے تھے، اس لیے اس مہینے کا نام ربیع پڑ گیا، کیونکہ ”ارتجاع“ کے معنی موسم بہار میں قیام کرنے کے ہیں۔ ①

① تفسیر ابن کثیر: ۲/۳۸۵۔

# ربیع الاول کے خطبات

- 1 دُرود پڑھنے کے فوائد اور مقامات
- 2 رفیقِ اعلیٰ کی جانب سفر
- 3 خصوصیات محمد ﷺ
- 4 پہچان پیغمبر ﷺ
- 5 نبی ﷺ کا قرب پانے والے خوش نصیب لوگ
- 6 سفارش رسول ﷺ پانے والے

## دُرود پڑھنے کے فوائد اور مقامات

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ ①

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم بھی اس (نبی ﷺ) پر کثرت سے درود اور سلام بھیجو۔“

### تمہیدی کلمات

لفظ ”دُرود“ جسے عربی میں ((الصلاة)) کہتے ہیں، اس کی نسبت اگر اللہ کی طرف کی جائے، تو اس کا معنی اللہ کی طرف سے رحمت اور فرشتوں کے سامنے اپنے حبیب کی ثنا بیان کرنا ہے۔ اگر اس کی نسبت فرشتوں اور انسانوں کی طرف کی جائے، تو اس کے معنی برکت و رحمت اور بلندی درجات کے لیے دعا کے ہیں۔

کیسے درود بھیجیں....؟

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف آئے، تو ہم نے کہا: سلام تو ہم جانتے ہیں کہ آپ پر کیسے بھیجیں، لیکن

فَكَيْفَ نُصَلِّيْكَ عَلَيْكَ؟

”ہم آپ ﷺ پر درود کیسے پڑھیں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا کہو:

﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ  
إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ

إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَبِيدٌ مَجِيدٌ))<sup>①</sup>

”اے اللہ! محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تمام جہانوں میں برکت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے۔“

ایک دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں:

((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيدٌ مَجِيدٌ))<sup>②</sup>

”اے اللہ! صلوة بھیج محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے صلوة بھیجی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ یقیناً تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، یقیناً تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔“

نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کے چند دنیاوی اور اخروی فوائد و ثمرات مندرجہ ذیل ہیں:

درود بھیجنے والے رحمت الہی کے مستحق

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو، تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے:

((ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا))<sup>③</sup>

① صحیح مسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ: ۴۰۵۔

② صحیح بخاری، الأنبياء، ۳۳۷۰؛ صحیح مسلم: ۴۰۶۔ ③ صحیح مسلم،

الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه.....: ۳۸۴۔

”پھر تم مجھ پر درود بھیجو، بے شک وہ شخص جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، تو اس پر اللہ، اس کے بدلے میں، دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔“

فرشتے درود بھیجتے ہیں

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا دَامَ يُصَلِّي عَلَيَّ فَلْيُقَلِّ الْعَبْدُ مِنْ ذَالِكَ أَوْلِيكَ))<sup>①</sup>

”کوئی بھی بندہ جب تک مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے، تب تک فرشتے اس پر درود بھیجتے (رحمت کی دعا کرتے رہتے) ہیں۔ تو آدمی اس کو زیادہ کر لے یا کم کر لے۔“

قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانے والا عمل

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُولَى النَّاسِ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ أَسْكَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً))<sup>②</sup>

”روزِ قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب تر وہ ہوگا، جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہے۔“

غم ختم اور گناہ معاف ہوتے ہیں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! (میں نے

جب سے درود پاک کی فضیلت سنی ہے تو) میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے

زیادہ درود پڑھوں۔ پس آپ فرمائیں کہ میں کتنا وقت لگاؤں۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا شِئْتُ))

”جتنا تیری مرضی۔“

① صحیح الجامع الصغیر: ۶۵۲۰؛ مسند احمد: ۱۵۶۸۰۔

② سنن ترمذی، الصلاة: ۴۸۴؛ صحیح ترمذی: ۱۶۶۸۔

میں نے عرض کیا: اپنے وقت کا چوتھا حصہ آپ ﷺ پر درود پڑھوں گا۔  
آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ))

”تیری مرضی ہے، اگر زیادہ وقت لگائے تو تیرے لیے بہتر ہے۔“

میں نے عرض کیا: پھر میں آدھا وقت لگاؤں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیری مرضی اگر  
زیادہ کرے تو بہتر ہے۔“ میں نے عرض کیا:

((أَجْعَلْ لَكَ صَلَوتِي كُلَّهَا))

”اب تو میں سارا وقت آپ پر درود شریف پڑھتا رہوں گا۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا تَكْفَى هَمَّكَ وَيُغْفِرُ لَكَ ذَنْبَكَ)) ❶

”تب تو تیرے، کلمہ اور غم دور کر دیئے جائیں گے اور تیرے گناہ معاف کر دیئے  
جائیں گے۔“

درود بھیجنے والے پر رب کا سلام

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز گھر سے  
نکلے، تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے ایک باغ میں داخل  
ہوئے اور (وہاں) بہت لمبا سجدہ کیا، حتیٰ کہ مجھے یہ غمخشاہ لاقح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی روح ہی نہ قبض کر لی ہو۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراٹھایا اور فرمایا: ”اے عبدالرحمن! کیا بات  
ہے؟“ میں نے ساری بات بتائی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي فَبَشَّرَنِي فَسَجَدْتُ لِلَّهِ شُكْرًا)) ❷

❶ سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة، باب فی الترغیب فی ذکر اللہ و ذکر  
الموت.....: ۲۴۵۷. ❷ صحیح الترغیب والترہیب، الذکر والدعاء، باب  
الترغیب فی اکتثار الصلاة علی النبی: ۱۶۵۸، الحاکم: ۱/۲۲۲.

”پیشک جبرائیل میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے بشارت دی،  
(خوشخبری سنائی) تو میں اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو گیا۔“

خوشخبری یہ سنائی تھی کہ جو آپ ﷺ پر درود بھیجے گا، میں اس پر رحمت نازل کروں گا،  
اور جو آپ ﷺ پر سلام بھیجے گا، میں اس پر سلام بھیجوں گا۔ ①

درود نہ بھیجنے والا بخیل ہے

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:  
(الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذَكَرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ) ②  
”وہ شخص بخیل ہے، جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“

درود نہ بھیجنے والا جنت کا راستہ بھول بیٹھتا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
(مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَى خَطِئِ كَطْرِيقِ الْجَنَّةِ) ③

”جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول جاتا ہے، وہ جنت کا راستہ بھول جاتا ہے۔“  
درود بھیجنے کے چند مقامات جہاں رسول اللہ ﷺ نے درود پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

صبح و شام

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
(مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمَسُّ عَشْرًا أَدْرَكَتَهُ شَفَاعَتِي  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ) ④

”جس نے مجھ پر صبح اور دس بار شام درود بھیجا، اس کو قیامت کے دن  
میری شفاعت نصیب ہوگی۔“

① مسند احمد: ۱/۱۹۱۔

② سنن ترمذی، الدعوات، باب قول رسول اللہ ﷺ رغم انف رجل: ۳۵۶۔

③ سنن ابن ماجہ، اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الصلاة.....: ۹۰۸۔

④ صحيح الجامع الصغير: ۲۳۵۷۔

## ہر مجلس میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھتی ہے، اس میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتی اور نہ ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتی ہے، تو وہ مجلس ان کے لیے قیامت کے دن ندامت و حسرت کا سبب بن جائے گی۔ چاہے تو اللہ انہیں عذاب دے دے، چاہے تو انہیں معاف کر دے۔“<sup>①</sup>

## ہر اذان کے بعد

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا سَبِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيْهِ))

”جب تم اذان دینے والے کو سنو، تو جیسا وہ کہتا ہے ویسا ہی کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو۔“

اس لیے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرمائے گا، پھر میرے لیے وسیلہ طلب کرو اور وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ کا نام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک ہی بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، پس جو شخص میرے لیے وسیلہ طلب کرے گا، اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی۔“<sup>②</sup>

اذان کے بعد درود بھیجنا سنت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، اذان سے پہلے پڑھنا سنت نہیں ہے۔

## ہر نماز کے تشہد میں

((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ

① سنن ترمذی، الدعوات، باب فی القوم یجلسون ولا یذکرون اللہ: ۳۳۸۰۔

② صحیح مسلم، الصلوۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن: ۳۸۴؛ سنن ترمذی، المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۳۶۱۴۔

وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ))<sup>①</sup>

”اے اللہ! صلوة بھیج محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے صلوة بھیجی، ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ یقیناً تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ یقیناً تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔“

شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے تشہد میں درود پڑھنا انتہائی بہتر اور موجب ثواب ہے۔ عام دلائل میں ”قولوا“ کے ساتھ اس کا حکم آیا ہے کہ درود پڑھو۔ اس حکم میں آخری تشہد یا پہلے تشہد کی کوئی تخصیص نہیں ہے، تاہم اگر کوئی شخص پہلے تشہد میں درود نہ پڑھے اور صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے، جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے التحیات (عبدہ ورسولہ تک) سکھا کر فرمایا۔ پھر اگر نماز کے درمیان (اول) تشہد میں ہو تو (اٹھ کر) کھڑا ہو جائے۔<sup>②</sup>

نماز کے بعد دعا سے پہلے

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتَّى يُصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ))<sup>③</sup>

”ہر دعا معلق رہتی ہے، (قبولیت کو نہیں پہنچتی) جب تک نبی ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔“

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی، پھر یہ دعا کرنے لگا۔

① صحیح بخاری: ۲۳۷۰؛ صحیح مسلم: ۴۰۶۔

② احمد: ۴۳۸۲، سننہ حسن۔

③ صحیح الجامع: ۴۵۲۳۔

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي))

”اے اللہ! مجھے معاف فرما دے اور میرے اوپر رحم فرما۔“

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے نمازی! تم نے جلدی کی ہے، جب تم نماز پڑھو پھر دعا کے لیے بیٹھو، تو تم اللہ کی حمد و ثنا اس کے شایان شان بیان کرو، پھر اس سے دعا کرو۔“

پھر ایک اور شخص آیا، اس نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی ﷺ پر درود بھیجا، تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّهَا الْمُصَلِّي اُدْعُ تُجَبَّ))<sup>①</sup>

”اے نمازی! دعا کرتے ہو دعا قبول ہوگی۔“

① سنن ترمذی، ابواب الدعوات: ۳۴۷۶۔

## رفیقِ اعلیٰ کی جانب سفر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا مُمَحَّدًا إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَأَيْنَ مَاتَ أَوْ قُتِلَ  
انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۗ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا  
وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿٥٠﴾﴾<sup>①</sup>

”اور محمد (ﷺ) تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں، اُن سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں، بھلا اگر یہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں، تو تم اٹلے پاؤں پھر جاؤ (یعنی مرتد ہو جاؤ) گے؟ اور جو اٹلے پاؤں پھر جائے گا، تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔“

### تمہیدی کلمات

ربیع الاول کے مہینے میں نبی کریم ﷺ اس دار فانی کو چھوڑ کر چلے گئے تھے، اس لیے ربیع الاول میں آپ ﷺ کے اس دنیا کو چھوڑنے کے حالات و واقعات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس کیفیت کو آج ہم ذکر کریں گے۔

### مرض کا آغاز

اوائل صفر گیارہ ہجری میں آپ ﷺ دامن احد میں تشریف لے گئے اور شہداء کے لیے اس طرح دعا فرمائی گویا آپ ﷺ زندوں اور مردوں سے رخصت ہو رہے ہیں۔<sup>②</sup>  
۲۹ صفر سن گیارہ ہجری سوموار کو رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے، واپسی پر راستے ہی میں درد شروع ہو گیا اور حرارت اتنی تیز ہو گئی کہ سر پر بندھی ہوئی پٹی کے اوپر سے بھی محسوس کی جانے لگی۔ اور مرض الموت کا آغاز تھا، آپ ﷺ نے اسی حالت

① آل عمران: ۱۴۴/۳۔ صحیح بخاری، الجنائز، باب الصلاة علی الشہید:

۱۳۴۴ (۴۰۸۵)؛ صحیح مسلم: ۲۲۹۶۔

مرض میں گیارہ دن نماز پڑھائی مرض کے کل ایام کی تعداد ۱۳ یا ۱۴ دن تھی۔ ①  
آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا آخری ہفتہ

رسول اللہ ﷺ کی طبیعت زیادہ بوجھل ہوتی جا رہی تھی اور ان ایام میں ازواجِ مطہرات سے سوال کرتے تھے کہ کل میں کہاں رہوں گا؟ اس انداز سوال سے آپ ﷺ کا مقصود ازواجِ مطہرات سمجھ گئی اور عرض کیا گیا، آپ ﷺ جہاں چاہیں رہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں منتقل ہو گئے اور آپ ﷺ حضرت فضل بن عباس اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کا سہارا لے کر درمیان میں چل رہے تھے۔ آپ ﷺ کے سر مبارک پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے، اس کیفیت کے ساتھ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف لائے۔ اور پھر حیاتِ مبارکہ کا آخری ہفتہ وہیں گزارا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معوذات اور آپ ﷺ سے حفظ کی ہوئی دعائیں پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کرتی رہتی تھیں۔ اور برکت کی امید پر آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پھیرتی تھیں۔ ②

رحلت رسول اللہ ﷺ سے پانچ دن پہلے

وفات سے پانچ دن قبل بروز بدھ آپ ﷺ کے جسم کی حرارت میں مزید شدت آگئی اور غشی بھی طاری ہونے لگی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر مختلف کنوؤں کے سات مشکیزے بہاؤ، تاکہ میں لوگوں کے پاس جا کر وصیت کر سکوں۔“ چنانچہ آپ ﷺ کو ایک ٹب میں بٹھا کر اتنا پانی ڈالا گیا کہ آپ ﷺ کہنے لگے: ”بس بس۔“ اس وقت آپ ﷺ نے کچھ تخفیف محسوس کی اور مسجد میں تشریف لے گئے، سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی، اسی حالت میں آپ ﷺ نے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ارد گرد جمع تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد (سجدہ گاہ) بنایا۔“ ③

① سیرت ابن ہشام: ۶۴۲ / ۲۔ صحیح بخاری، المغازی، باب مرض

النبی ﷺ ووفاته: ۴۴۳۹؛ مسلم: ۲۱۹۲۔

③ صحیح بخاری، الصلاة، باب: (۴۳۵)۵۵۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”تم لوگ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔“<sup>①</sup>

پھر آپ ﷺ نے اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کیا اور فرمایا: ”میں نے کسی کی پیٹھ پر کوڑا مارا ہو، تو میری پیٹھ حاضر ہے اور وہ بدلہ لے لے۔ اور اگر کسی کی آبروریزی کی ہو تو میری آبرو حاضر ہے، وہ بدلہ لے لے۔“

اس کے بعد آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، کھلی عداوت کی باتیں بھی دہرائیں، اتنے میں ایک شخص نے عرض کیا، آپ ﷺ کے ذمہ میرے تین درہم ہیں، آپ ﷺ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ انہیں ادا کر دو۔<sup>②</sup>

پھر آپ ﷺ نے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں وصیت فرمائی، کیونکہ وہ میرے قلب و جگر ہیں، انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے، مگر ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں۔ لہذا ان کے نیلکار سے قبول کرنا اور ان کے خطا کار سے درگزر کرنا۔ ایک روایت کے مطابق ارشاد فرمایا: ”لوگ بڑھتے جائیں گے، مگر انصار گھٹتے جائیں گے، یہاں تک کہ کھانے میں نمک کی طرح ہو جائیں گے۔“<sup>③</sup>

رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے محب صادق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما خطبے کے اشاروں اور کنایوں سے اندازہ کرتے ہیں کہ جناب حبیب کریم ﷺ کی رحلت کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ امام بخاری اور امام دارمی رضی اللہ عنہما نے اس قصے کی تفصیل سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان الفاظ سے روایت کی ہے۔

کہ رسول کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں ایک دن اپنے حجرہ سے نکل کر مسجد نبوی میں تشریف لائے، جہاں ہم پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت آپ ﷺ نے اپنے سر کو کپڑا

① موطا مالک، الجامع، باب ماجاء فی اجلاء اليهود من المدینة: ۱۶۹۶۔

② دلائل النبوة للبیہقی: ۱۷۷، ۱۷۸ / ۷۔ ③ صحیح بخاری، مناقب

الانصار، باب قول النبی ﷺ اقبلوا من محسنہم: ۳۷۹۹۔

باندھ رکھا تھا، جیسا کہ دردسرا کا مریض اپنے سر کو باندھے رکھتا ہے، پھر آپ ﷺ منبر کی طرف چلے اور اس پر کھڑے ہوئے، آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی آگے بڑھ کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے، اس وقت آپ ﷺ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ”قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں اس وقت اپنی جگہ یعنی اس منبر پر کھڑا ہوا، حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں“ پھر فرمایا: ایک بندہ ہے، جس کے سامنے فانی دنیا اور دنیا کی فانی بہاریں پیش کی گئیں، لیکن اس نے مٹ جانے والی دنیا پر آخرت کی کبھی نہ مٹنے والی نعمتوں کو ترجیح دے دی ہے۔“

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی کی رمز سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کوئی نہ سمجھ سکا، زبان رسالت سے یہ الفاظ سن کر ابو بکر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ رونے لگے، پھر بولے، نہیں یا رسول اللہ! نہیں، ایسی ولد و زبات نہ فرمائیے، ہم اپنے باپوں کو، ماؤں کو، اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو آپ پر سے قربان کر دیں گے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اس کے بعد آنحضرت ﷺ منبر پر سے اتر کر تشریف لے گئے اور اسکے بعد پھر کبھی اس منبر پر کھڑے نہ ہوئے، یعنی اس دن آپ کا منبر پر کھڑا ہونا آخری کھڑا ہونا تھا۔ ①

اس خطبے میں آپ نے یہ بھی فرمایا: مجھ پر اپنی رفاقت اور مال میں سب سے زیادہ صاحب احسان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں: ”اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی اور کو خلیل بنانا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بنانا، لیکن ان کے ساتھ اسلام کی اخوت و محبت کا تعلق ہے۔“ مسجد نبوی میں کوئی دروازہ نہ چھوڑا جائے، مگر اسے لازماً بند کر دیا جائے، سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔ ②

www.KitaboSunnat.com

رحلت سے چار دن قبل جمعرات کو آپ ﷺ سخت تکلیف سے دوچار تھے، ارشاد فرمایا: ”لاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں، جس کے بعد تم لوگ کبھی گمراہ نہ ہو گے۔“ گھر میں اس وقت کئی لوگ تھے، جن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے، عرض کیا آپ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے، بس اللہ کی یہ کتاب تمہارے

① سنن دارمی، المقدمة: ۷۷۔

② صحیح بخاری، الصلاة، باب الخوخة والممر فی المسجد: ۴۶۶۔

لیے کافی ہے۔ چنانچہ مختلف آراء کے سامنے آنے سے جب اختلافی آوازیں بلند ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔“ ①

پھر اسی روز آپ ﷺ نے تین وصیتیں فرمائیں:

①..... یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا۔

②..... وفود کی اسی طرح نوازش کرتے رہنا، جس طرح آپ ﷺ کیا کرتے تھے۔

③..... البتہ تیسری بات راوی بھول گیا۔ غالباً یہ کتاب و سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی وصیت تھی یا لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کی وصیت تھی، یا پھر آپ ﷺ کا یہ ارشاد تھا کہ نماز اور تمہارے زیر دست، یعنی غلاموں اور لونڈیوں کا خیال رکھنا۔ ②

رسول اکرم ﷺ شدت مرض کے باوجود وفات سے چار دن پہلے جمعرات تک تمام نمازیں خود ہی پڑھایا کرتے تھے، اس روز بھی مغرب کی نماز آپ ﷺ نے ہی پڑھائی اور اس میں سورہ ”المرسلات“ پڑھی، مگر نماز عشا کے وقت مرض کا ثقل بڑھ گیا اور آپ ﷺ میں مسجد جانے کی طاقت نہ رہی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے، جواب آتا ہے کہ نہیں آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے غسل بھی فرمایا، مگر آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی، اسی طرح آپ ﷺ سوال فرماتے ہیں کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ نہیں اے اللہ کے رسول! سب لوگ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں، کئی بار ایسے ہوا، آخر کار آپ ﷺ نے فرمان جاری کر دیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ بیماری کے ایام میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی، تو اس طرح نبی پاک ﷺ کی حیات مبارکہ میں ان کی پڑھائی نمازوں کی تعداد سترہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے تین یا چار بار مرلحہ فرمایا کہ امامت کا کام ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی اور کو سونپ دیا جائے، مگر نبی پاک ﷺ نے انکار کیا اور فرمایا: ”تم سب یوسف والیاں ہو، ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔“ ③

① صحیح بخاری، العلم، باب کتابۃ العلم: ۱۱۴۔

② سنن ابی داؤد، الادب، باب فی حق المملوک: ۵۱۵۶۔

③ صحیح بخاری، الاذان: ۶۸۷؛ صحیح مسلم: ۴۱۸۔

## ایک یاد دہانہ قبل

بروز ہفتہ یا اتوار کو نبی کریم ﷺ نے اپنی طبیعت میں قدرے تخفیف محسوس فرمائی، چنانچہ دو آدمیوں (حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما) کے درمیان چل کر ظہر کی نماز کے لیے تشریف لائے، اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، آپ ﷺ کی آمد پر وہ پیچھے ہٹنے لگے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹیں اور فرمایا: ”مجھے ان کے ساتھ بٹھا دو۔“ چنانچہ آپ ﷺ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بٹھا دیا گیا، اس طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکبیر سنارہے تھے۔ ①

وفات سے ایک دن قبل بروز اتوار نبی کریم ﷺ نے اپنے تمام غلاموں کو آزاد فرما دیا، جو آپ ﷺ کے پاس سات دینار تھے، انہیں صدقہ کر دیا، اپنے ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ فرما دیئے، جبکہ رات کو چراغ جلانے کے لیے تیل، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پڑوسن سے ادھا لیا۔ آپ ﷺ کی زہرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع (تقریباً ۷ کلو گرام جو) کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔

## حیات مبارکہ کا آخری دن

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سوموار کو لوگ نماز فجر میں مصروف تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امامت فرما رہے تھے کہ اچانک رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ ہٹایا اور نماز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفوں پر نظر ڈالی، پھر تبسم فرمایا، لوگوں نے سمجھا کہ آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لارہے ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوش بھی تھے کہ آپ ﷺ کی طبیعت بحال ہو رہی ہے اور بیمار پرسی کی وجہ سے نماز توڑنے تک محسوس ہونے لگا، مگر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کر لو، پھر حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ گر لیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا، آپ ﷺ نے اسی دن چاشت کے وقت اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی، تو وہ رونے لگیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری بیٹی! روؤ نہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی

① صحیح بخاری، الاذان، باب الرجل یأتم بالامام ویأتم الناس بالمأموم: ۷۱۳، صحیح مسلم: ۴۱۸۔

سب سے پہلے مجھ سے ملوگی۔“ یہ سن کر مارے خوشی کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں، وہاں موجود بعض ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح پہلے روتے اور پھر ہنستے دیکھا، تو پوچھا کہ فاطمہ! یہ کیا بات ہے کہ ہم نے پہلے تو تمہیں روتے دیکھا اور پھر ہنستے دیکھا؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں، آنحضرت ﷺ نے پہلے مجھے یہ بتایا تھا کہ آپ ﷺ کو آپ کی موت کی خبر دے دی گئی ہے، یہ سن کر رونے لگی تھی اور پھر جب آپ نے یہ فرمایا کہ روؤ نہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملوگی، تو میں ہنسنے لگی۔ ①

نبی پاک ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بشارت بھی دی کہ آپ ساری خواتین عالم کی سیدہ (سردار) ہیں۔ اس وقت آپ ﷺ شدید کرب سے دو چار تھے۔ آپ ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلا کر چوما اور ان کے بارے میں خیر کی وصیت فرمائی، ازواج مطہرات کو بلایا اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی۔ اب آپ ﷺ کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی اور اس زہر کا اثر بھی ظاہر ہونے لگا تھا، جو آپ ﷺ کو خیر میں کھلایا گیا تھا، تو آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرما رہے تھے کہ اس زہر کے اثر سے میری رگ جان کٹی جا رہی ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی وصیت فرمائی کہ:

((الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)) ②

”نماز، نماز اور تمہارے زیر دست (یعنی غلام لونڈیاں) خیال رکھنا۔“

آپ ﷺ نے یہ الفاظ کئی بار دہرائے، پھر آپ ﷺ پر نزع کی حالت شروع ہو گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی اپنے اوپر ٹیک لگوادی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اللہ کی ایک نعمت مجھ پر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں، میری باری کے دن، میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی۔ اور آپ ﷺ کی موت کے وقت اللہ نے میرا عذاب اور آپ ﷺ کا عذاب اکٹھا کر دیا۔

یہ ایسے ہوا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور ان کے

① صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام: ۳۶۲۴؛ صحیح مسلم: ۲۴۵۰؛ دارمی، المقدمة، باب وفاة النبی: ۷۹۔ ② سنن ابن ماجہ، الوصایا، باب وهل اوی رسول اللہ ﷺ: ۲۶۹۷؛ مسند احمد: ۱۱۷/۳۔

ہاتھ میں مسواک تھی، رسول اللہ ﷺ مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ ﷺ مسواک کی طرف دیکھ رہے تھے، میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کے لیے مسواک لے لوں، تو آپ ﷺ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں۔ میں نے مسواک لے کر آپ ﷺ کو دے دی، تو آپ ﷺ کو سخت محسوس ہوئی، میں نے عرض کیا، آپ ﷺ کے لیے نرم کر دوں؟ آپ ﷺ نے سر کے اشارے سے فرمایا: ”ہاں۔“ میں نے منہ سے مسواک نرم کر دی پھر آپ ﷺ کو دی اور آپ ﷺ نے نہایت اچھی طرح مسواک کی۔ آپ ﷺ کے سامنے کٹورے میں پانی تھا، آپ ﷺ پانی میں دونوں ہاتھ ڈال کر چہرہ پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے:

”لا الہ الا اللہ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں موت کے لیے سختیاں ہیں۔“

مسواک سے فارغ ہوتے ہی آپ ﷺ نے ہاتھ یا انگلی اٹھائی، نگاہ چھت کی طرف بلند کی اور دونوں ہونٹوں پر کچھ حرکت ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان لگایا، تو آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”ان انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ہمراہ جنہیں تو نے انعام سے نوازا، اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیقِ اعلیٰ میں پہنچا دے۔ اے اللہ! اے رفیقِ اعلیٰ!“ آخری فقرہ تین بار دہرایا اور اسی وقت ہاتھ جھک گیا اور آپ ﷺ رفیقِ اعلیٰ سے جالاق ہوئے۔<sup>①</sup>

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُونَ۔

یہ واقعہ بارہ ربیع الاول گیارہ ہجری میں سوموار کے دن چاشت کے وقت پیش آیا، اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال چار دن ہو چکی تھی۔

يَا اٰكِبَتَاہُ.....!

اس حادثہ غم کی خبر فوراً پھیل گئی، اہل مدینہ پر کوہِ غم ٹوٹ پڑا، اطراف و آفاق تاریک ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، اس سے بہتر اور تابناک دن میں نے کبھی نہیں دیکھا اور جس دن رسول اللہ ﷺ نے

① صحیح بخاری، المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته: ۴۴۳۵، ۴۴۴۰۔

وفات پائی، اس سے زیادہ تاریخ دن بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب وفات کے دن نبی کریم ﷺ کی حالت بہت بگڑ گئی اور مرض کی شدت آپ ﷺ پر بار بار بیہوشی طاری کرنے لگی، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیتاب ہو کر کہنے لگیں: ہاے میرے باباجان کو کیسی سختی نے گھیرا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سنا تو ان کو مخاطب کر کے فرمایا: ”آج کے بعد پھر تمہارے باباجان کو کوئی سختی نہیں گھیرے گی۔“ اور پھر جب آپ کا انتقال ہو گیا، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے یہ الفاظ نکلے

يَا اَبْتَاهُ اَجَابَ رَبَّنَا دَعَاهُ  
مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَا وَاوَاهُ  
يَا اَبْتَاهُ اِلَى جَنَّةِ نَنَعَاهُ

”اے میرے باباجان! اللہ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلایا اور آپ اس دعوت کو قبول کر کے اپنے پروردگار کے پاس چلے گئے۔ اے میرے باباجان! اے وہ مقدس ذات جس کا مستقر جنت الفردوس ہے، اے میرے باباجان! ہم آپ ﷺ کی وفات کی خبر جبرئیل علیہ السلام کو پہنچاتے ہیں۔“

بعد میں جب آپ کو دفن کر دیا گیا، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بے اختیار ہو کر کہنے لگیں: (ارے انس اور اے اصحاب رسول!) تم لوگوں نے آخر یہ کیسے گوارا کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ پر مٹی ڈال دو؟<sup>①</sup>

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، تو اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (مدینے کی بالائی جانب) مقام سبخ پر تھے، تو عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی، عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کو وفات نہیں آئی اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اٹھائے گا اور آپ ﷺ کئی (کافر) لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں گے۔

① صحیح بخاری، المغازی، باب مرض النبی ووفاته: ۴۶۶۲؛ صحیح ابن ماجہ: ۱۶۳۰؛ فتح الباری (۷/۷۵۵)

اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور سیدھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں ہی تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے چادر ہٹائی (دیکھا کہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما چکے ہیں) تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا اور فرمایا:

يَا بِي أَنْتَ وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُذِقُكَ  
اللَّهُ الْمَوْتَيْنِ أَبَدًا.

”میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ اپنی زندگی اور موت دونوں میں اچھے تھے، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو دو دفعہ موت کبھی بھی نہیں دے گا۔“

یعنی جو موت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی ہوئی تھی، وہ آچکی ہے، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہونے کے بعد زندہ ہو کر دوبارہ نہیں مریں گے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حجرہ سے باہر نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: اے قسمیں کھانے والے شخص (عمر) ٹھہر جاؤ! پھر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا:

أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ  
يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ.

”تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کیا کرتا تھا، تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما چکے ہیں، لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے، وہ کبھی نہیں فوت ہوگا۔“  
(پھر یہ آیات تلاوت کیں)

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾ ①

”(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بھی رحلت فرمائیں گے اور یہ لوگ بھی۔“

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَأَنْزِلُنَا مَاتَ أَوْ قُتِلَ  
انْقَلَبْنَا عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۖ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ﴾

وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿٥١﴾ ❶

”اور محمد (ﷺ) تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں، اُن سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں، بھلا اگر یہ دنیا چھوڑ جائیں یا شہید کر دیئے جائیں، تو تم اٹلے پاؤں پھر جاؤ (یعنی مرتد ہو جاؤ) گے؟ اور جو اٹلے پاؤں پھر جائے گا، تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔“

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ میں نے جو نبی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا، انتہائی تمحیر اور دہشت زدہ ہو کر رہ گیا، پاؤں میں کھڑارہنے کی سکت نہ رہی اور اس آیت کی تلاوت سن کر زمین پر گر پڑا، کیونکہ میں جان گیا کہ نبی مکرم ﷺ کی موت واقع ہو چکی ہے۔

لوگ (ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ (جب آپ ﷺ کی وفات کا یقین ہو گیا تو) انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہوگا، ایک تم (مہاجرین) میں سے ہوگا (جب اس بات کا علم دوسرے صحابہ کو ہوا تو) حضرت ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم سقیفہ میں چلے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گفتگو کرنے لگے، لیکن آپ نے انہیں منع کر دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے گفتگو اس لیے کرنی چاہی کہ میں نے ایک مضمون تیار کر رکھا تھا، جو مجھے بہت پسند آ رہا تھا، مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ اس مضمون کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پتا نہ چل جائے۔

لیکن جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی اور بہت ہی عمدہ گفتگو کی، آپ نے اسی گفتگو میں یہ بھی فرمایا تھا:

نَحْنُ الْأَمْرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ.

”ہم قریش امیر ہوں گے اور تم انصار ہمارے وزیر ہو گے۔“

لیکن حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم اس فیصلے کو تسلیم نہیں کریں

گے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”نہیں! ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر ہو گے، کیوں کہ قریش تمام عرب میں سے شہرت کے لحاظ سے افضل ہیں اور حسب و نسب کے اعتبار سے بھی افضل ہیں، اس لیے تم عمر کی یا ابو عبیدہ کی بیعت کر لو۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اے ابو بکر!) ہم آپ کی بیعت کریں گے، کیوں کہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں سے سب سے بہتر اور اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارے تھے۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی، پھر لوگوں نے بیعت کرنی شروع کر دی۔ ایک شخص نے کہا کہ تم نے حضرت سعد بن عبادہ (کی بیعت کی بجائے ابو بکر کی بیعت کر کے) ان کو ہلاک کر دیا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ سے ہلاک کرے۔<sup>①</sup>

تجہیز و تکفین اور تدفین

نبی ﷺ کی تجہیز و تکفین سے پہلے ہی آپ ﷺ کی جانشینی کے معاملے میں اختلاف سامنے آیا۔ سفینہ بنی ساعدہ مہاجرین صحابہ اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بحث و مناقشہ ہوا، مجادلہ و گفتگو ہوئی، تردید و تنقید ہوئی، بالآخر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق ہو گیا، اس کام میں باقی دن کا حصہ گزر گیا اور رات آگئی۔ منگل کی صبح تک آپ ﷺ کا جسد مبارک یعنی دھاری دار چادر سے ڈھکا بستر پر ہی رہا، اہل خانہ نے باہر سے دروازہ بند کر دیا تھا۔ منگل کے روز، آپ ﷺ کو کپڑوں میں ہی غسل دیا گیا۔<sup>②</sup>

اس عمل میں حضرت علی اور حضرت عباس اور ان کے دو صاحبزادے فضل اور قثم رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثمران، حضرت اسامہ بن زید اور اوس بن خوی شامل تھے۔ حضرت عباس، فضل، قثم، آپ ﷺ کی کروٹ بدل رہے تھے، حضرت اسامہ اور ثمران نبی ﷺ پانی بہا رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دے رہے تھے اور حضرت اوس نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی۔ اس عمل کے بعد آپ ﷺ کو تین سفید

① صحیح بخاری، المناقب، قول النبی ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا.....)):

② سیرت ابن ہشام: ۴/۱۶۶۔

یعنی چادروں میں کفنایا گیا، ان میں کرتا اور پگڑی نہ تھی۔ پس آپ ﷺ کو ان چادروں میں ہی لپیٹ دیا گیا تھا۔ ①

آپ ﷺ کی تدفین کے سلسلہ میں مختلف آراء تھیں، مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ کوئی نبی بھی فوت نہیں ہوا، مگر اس کی تدفین وہیں ہوئی جہاں فوت ہوا۔ ②

اس آخری فیصلے کے بعد حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا وہ بستر اٹھایا جس پر آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی اور اس کے نیچے قبر کھودی، قبر لحد والی کھودی گئی۔ نماز جنازہ

اس کے بعد باری باری دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حجرہ شریف میں داخل ہو کر نماز جنازہ یعنی درود ابراہیمی پڑھا، کوئی امام نہیں تھا۔ ③

سب سے پہلے آپ ﷺ کے خانوادے بنو ہاشم نے نماز جنازہ پڑھی، پھر مہاجرین نے پھر انصار نے پھر مردوں کے بعد عورتوں نے اور ان کے بعد بچوں نے اور اس عمل میں پورا منگل کا دن گزر گیا۔ اور بدھ کی رات آگئی اور رات میں آپ ﷺ کے جسد پاک کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی تدفین کا علم نہ ہوا، یہاں تک کہ ہم نے بدھ کی رات درمیانے اوقات میں قبر کی کھدائی کے لیے آلات کی آواز سنی۔ ④ رحلت کے بعد جدائی کے آنسو

أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا..... کے کلمات کے بعد اذان بند ہو جاتی ہے، باسیان مدینہ مسجد میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ مؤذن اذان کی جگہ سے اتر کر مرغِ بعل کی طرح بیٹھا ہے اور آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہیں، رخسار آنسوؤں سے تر ہو چکے ہیں، شدید آہ و بکا سے آواز بند ہو گئی ہے، کیونکہ آج اس نے یہ کلمات محبوب کی روحِ قفسِ عنصری سے پرواز کرنے کے بعد

① صحیح بخاری، الجنائز، باب الثياب البيض للكفن: ۱۲۶۴؛ صحیح مسلم:

۹۴۱۔ ② الطبرانی فی الکبیر: ۶۳۶۷۔

③ طبقات ابن سعد: ۲/ ۲۹۱۔ ④ سیرت ابن ہشام: ۴/ ۴۱۸، (۴/ ۴۲۴)

پہلی بار اپنی زبان سے ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ محبوب کا نام ”محمد“ کہنے کے بعد بیتے ہوئے لمحات آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے، زندگی کے بیٹھے اور کڑوے حالات سامنے آگئے۔ دنیا اپنی تمام تر رنگینیوں اور رعنائیوں کے باوجود بیچ ہو جاتی ہے اور محبوب کی جدائی میں یوں زار و قطار روتے ہیں، جیسے ماں کے بچھڑنے پر ایک معصوم بچہ آہ و زاری کرتا ہے۔ کہا بلال رضی اللہ عنہ اذان کیوں نہیں دیتے؟ کہا: میں نہیں دے سکتا، پوچھا کیوں، کہا: لاؤذن لاحد بعد رسول اللہ ﷺ۔ ”رسول اللہ ﷺ کے رحلت فرمانے کے بعد میں اب کسی کے لیے اذان نہیں دے سکتا۔“ وقت گزرتا گیا۔ زندگی کے ایام اپنا سفر بلا انقطاع طے کرتے گئے۔ حتیٰ کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مجاہدین کے ساتھ شام پہنچے۔ اللہ نے فلسطین کی مقدس سرزمین پر فتح و کامرانی عنایت فرمائی۔ ایک دن امیر المؤمنین بھی شان و شوکت کے ساتھ فلسطین کی سرحد پر جا پہنچے۔ مسجد اقصیٰ کے سائے میں بیٹھے تھے کہ ظہر کا وقت آ گیا۔ امیر المؤمنین کی نظر مؤذن رسول پر پڑی، اذان کہنے کی فرمائش کر دی۔ مسلسل انکار اور مسلسل اصرار پر مؤذن رسول ﷺ نے اذان کہنی شروع کر دی۔ برسوں بعد آج اذانِ بلالی سنی تو عہد رسالت اور مدینہ کا منظر نظروں کے سامنے گھومنے لگا۔ مسجد اقصیٰ کے درو دیوار لرز اٹھے۔ امیر المؤمنین معلم و محبوب کی یاد میں گم ہو گے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی نہ تھمنے والی بارش برسنے لگی کیونکہ آج بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی یاد دلا دی تھی۔ ①

رہ گیا فلسفہ تلقین غزالی نہ رہی

رہ گئی رسم اذان روح بلالی نہ رہی

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ روپڑے

رسول کریم ﷺ کے اس دنیا سے رحلت کر جانے کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کو یاد کرتے تو ان کے آنسو رواں ہو جاتے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ درج ذیل حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس منبر پر سیدنا

① المسک والعنبر فی خطب المنبر۔ از دعائض القرنی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں نے گزشتہ سال اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”کلمہ اخلاص کے بعد تمہیں عافیت جیسی کوئی نعمت نہیں دی جائے گی۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو“

ایک اور روایت میں ہے:

فَخَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ:..... ①

”آنسوؤں نے تین مرتبہ اس کی آواز کو دبا دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا.....“

آج پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آگئی

سنہ ۱۲ ہجری میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نائب بنا کر حج کے لیے تشریف لائے، جب مکہ میں داخل ہوئے تو عتاب بن اُسید اور سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہم اور ہشام بن حارث ان سے ملے اور سلام کیا اور یوں کہا: (سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے سلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر رونا شروع کر دیا اور برابر روتے رہے یہاں تک کہ آپ بیت اللہ میں جا پہنچے۔ ②

صاحبین کو ام ایمن نے رلا دیا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:

ہمارے ساتھ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس چلو، ہم ان کی زیارت کریں۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔ پس ہم ان کے پاس پہنچے، تو وہ رو پڑیں۔ انہوں نے کہا کہ کیوں روتی ہو؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ اللہ کے پاس جو ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونُ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ﷺ

① مسند احمد: ۱/ ۱۷۰، شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ

ہو: ہامش المسند: ۱/ ۱۷۰۔ ② طبقات ابن سعد ۳/ ۱۸۷۔

وَلَكِنْ أَنْبَىٰ أَنْ الْوَحَىٰ قَدْ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ. فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى

الْبُكَاءِ فَجَعَلَا بَيْنَكِيَانٍ مَعَهَا. ❶

”میں اس لیے نہیں رو رہی کہ میں یہ بات نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس جو ہے، وہ

رسول اللہ ﷺ کے لیے زیادہ بہتر ہے (یقیناً میں یہ جانتی ہوں) لیکن میں تو

اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ پس (اس بات

نے) ان دونوں کو بھی رونے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے“

بعض روایات میں آتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حضور ﷺ کا تذکرہ فرماتے

تو (آپ ﷺ کے فراق میں) رو دیتے۔ ❷

آپ کیوں نہ روتے، جس کھجور کے تنے کے سہارے نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا

کرتے تھے، وہ بھی آپ کے فراق میں رونے لگا تھا قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔ چنانچہ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

کھجور کا ایک تنہا تھا، جس کا سہارا نبی کریم ﷺ خطبہ کی حالت میں لیا کرتے تھے۔ پس

جب آپ ﷺ کے لیے (لکڑی کا) منبر (بنا کر) رکھا گیا، تو ہم نے تنے سے دس ماہ کی حاملہ

اونٹنی کی مانند (رونے کی) آواز سنی۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ منبر سے نیچے اترے اور اس پر اپنا دست

مبارک رکھا، تو وہ خاموش ہو گیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا اور نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو

کھجور کا وہ تنہا، جس کا سہارا لے کر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، اس طرح زور سے

رونے لگا، قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ تنہے کی طرح زور سے رونے اور بلبلانے لگا، تو نبی

کریم ﷺ نیچے اترے، حتیٰ کہ اسے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ چٹا لیا، تو ایک بچے کی طرح

سکیاں لینے لگا، جس کو چپ کرایا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے

فرمایا: ”یہ اس لیے رویا کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا، (جس سے اب محروم ہو گیا ہے) ❸

❶ صحیح مسلم، الفضائل، باب من فضائل أم ایمن: ۶۳۱۸۔

❷ الاصابة: ۴/۱۶۰، ابن حجر نے اسے صحیح کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوة: ۳۵۸۴ (۳۵۸۵) محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## خصوصیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ ①

”اور اللہ ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے، انہیں عذاب دیتا اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے۔“

تمہیدی کلمات

اللہ رب العزت نے جہاں آپ ﷺ کو تمام انسانیت سے افضل و اعلیٰ مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے، وہاں آپ کو بہت سی ایسی خوبیاں اور خصوصیات بھی عطا فرمائی ہیں، جو تمام انبیاء اور کل کائنات سے آپ کو ممتاز کرتی ہیں، اس مقام پر آپ ﷺ کی فضیلت و عظمت کو بیان کرنے کے لیے آپ کی چند ایک خصوصیات کا ذکر کرنا مقصود ہے، تاکہ ہم اپنے نبی جناب محمد ﷺ کی عظمت و رفعت کو پہچان کر ان کی سچی اتباع و پیروی شروع کر دیں اور دنیا اور آخرت کی فوز و فلاح کے مالک بن جائیں۔

عالمگیر رسالت کے مالک

آپ قیامت تک آنے والی انسانیت کے نبی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَاثَمَةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ②

”اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”پہلے ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور

مجھے سب لوگوں (قیامت تک) کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔“ ①

تمام انبیاء پر برتری

اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء سے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور مدد کرنے کے عہد کو لے کر یہ ثابت کر دیا کہ آپ ہی سارے انبیاء سے افضل ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَكُلْتَصَرُّهُ ۗ قَالَ ؕ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذٰلِكُمْ ؕ إِصْرِي ۗ قَالُوا ؕ قَالُوا ؕ أَقْرَرْنَا ۗ قَالَ ؕ فَاشْهَدُوا ۗ وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۗ﴾ ②

”اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر (یعنی محمد ﷺ) آئے، جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے، تو تمہیں ضرور اُس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اُس کی مدد کرنی ہو گی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اُس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔“

معراج کی سیر میں بھی اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی امامت کا منصب آپ کو عطا فرمایا ہے، جو آپ کے لیے بڑی عظمت کی بات ہے۔

خاتم النبیین کا اعزاز

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۗ﴾ ③

① صحیح البخاری، التیمم: ۳۳۵۔ ② آل عمران: ۸۱۔ ③ الاحزاب: ۳۳: ۴۰۔

”محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں، بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال

((إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْبَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبْنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبْنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ))<sup>①</sup>

”میری مثال اور ان تمام انبیائے کرام کی مثال جو مجھ سے پہلے آچکے ہیں، اس آدمی کی طرح ہے کہ جس نے مکان بنایا اور بہت اچھا اور خوبصورت بنایا، لیکن مکان کے ایک کونے میں سے ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی، لوگ اس کے مکان کے چاروں طرف گھومے، وہ مکان ان کو بڑا اچھا لگا اور وہ مکان بنانے والے سے کہنے لگے کہ آپ نے اس جگہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“

آپ ﷺ کے پیروکار سب سے زیادہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا أَمْثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كِبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))<sup>②</sup>

”قیامت کے دن سب سے زیادہ پیروکار میرے ہوں گے۔“

سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا تحفہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جناب جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے دروازہ کھلنے کی زور

① صحیح بخاری، المناقب: ۳۵۳۵؛ صحیح مسلم: ۵۹۶۱۔

② صحیح مسلم، الایمان: ۱۹۶۔

دارِ آوازسی اپنا سر اٹھایا اور نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ یہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا، اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے، جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا، اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ﷺ کو دونوں مبارک ہوں۔ آپ ﷺ سے پہلے یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کئے گئے (وہ یہ ہیں)

### فَاتِحَةُ الْكِتَابِ      سُوْرَةُ فَاتِحَةِ

وَخَوَاتِنُهُمْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ      سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ کی آخری دو آیات  
مزید فرمایا کہ جو شخص یہ دو آیات پڑھے گا، اسے اس کی مانگی ہوئی چیز ضروری دی جائے

گی۔ ①

### پانچ چیزوں کی خاص عطا

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
((أُعْطِيَتْ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَيِّبَةً طَهُورًا وَمَسْجِدًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكْتُهُ الصَّلَاةَ صَلَّى حَيْثُ كَانَ وَنَصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ وَأُعْطِيَتْ الشَّفَاعَةَ)) ②

”مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے، جو مجھ سے پہلے کسی کو عنایت نہیں کی گئی۔“ (۱) ہر نبی کو خاص اسی کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ اور سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ (۲) پہلے کسی نبی کے لیے مال غنیمت حلال نہ تھا، لیکن میرے لیے اسے حلال کیا گیا ہے۔ (۳) اور صرف میرے لیے ہی تمام زمین پاک، مطہر اور مسجد بنا دی گئی ہے، لہذا جو شخص نماز کو پالے، وہ اسی جگہ نماز پڑھے۔ (۴) اور میری ایسے رعب سے مدد کی گئی جو (لوگوں پر) ایک ماہ کی

① صحیح مسلم، فضائل القرآن: ۱۸۷۷۔ ② مسلم، المساجد: ۵۲۱۔

مسافت سے طاری ہو جاتا ہے۔ (۵) اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔“

## آسمانوں کی سیر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا کر معراج اور سیر کروائی اور کئی ایک تحائف سے نوازا ان میں سے سرفہرست نماز ہے۔ یہ اعزاز کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖؕ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلٰی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

الَّذِیْ بَرَكْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱﴾ ①

”وہ (ذات) پاک ہے، جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا، تاکہ اُسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائے، بیشک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔“

## نماز میں آگے پیچھے یکساں دیکھنا

آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم سمجھتے ہو کہ میری توجہ صرف سامنے ہوتی ہے، اللہ کی قسم!

تمہارا رکوع اور سجدہ مجھ سے مخفی نہیں ہوتا، میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔“ ②

آپ ﷺ سب سے پہلے زمین سے اٹھیں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:

((اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ))

”میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں، جس سے قیامت کے دن زمین (قبر) پھٹے

گی۔“

اور بعض دوسری روایات میں یہ الفاظ زائد ہیں:

((وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشْفَعٍ)) ③

① الاسراء: ۱۷، ۱۔ ② صحیح بخاری، الصلاة: ۴۱۸۔

③ صحیح مسلم: ۱۷۸۲؛ مسند احمد: ۵۴۰/۲۔

”میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا اور وہ پہلا شخص ہوں، جس کی سفارش قبول کی جائے گی۔“

سب سے پہلے روز قیامت جس امت کا حساب ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُحْسِنُ الْآخِرُونَ وَالْأَوَّلُونَ آخِرُ مَنْ يَبْعَثُ وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسِبُ))<sup>①</sup>

”ہم آخری بھی ہیں اور پہلے بھی اٹھائے جانے کے اعتبار سے آخری ہیں اور حساب ہونے کے اعتبار سے پہلے ہیں“ یعنی سب سے پہلے حساب امت محمدیہ کا ہوگا۔“

سب سے پہلے پل صراط عبور کریں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جہنم کے اوپر ایک پل رکھا جائے گا، سب سے پہلے میں اس سے گزروں گا۔“<sup>②</sup>

دل بیدار، آنکھیں سوتی ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے آپ سے استفسار کیا، اے اللہ کے

رسول! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُنَّا مَعْ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي))<sup>③</sup>

”میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔“

سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اعزاز بھی دیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سونے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے، حتیٰ کہ خراٹے بھرنے لگے، پھر

نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔<sup>④</sup>

① سنن ابن ماجہ: ۲۴۹۰؛ الطبرانی فی الاوائل، ص: ۱۴۔

② صحیح بخاری، الرقاق: ۶۵۷۳۔

③ صحیح بخاری، المناقب: ۳۵۶۹۔ ④ صحیح البخاری، الوضوء: ۱۳۸۔

## آگے پیچھے گناہوں کی معافی

اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء میں سے کئی انبیاء کا تذکرہ فرمایا اور ان کی غلطیوں کی نشاندہی بھی کی مثلاً:

﴿وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى ۖ ثُمَّ اجْتَبَسَهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَى ۝﴾ ①

”اور آدم نے اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف کیا تو (وہ اپنے مطلوب سے)

بے راہ ہو گئے، پھر ان کے پروردگار نے ان کو نوازا تو ان پر مہربانی سے توجہ

فرمائی اور سیدھی راہ بتائی۔“

مگر نبی کریم ﷺ کے لیے مطلق فرمایا:

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ﴾ ②

”تا کہ اللہ تمہاری اگلی اور پچھلی لغزشیں بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر

دے۔“

تمام بنی نوع انسان کے سردار جناب محمد ﷺ راتوں کو قیام اللیل اتنا طویل کرتے تھے

کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک سوچ جاتے تھے، تو آپ سے کہا گیا، آپ یہ کام کیوں کرتے

ہیں، حالانکہ آپ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا﴾ ③ ”کیا میں (اللہ کا) شکر گزار بندہ نہ ہوں۔“

## نماز بیٹھ کر پڑھنے میں بھی پورا ثواب

اسلام کا عام قانون ہے کہ اگر آدمی بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھے گا، تو اسے نصف

(آدھا) ثواب ملے گا، لیکن رسول اکرم ﷺ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ ﷺ کو پھر بھی

پورا ثواب ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ مجھے پتہ چلا

ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ”آدمی کی بیٹھ کر نفل نماز نصف ثواب رکھتی ہے۔“ اور آپ

بیٹھ کر پڑھتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں لیکن میں تم جیسا نہیں ہوں۔“ ④

① طہ: ۲۰-۱۲۱-۱۲۲۔ ② الفتح: ۴۸-۲۔ ③ صحیح بخاری: ۴۵۵۴؛ صحیح

مسلم: ۲۸۱۹۔ ④ صحیح مسلم، صلاة المسافرين وقصرها: ۷۳۵۔

## تیس جو انوں کی قوت کے مالک

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تیس آدمیوں کی طاقت جتنی طاقت عطا کر رکھی تھی، اس کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات یا دن میں بیک وقت اپنی تمام ازواج کے قریب جاتے تھے، وہ نو تھیں، راوی حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ اتنی طاقت رکھتے تھے؟ تو انھوں نے بتایا کہ ہم باتیں کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی ہے۔<sup>①</sup>

آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا حقیقت میں دیکھنا  
آپ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا، لہذا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔“<sup>②</sup>  
لیکن ضروری ہے کہ خواب میں نبی ﷺ کو دیکھنے والا آپ ﷺ کے حلیے اور صورت کی شناخت رکھتا ہو۔

جنت میں بلا حساب داخلہ  
نبی کریم ﷺ کی امت میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے، ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار مزید ہوں گے، یہ امتیاز کسی اور نبی کو حاصل نہیں۔<sup>③</sup>

آپ ﷺ کی موجودگی میں عذاب سے بچاؤ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ط وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ

يَسْتَغْفِرُونَ﴾<sup>④</sup>

”اور اللہ ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے، انہیں عذاب دیتا اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے۔“

① صحیح البخاری، الغسل: ۳۶۸؛ صحیح مسلم: ۲۰۹۔

② صحیح البخاری، العلم: ۱۱۰۔ ③ صحیح البخاری، الرقاق: ۶۵۴۱؛ صحیح

مسلم: ۲۱۶؛ سنن ترمذی: ۲۴۳۷۔ ④ الأنفال: ۸: ۳۳۔

## روزِ قیامت سفارش کا حق

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور وہ قیامت کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کریں گے (اور محدث محمد بن عبید العنبری راوی حدیث فرماتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی جائے گی کہ کس طرح قیامت کی پریشانی کو دور کیا جائے) تو وہ کہیں گے، ہم کسی شخص کو اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لیے لاتے ہیں، تاکہ وہ ہمیں اس جگہ کی پریشانی سے نجات دلائے، تو جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ آدم ہیں، تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور آپ کے جسم میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کریں، تاکہ وہ ہم کو اس پریشانی سے نجات دے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس موقع پر اپنی خطا یاد کریں گے اور فرمائیں گے کہ یہ میرا مقام نہیں ہے۔ (ان کو اپنے رب سے حیا آئے گی) لیکن تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو کہ پہلے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث فرمایا تھا، پھر لوگ جناب نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے اور حضرت نوح بھی معذرت کر لیں گے اور فرمائیں گے کہ مجھ سے ایک خطا ہو گئی تھی، لہذا مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

تم ایسا کرو، تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا تھا، تو لوگ جناب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، لیکن جناب ابراہیم علیہ السلام بھی معذرت کریں گے اور اپنی خطا کا ذکر کر کے رب کے سامنے اس فعل سے باز رہیں گے اور فرمائیں گے کہ تم جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا تھا اور ان کو تورات عطا کی، تو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی خطا کا ذکر کر کے معذرت کر لیں گے اور اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے سے حیا کریں گے اور کہیں گے کہ تم جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو کہ روح اللہ اور کلمہ اللہ ہیں، لوگ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، حضرت محمد ﷺ کی خدمت

میں جاؤ! جن کے پہلے اور پچھلے سب گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، پھر لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے اور میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا، تو مجھے اجازت مل جائے گی، پھر میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے، مجھے اسی حالت میں رہنے دیں گے پھر مجھے کہا جائے گا۔

((اِزْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْتُ تَسْمَعُ وَ سَلْتُ تُعْطَىٰ وَ اِشْفَعُ تَشْفَعُ))

”اے محمد ﷺ! اپنا سر مبارک اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات قابل سماعت ہے، مانگیں آپ کو نوازا جاتا ہے، سفارش فرمائیں، آپ کی سفارش قابل قبول ہے۔“

تو اس موقع پر میں اپنے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کروں گا، جو اس وقت مجھے تعلیم ہوگی پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، پھر میں سجدے میں چلا جاؤں گا، جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے، مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیں گے، پھر کہا جائے گا:

((يَا مُحَمَّدُ اِزْفَعْ رَأْسَكَ وَ قُلْتُ تَسْمَعُ لَكَ وَ سَلْتُ تُعْطَىٰ وَ اِشْفَعُ تَشْفَعُ))

”اے محمد ﷺ! آپ اپنا سر اٹھائیں کہیں آپ کی بات قابل سماعت ہے، سوال کیجئے عنایت کیا جائے گا، سفارش فرمائیں، قبول کی جائے گی۔“

تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا، تو رب تعالیٰ کی تحمیدات کروں گا، جو کلمات اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت سیکھائیں گے، پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، پس میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

راوی حدیث کہتے ہیں، معلوم نہیں کہ تیسری یا چوتھی دفعہ کے بعد آپ ﷺ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرمائیں گے، جہنم میں اب صرف وہ ہیں، جن کے لیے ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہے اور قرآن نے ان کے لیے خلونار کو واجب کر دیا ہے۔<sup>①</sup>

① صحیح مسلم، الايمان، باب ادنى اهل الجنة منزلة فيها: ٤٢٣ (٤٧٥)۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## ریاض الجنۃ کی عنایت

نبی مکرم جناب محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بھی عطا فرمایا ہے کہ آپ کے گھراور منبر کی درمیانی جگہ کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا ٹکڑا فرمایا ہے اور وہاں نماز پڑھنے کی تلقین بھی فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ )) ①

”میرے گھراور منبر کی درمیانی جگہ جنت کا باغیچہ ہے۔“

## نہر کوثر کا اعزاز

روز قیامت میدانِ محشر میں اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ایک حوض عطا فرمائے گا، جس سے وہ اپنی اپنی امت کو پانی پلائیں گے، جو اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو بھی عطا فرمائیں گے، لیکن نہر کوثر اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں عطا فرمائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ سورت نازل فرمائی:

(( اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ ۗ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَاَنْحَرْ ۗ ۙ اِنَّ شَاۤءِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۗ )) ②

” (اے محمد!) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔ تو اپنے پروردگار کے لئے نماز

پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔“

تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

”کوثر جنت میں ایک نہر ہے، جس پر خیر کثیر ہے، آپ کی ساری امت اس نہر پر پانی

پینے جائے گی، اس کے برتن آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہوں گے۔“ ③

## ساتھی جن کا اسلام لانا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح بخاری، فضائل مدینہ: ۱۸۸۸؛ صحیح مسلم: ۱۳۹۰۔

② الکوثر ۱۰۸: ۱-۳۔

③ صحیح مسلم، الطہارۃ، باب استحباب إطالة الغرة: ۲۴۷۔

((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، إِلَّا وَقَدْ وَجَّهَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ)) قَالُوا  
وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ ((وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنْ اللَّهُ أَعَانَنِي عَلَيْهِ  
فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ)) ①

”ہر شخص کے ساتھ ایک جن ساتھی ہوتا ہے اور ایک فرشتہ۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی؟ تو آپ نے فرمایا: ”میرے ساتھ بھی لیکن میرے جن کے خلاف اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا ہے، اب وہ بھی مجھے نیکی ہی کا مشورہ دیتا ہے۔“

عرش کے قریب خاص مقام

آپ ﷺ نے فرمایا: ”روز محشر مجھے جتنی لباس پہنایا جائے گا اور آپ کا قیام عرش کے دائیں ہاتھ ہوگا۔“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
((أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُنْسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ  
أَقُومُ عَنِ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِكَ  
الْمَقَامَ غَيْرِي)) ②

”میں سب سے پہلے زمین سے نکلوں گا، پھر مجھے جتنی لباس پہنایا جائے گا، پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا، میرے سوا تمام مخلوق میں سے کوئی بھی اس جگہ کھڑا نہ ہوگا۔“

① صحیح مسلم، صفات المنافقین وأحكامهم، باب تحريش الشيطان.....: ٢٨١٤؛ مسند أحمد: ٤٠١/١؛ سنن دارمی: ٢٧٣٧۔

② سنن الترمذی، المناقب، باب أنا أول الناس خروجاً إذا بعثوا.....: ٣٦١١، حدیث حسن غریب صحیح۔

## پہچان پیغمبر ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۸۵﴾﴾

”اور جب اللہ نے سب نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ میں کتاب و حکمت میں سے جو کچھ تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو، جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا؟ انہوں نے کہا: ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو گواہ رہو اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہوں سے ہوں۔“

تمہیدی کلمات

ہمارے پیارے نبی جناب محمد ﷺ ہیں، ہم سب پر لازم ہے کہ ہم اپنے نبی ﷺ کا تعارف، ان کی پہچان رکھیں، کیونکہ جن لوگوں نے آقا ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، انہوں نے تو ایک نظر ہی میں پہچان لیا کہ آپ ہی آخر الزمان پیغمبر ہیں وہ الگ بات ہے کہ نسل بنی اسماعیل علیہم السلام سے ہونے کی وجہ سے نبی اسرائیل اور نبی اسحاق کی نسل کے لوگوں نے تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے آپ کو پہچانتے ہوئے بھی آپ کو پہچاننے سے انکار کر دیا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ذات اقدس کو جانور، شجر، پتھر الغرض ہر چیز نے آپ کو پہچان لیا۔ آئیے آج اسی حوالہ سے گفتگو کرتے ہیں۔

یہود کا پہچانا

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نبی کا تعارف انبیاء کی جماعت میں کروایا، جس کا ذکر قرآن مقدس میں موجود ہے۔ آپ ﷺ کی پہچان سابقہ اقوام کو ان کی کتابوں کے ذریعے ہو چکی تھی، جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے بارے میں قرآن میں ہی ذکر ملتا ہے کہ یہ لوگ آپ ﷺ کی آمد کے منتظر تھے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا بِالْكِتَابِ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ ①

”وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی، اسے پہچانتے ہیں، جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں سے کچھ لوگ یقیناً حق کو چھپاتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں۔“

حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہما جو کہ اصحاب بدر میں تھے سے مروی ہے کہ بنو عبد الاشہل میں ہمارا ایک یہودی پڑوسی تھا، ایک دن وہ نبی ﷺ کی بعثت سے تھوڑا ہی عرصہ قبل اپنے گھر سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور بنو عبد الاشہل کی مجلس کے پاس پہنچ کر رک گیا، میں اس وقت نو عمر تھا، میں نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اور میں اپنے گھر کے صحن میں لیٹا ہوا تھا، وہ یہودی دوبارہ زندہ ہونے، قیامت، حساب کتاب، میزان عمل اور جنت و جہنم کا تذکرہ کرنے لگا، یہ بات وہ ان مشرک اور بت پرست لوگوں سے کہہ رہا تھا، جن کی رائے میں مرنے کے بعد دوبارہ زندگی نہیں ہوتی تھی، اس لیے وہ اس سے کہنے لگے: اے فلاں! تجھ پر افسوس ہے، کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ موت کے بعد لوگوں کو زندہ کیا جائے گا اور انہیں جنت و جہنم نامی جگہ منتقل کیا جائے گا، جہاں ان کے اعمال کا انہیں بدلہ دیا جائے گا۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں۔

وَالَّذِي يُخَلِّفُ بِهِ لَوَدَّ أَنْ لَهُ بِحَظِّهِ مِنْ تِلْكَ النَّارِ أَعْظَمَ تَنُورٍ فِي الدُّنْيَا، يُحْمَوْنَ ثُمَّ يُدْخِلُونَهُ إِتْيَاهُ فَيُطَبَّقُ بِهِ عَلَيْهِ.

”اس ذات کی قسم! جس کے نام کی قسم اٹھائی جاتی ہے، مجھے یہ بات پسند ہے کہ

دنیا میں ایک بہت بڑا شور خوب دہکایا جائے گا اور مجھے اس میں داخل کر کے اسے اوپر سے بند کر دیا جائے گا۔“

اور اس کے بدلے لکل کو جہنم کی آگ سے نجات دیدی جائے گی اور وہ لوگ کہنے لگے کہ اس کی علامت کیا ہے، اس نے جواب دیا کہ اس کی علامت ایک نبی ہے، جو ان علاقوں سے مبعوث ہوگا، یہ کہہ کر اس نے مکہ مکرمہ اور یمن کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے پوچھا کہ وہ کب ظاہر ہوگا، اس یہودی نے مجھے دیکھا کیونکہ میں ان میں سب سے زیادہ چھوٹا تھا اور کہنے لگا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو انہیں ضرور پالے گا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی دن رات کا چکر ختم نہیں ہوا تھا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو مبعوث فرمادیا، وہ یہودی بھی اس وقت تک ہمارے درمیان زندہ تھا۔

فَأَمَّا بِهِ وَكَفَّرَ بِهِ بَعْنًا وَحَسَدًا.

”ہم تو نبی ﷺ پر ایمان لے آئے، لیکن وہ سرکشی اور حسد کی وجہ سے کفر پر اڑا رہا۔“

ہم نے اس سے کہا کہ فلاں تجھ پر افسوس ہے، کیا تو وہی نہیں ہے، جس نے اس پیغمبر کے حوالے سے اتنی لمبی تقریر کی تھی، اس نے کہا: کیوں نہیں لیکن میں ان پر ایمان نہیں لاؤں گا۔<sup>①</sup>

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے رفیق سے کہا کہ چل ہمارے ساتھ اس نبی کی طرف، تو اس نے کہا: ان کو نبی نہ کہو، اگر وہ سن لیں تو ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی، یعنی بہت خوش ہوں گے، وہ دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ”نو“ واضح احکامات کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”وہ نو حکم یہ ہیں، اللہ کیساتھ کسی کو شریک مت بناؤ، زنا نہ کرو، اس جان کو قتل نہ کرو، جس کو اللہ نے قتل کرنا حرام قرار دیا ہے، مگر حق کے ساتھ، کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ کہ وہ اسے قتل کر دے، جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ، پاکباز عورتوں پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ، لڑائی کے دن میدان

① مسند احمد: ۱۵۸۴۱، حسن۔

جنگ سے نہ بھاگو، اور خاص تمہارے لئے اے یہود! کہ تم ہفتہ کے دن حد سے تجاوز نہ کرو۔  
راوی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو چوما اور کہنے لگے:  
نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ.

”ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔“

تو آپ نے فرمایا: پھر کونسی چیز تمہیں میری اطاعت سے روکتی ہے؟ کہنے لگے  
داؤد علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ نبی ہمیشہ ان کی اولاد میں رہیں، ہم ڈرتے ہیں کہ اگر تمہارے مطیع  
ہو جائیں تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے۔<sup>①</sup>

صفیہ بنت حمیٰ فرماتی ہیں، جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے، میرا باپ اور میرا  
چچا ابو یاسر بن اخطب دونوں آپ کے پاس گئے، پھر واپس پلٹے، فرماتی ہیں میں نے اپنے  
چچا کو سنا کہ وہ میرے باپ سے پوچھ رہا تھا کہ یہ وہی ہیں؟ تو جواب ملا، ہاں اللہ کی قسم! چچا  
نے پوچھا آپ ان کو ان کی صفات سے اچھی طرح پہچانتے ہیں تو جواب ملا۔ ہاں اللہ کی  
قسم! تو پھر چچا نے سوال کیا، تیرے دل میں اسکا کیا مقام و مرتبہ ہے؟ تو جواب ملا، اللہ کی قسم!  
عداوت میرے دل میں رہے گی، جب تک میں زندہ رہوں گا۔<sup>②</sup>

بشارت عیسیٰ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَبْنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ  
مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي  
اسْمُهُ أَحْمَدٌ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ﴾<sup>③</sup>  
”اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! بلاشبہ میں تمہاری طرف  
اللہ کا رسول ہوں، اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، جو مجھ سے پہلے تورات کی

① سنن ترمذی، الاستئذان والادب، باب ماجاء فی قبلة الید والرجل: ۳۳۲۷۔

② الخصائص الکبریٰ، باب اجتماع الیہود بالنبی ﷺ لما قدم المدینة وسوالہم

لہ و معرفتہم، ج ۱، ص ۳۵، دارالکتب العلمیہ، طبع ۲۰۰۳۔ ③ الصنف ۶۱: ۶۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صورت میں ہے اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں، جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے کہا: یہ کھلا جادو ہے۔“

### راہب کی پہچان

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطالب تجارت کے لئے شام کی طرف گئے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ چل دیئے۔ قریش کے شیوخ بھی ساتھ تھے۔ جب وہ لوگ راہب کے پاس پہنچے، تو ابوطالب اترے، لوگوں نے بھی اپنے کجاوے کھول دیئے۔ راہب ان کے پاس آیا۔ یہ لوگ ہمیشہ وہاں سے گزرا کرتے تھے، لیکن وہ نہ ان لوگوں کے پاس آیا اور نہ ہی ان کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ ابھی کجاوے کھول ہی رہے تھے کہ راہب ان کے درمیان گھس گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا:

هَذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ، هَذَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ، يَبْعَثُهُ اللَّهُ رَحْمَةً  
لِلْعَالَمِينَ، فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخُ مِنْ قُرَيْشٍ مَا عَلِمْتُكَ، فَقَالَ إِنَّكُمْ  
حِينَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعُقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا  
وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيِّ.

”یہ تمام جہانوں کے سردار ہیں۔ یہ تمام جہانوں کے مالک کے رسول ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجیں گے۔ قریش کے مشائخ کہنے لگے کہ تمہیں یہ کس طرح معلوم ہوا؟ کہنے لگا کہ جب تم لوگ اس ٹیلے پر سے اترے تو کوئی پتھر یا درخت ایسا نہیں رہا، جو سجدہ میں نہ گر گیا ہو اور یہ نبی کے علاوہ کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے۔“

میں انہیں نبوت کی مہر سے بھی پہچانتا ہوں، جو ان کے شانے کی اوپر والی ہڈی پر سیب کی طرح ثبت ہے۔ پھر واپس گیا اور ان کے لئے کھانا تیار کیا، جب وہ کھانا لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ چرانے کے لیے گئے ہوئے تھے۔ راہب کہنے لگا کہ کسی کو بھیج کر انہیں

بلاؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ جب تشریف لائے، تو بدلی آپ ﷺ پر سایہ کئے ہوئے، ساتھ چل رہی تھی۔ لوگ درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ جب بیٹھے تو درخت جھک گیا اور آپ ﷺ پر سایہ ہو گیا۔ راہب کہنے لگا: دیکھو درخت بھی ان کی طرف جھک گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ وہیں کھڑا نہیں قسم دے کر کہنے لگا کہ انہیں روم نہ لے جاؤ۔ وہاں کے لوگ انہیں دیکھ کر ان کے اوصاف سے پہچان لیں گے اور قتل کر دیں گے۔ پھر راہب متوجہ ہوا تو دیکھا کہ سات روئی آئے ہیں اور ان سے پوچھنے لگے کہ کیوں آئے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ یہ نبی اس مہینے میں (گھر سے) باہر نکلنے والے ہیں۔ لہذا ہر راستے پر کچھ لوگ بٹھائے گئے ہیں، جب ہمیں تمہارا پتہ چلا تو ہمیں اس طرف بھیج دیا گیا۔ راہب نے پوچھا کہ کیا تمہارے پیچھے بھی کوئی ہے جو تم سے بہتر ہو۔ کہنے لگے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ (نبی) تمہارے راستے میں ہے۔ راہب کہنے لگا دیکھو اگر اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ کر لیں تو یا کوئی شخص انہیں روک سکتا ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ راہب نے کہا کہ پھر ان کے ہاتھ پر بیعت کرو اور ان کے ساتھ رہو۔ پھر وہ (راہب) اہل مکہ سے مخاطب ہوا اور قسم دے کر پوچھا کہ ان کا سر پرست کون ہے۔ انہوں نے کہا: ابوطالب۔ وہ انہیں قسمیں دیتا رہا یہاں تک کہ ابوطالب نے آپ ﷺ کو واپس بھیج دیا۔ ❶

### چچا ابوطالب بھی پہچان گیا تھا

آپ کا چچا ابوطالب جس نے ہمیشہ آپ کا دفاع کیا آپ سے تعاون و ہمدردی کا اظہار کیا، دل سے نبوت کی تصدیق بھی کی لیکن زبان سے کلمہ شہادت نہ پڑھا، جب نبی ﷺ نے اپنے چچا کو دعوت دی، لا الہ الا اللہ پڑھنے کو کہا تو ابوطالب نے کہا:

لَوْلَا اَنْ تُعَيِّرَنِي قُرَيْشٌ يَقُولُوْنَ حَمَلَكُ عَلَى ذَالِكَ الْجَزْعِ  
لَا قُرْتُ بِهَا عَيْنَكَ. ❷

❶ سنن ترمذی، أبواب المناقب، باب ما جاء في بدء نبوة النبي ﷺ: ۳۶۲۰، قال الشيخ الالبانی صحیح۔

❷ صحیح مسلم، الايمان، باب الدليل على صحة اسلام من حضره الموت: ۲۴۔

”بھتیجے! اگر قریش کی طعنہ زنی کا ڈرنہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ گھبراہٹ نے ابو طالب کو لا الہ الا اللہ کہنے پر مجبور کر دیا، تو میں یہ کلمہ پڑھ کر تیری آنکھیں ضرور ٹھنڈی کرتا۔“

پتھر کی پہچان

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِلَيَّ لَأَعْرِفُهُ الْآنَ)) ①

”میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں کہ جو مکہ مکرمہ میں میرے مبعوث ہونے سے پہلے مجھ پر سلام کیا کرتا تھا۔“

ایک دفعہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین رفقاء حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ احد پہاڑ کی جانب گئے، جب احد پر آپ قدم رنجہ ہوئے تو اچانک پہاڑ نے حرکت شروع کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کی جنبش اور کانپنا دیکھ کر اپنا قدم مبارک احد پہاڑ پر مارا اور فرمایا:

((أُثْبِتُ يَا أَحَدُ فَإِنَّ عَلَيْكَ نَبِيًّا وَصَدِيقًا وَشَهِيدًا)) ②

”اے احد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید (عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم) ہیں۔“

اسی لیے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد کے متعلق کہا کرتے تھے۔

((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) ③

”(لوگو!) یہ احد کے پتھر ہم سے محبت کرتے ہیں، اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔“

① صحیح مسلم، الفضائل، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وتسلیم الحجر علیہ قبل النبوة ۲/۲۲۷۷۔

② صحیح بخاری، فضائل الصحابة، باب مناقب ابی بکر: ۳۶۷۵۔ ③ صحیح بخاری، المغازی، باب احد یحبنا ونحبہ: ۴۰۸۴؛ صحیح مسلم: ۱۳۹۳۔

## درختوں نے پہچان لیا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے، مگر وہاں پردے کے لیے کوئی چیز نظر نہ آئی، آپ نے ادھر ادھر دیکھا تو وادی کے کنارے پر دو درخت نظر آئے، جو ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے، آپ نے ایک درخت کی ایک ٹہنی کو پکڑا، تو وہ درخت آپ کے پیچھے چل پڑا، جیسے نکیل والا اونٹ چلتا ہے، نصف فاصلہ طے ہو گیا تو آپ نے دوسرے درخت کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا، وہ دونوں درخت اللہ کے حکم سے آپس میں مل گئے۔ ان کے پردے میں آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو وہ دونوں علیحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ پر لوٹ گئے۔<sup>①</sup>

## کھجور کے تنے نے پہچان لیا

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن ایک درخت یا کھجور (کے تنے) سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ انصار کی ایک خاتون یا ایک مرد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے لیے منبر نہ بنوادیں.....؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اگر تم چاہو تو بنوادو!“

انہوں نے آپ ﷺ کے لیے ایک منبر بنوادیا، جب جمعہ کا دن آیا، تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے، کھجور کا تنہا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا، جیسے بچہ چلا کر روتا ہے، نبی کریم ﷺ منبر سے اترے (اس تنے یا) درخت کو اپنے سینے سے لگایا، تو وہ اس بچے کی طرح باریک آواز نکالنے لگا، جس کو تسلی دی جائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ اس لیے روتا ہے کہ پہلے میرے قریب ہونے کی وجہ سے اللہ کا ذکر سنتا تھا۔“<sup>②</sup>

## ورقہ بن نوفل کی پہچان

جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کو اپنے چچا زاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں

① صحیح مسلم، الزهد: ۳۰۱۲۔

② صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام: ۳۵۸۴۔

تو ورقہ نے سب کچھ پوچھنے کے بعد کہا:

هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَى.

کہ یہی وہ ناموس ہے، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔

يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَدْعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ.

کاش میں نو جوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا، جب تمہاری قوم تمہیں نکال

دے گی۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟“ ورقہ نے جواب دیا،

ہاں جو چیز تو لے کر آیا ہے، اس طرح کی چیز جو بھی لے کر آیا، اس سے دشمنی کی گئی، اگر میں تیرا

زمانہ پاؤں تو میں تیری پوری مدد کروں گا۔ ①

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک سفر کے دوران میں ہم نبی کریم ﷺ کے

ساتھ تھے۔ اسی دوران میں ایک آدمی آیا، جب وہ نبی کریم ﷺ کے قریب ہوا، تو نبی

کریم ﷺ نے دریافت کیا تم کہاں جا رہے ہو۔ اس نے جواب دیا، اپنے گھر جا رہا ہوں،

نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا:

((هَلْ لَكَ فِي خَيْرٍ؟)) قَالُوا مَا هُوَ؟

”کیا تمہیں بھلائی میں کوئی دلچسپی ہے۔“ اس نے جواب دیا، وہ کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں، صرف وہی

معبود ہے، اس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اس کے

خاص بندے اور رسول ہیں۔ وہ دیہاتی بولا:

وَمَنْ يَشْهَدُ عَلَيَّ مَا تَقُولُ؟ قَالَ ((هَذِهِ السَّلْمَةُ)).

آپ کی اس بات کی گواہی کون دے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیکر کا ایک

درخت۔“ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس درخت کو بلایا، وہ درخت وادی کے کنارے پر موجود

تھا۔ وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے

اس سے تین مرتبہ گواہی مانگی اور اس نے تین مرتبہ اس بات کی گواہی دی، جو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا، پھر وہ واپس اس جگہ پر چلا آیا، جہاں وہ موجود تھا۔ وہ دیہاتی اپنی قوم میں واپس جاتے ہوئے بولا۔ اگر ان لوگوں نے میری پیروی کی تو میں انہیں آپ کے پاس لاؤں گا اور اگر نہیں کی تو میں واپس آ جاؤں گا اور میں آپ کے پاس رہوں گا۔ ❶

شاہ روم ہرقل نے پہچان لیا

شاہ روم ہرقل کے نام مکتوب ارسال کیا، اس نے خط بنظر غائر پڑھا، پھر کہا: قریش کے قافلے کو بلاؤ اور قافلے سے پوچھا:

تم میں سے کون مدعی رسالت کے زیادہ قریب ہے؟

ابوسفیان نے کہا: ”میں“

تو ابوسفیان سے سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا، پھر آخر ہرقل کہنے لگا۔

میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا، تم نے کہا: ”وہ ہم میں عالی نسب ہیں“

میں نے پوچھا کہ یہ بات تمہارے اندر پہلے کسی نے کہی ہے؟ تم نے کہا۔ ”نہیں“

میں نے کہا: تم نے کبھی اس پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا؟ تم نے کہا۔ ”نہیں“

میں نے پوچھا کہ بڑے لوگ اسکے پیرو ہیں یا کمزور؟ تم نے کہا: ”کمزوروں نے اسکی اتباع کی ہے“ دراصل یہی لوگ پیغمبروں کے قہقین ہوتے ہیں۔

میں نے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ تم نے کہا: ”وہ بڑھ رہے ہیں۔“۔ ایمان کی یہی کیفیت ہوتی ہے، حتیٰ کہ وہ کامل ہو جاتا ہے۔

میں نے تم سے پوچھا کہ کوئی شخص اس سے ناخوش ہو کر اس کے دین سے مرتد بھی ہوا ہے؟ تم نے کہا: ”نہیں“ تو ایمان کی یہی خاصیت ہوتی ہے کہ جب اس ایمان کی بشارت کسی دل میں بس جائے تو پھر وہ انسان جائے تو کہاں؟

میں نے پوچھا کہ وہ کبھی عہد شکنی بھی کرتے ہیں؟ تم نے کہا۔ ”نہیں“ پیغمبروں کا یہی

❶ سنن دارمی باب ما کان علیہ الناس قبل مبعث النبی ﷺ من الجہل

حال ہوتا ہے، وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ ①

بھیڑیے کا پہچانا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کیا اور اس کو پکڑ کر لے گیا، چرواہا اس کی تلاش میں نکلا اور اسے بازیاب کر لیا، وہ بھیڑیا اپنی دم کے بل بیٹھ کر کہنے لگا:

أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ، تَنْزِعُ مِنِّي رِزْقًا سَأَقَهُ اللَّهُ إِلَيَّ.

”تم اللہ سے نہیں ڈرتے کہ تم نے مجھ سے میرا رزق جو اللہ نے مجھے دیا تھا چھین لیا؟“

وہ چرواہا کہنے لگا تعجب ہے کہ ایک بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ کر مجھ سے انسانوں کی طرح بات کر رہا ہے؟ وہ بھیڑیا کہنے لگا:

أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَعْجَبَ مِنْ ذَلِكَ؟ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَتْرِبُ يُخْبِرُ النَّاسَ بِأَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ.

میں تمہیں اس سے زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں؟ محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یشرب میں لوگوں کو ماضی کی خبریں بتا رہے ہیں۔

جب وہ چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہوا مدینہ منورہ واپس پہنچا تو اپنی بکریوں کو ایک کونے میں چھوڑ کر نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ گوش گزار کر دیا، نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے حکم پر، الصلوٰۃ جامعہ کی منادی کر دی گئی، نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے گھر سے نکلے اور چرواہے سے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اپنا واقعہ بیان کرو، اس نے لوگوں کے سامنے سارا واقعہ بیان کر دیا، نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اس نے سچ کہا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُكَلِّمَ السَّبَاعَ

الْإِنْسِ، وَيُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَابَهُ سَوْطِهِ، وَشِرَاكَ نَعْلِهِ، وَيُخْبِرَهُ

فَخِذَاهُ بِمَا أَحَدَتْ أَهْلُهُ بَعْدَهُ)). ②

① صحیح بخاری، الوحي: ۴۵۵۳، ۲۹۴۱، ۷۔ ② مسند احمد: ۱۱۷۹۲۔

”اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کرنے لگیں، اور انسان سے اس کے کوڑے کا دستہ اور جوتے کا تمہہ باتیں نہ کرنے لگے، اور ان کی ران اسے بتائے گی کہ اس کے پیچھے اس کے اہل خانہ نے کیا کیا۔“

### شیر کا پہچانا

حضرت سفینہ جو رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جہاز میں سفر کر رہا تھا کہ وہ جہاز ٹوٹ گیا، میں ایک تختے پر بیٹھ گیا، وہ تختہ مجھے درختوں کے ایک جھنڈ میں لے آیا، وہاں ایک شیر بیٹھا تھا، تو جو میری طرف بڑھا تو میں نے اسکو مخاطب ہو کر کہا:

يَا أَبَا الْحَارِثِ، أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَطَأَطًا رَأْسُهُ.  
 ”اے ابو الحارث (یہ شیر کی کنیت ہے) میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں، تو اس نے ادب سے گردن جھکا لی۔“

اور دم ہلاتے ہوئے میرے پاس آ گیا، جب بھی کوئی آواز سنا تو اس کی طرف جاتا، چنانچہ اس نے مجھے ساتھ لیکر جنگل سے باہر ایک راستے پر لا کر کھڑا کیا، پھر کچھ دیر آوازیں نکالتا رہا، گویا مجھے الوداع کہہ رہا ہو۔ ①

### اونٹ نے پہچان لیا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے:

”اے اللہ کے رسول! باغ میں ہمارا ایک اونٹ بے قابو ہو گیا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور اونٹ سے فرمایا: ادھر آؤ۔ وہ اونٹ فوراً سر جھکا کر آپ کے پاس آ گیا۔ آپ نے اسے کیل ڈالی اور مالکوں کے سپرد کر دیا۔ یہ منظر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی دیکھ رہے تھے، انہوں نے بے ساختہ کہا: اے اللہ کے رسول! یوں لگتا

ہے کہ اسے آپ کے نبی ہونے کا علم تھا (یعنی اس نے آپ کو پہچان لیا ہے)  
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مدینہ منورہ کے دو پتھر لیلے میدانوں کے درمیان ہر چیز جانتی ہے کہ میں نبی  
ہوں۔ صرف کافر انسان اور جن نہیں جانتے۔“<sup>①</sup>

ایک روایت میں ہے کہ وہ اونٹ رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگا آیا اور آپ کے  
سامنے سجدے میں گر پڑا۔ صحابہ کرام نے فرمایا:

اے اللہ کے رسول! یہ جانور جو شعور نہیں رکھتے، آپ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں، ہمارا  
تو زیادہ حق بنتا ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کیا کریں۔ آپ نے فرمایا: ”کسی انسان کے لیے جائز  
نہیں کہ وہ دوسرے انسان کے لیے سجدہ کرے۔ اگر انسان کے لیے کسی انسان کو سجدہ کرنا  
جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے کہ خاوند کا حق عورت پر بہت زیادہ  
ہے۔“<sup>②</sup>

حضرت عبداللہ بن قرظ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید الاضحیٰ کے دن پانچ یا چھ اونٹنیاں نحر  
کے لیے پیش کی گئیں، آپ ﷺ انہیں نحر کرنے کے لیے آگے بڑھے، تو ہراونٹی آپ کی  
طرف گردن بڑھانے لگی، تاکہ آپ پہلے اسے ذبح کریں۔<sup>③</sup>  
کتوے کا واقعہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اپنے (چرمی)  
موزے منگوائے، ابھی ایک موزہ پہنچا تھا کہ ایک کتا آیا اور دوسرا موزا اٹھا کر لے گیا، کچھ دو جا  
کر اس نے موزہ پھینک دیا موزے سے ایک سانپ نکل کر بھاگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
(مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَلْبَسُ خُفَيْهِ حَقِّي  
يَنْقُضَهُمَا))<sup>④</sup>

① المعجم الكبير للطبرانی ۱۲/۱۵۵/۱۲۴۴ سندہ حسن۔

② مسند أحمد: ۱۵۸/۳، سندہ جید۔

③ سنن ابی داود، المناسک: ۱۷۶۵؛ المستدرک للحاکم: ۲۲۱/۴، صحیح۔

④ المعجم الصغير للطبرانی: ۱۸۰/۲، سندہ صحیح۔

”جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ موزے نہ پہنے، جب تک انھیں اچھی طرح جھاڑ نہ لے۔“

عبداللہ بن سلام کے پیمان

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے، تو لوگ دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف آئے اور مشہور ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ آیا، تاکہ نبی اکرم ﷺ کو دیکھوں۔ جب میری نظر آپ ﷺ کے چہرہ انور پر پڑی

أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ  
(يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا  
وَالنَّاسُ نِيَامًا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ) ①

تو میں جان گیا کہ یہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر پہلی مرتبہ یہ بات فرمائی: ”اے لوگو! سلام کو رواج دو، لوگوں کو کھانا کھاؤ اور رات کو جب لوگ سو جائیں تو نماز پڑھا کرو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو گے۔“

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جب نبی ﷺ کی آمد کا سنا آئے اور آکر کہا میں آپ سے ان تین چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا، جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

① قیامت کی اولین نشانی کونسی ہے؟

② وہ پہلا کونسا کھانا ہوگا، جس سے اہل جنت کی ضیافت ہوگی؟

③ بچہ کبھی باپ پر جاتا ہے اور کبھی ماں پر اس کا سبب کیا ہے؟

صادق و مصدوق، ناطق و وحی کی زبان مبارک حرکت میں آئی۔ فرمانے لگے، جبرائیل نے مجھے ابھی ابھی بتلایا ہے۔

① قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے، جو لوگوں کو مشرق سے ہانک کر مغرب کی طرف لے

① سنن ترمذی أبواب صفة القيامة والرقائق والورع: ۲۴۸۵، صحیح۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جائے گی۔

② وہ پہلا کھانا، جس سے اہل جنت کی مہمان نوازی کی جائے گی، وہ مچھلی کی کلیجی کا بڑھا ہوا ٹکڑا ہوگا۔

③ بچہ باپ کی شکل پر اس وقت جاتا ہے، جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جاتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جائے تو بچے کی صورت ماں پر چلی جاتی ہے۔

تو عبد اللہ بن سلام کہنے لگے: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ ①

ضداد ازدی کا پہچانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ضداد ازدی ایک مرتبہ مکہ مکرمہ آئے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ان چند نوجوانوں کو بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے تھے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جنون کا علاج کرتا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یہ کلمات فرمائے کہ تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں، ہم اس سے مدد اور بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کے شر سے اس کی پناہ میں آتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے دے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ضداد نے کہا کہ یہ کلمات دوبارہ سنائیے، پھر کہا:

لَقَدْ سَمِعْتُ الشَّعْرَ، وَالْعِيَاقَةَ، وَالنَّكْهَانَ، فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ هَذِهِ  
النَّكَلِمَاتِ، لَقَدْ بَلَّغَنَ قَامُوسَ الْبَحْرِ، وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. فَأَسْلَمَ. ②

میں نے شعر، نجوم اور کہانت سب چیزیں سنی ہیں، لیکن ایسے کلمات کبھی نہیں سنے،

① صحیح بخاری، المناقب: ۳۹۳۸، ۳۳۲۹۔ ② مسند احمد: ۲۷۴۹، صحیح

یہ تو مسند کی گہرائی تک پہنچے ہوئے کلمات ہیں، یہ کہا اور کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا اس کلمہ کی ضمانت آپ اور آپ کی قوم دونوں پر ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں مجھ پر بھی اور میری قوم پر بھی، چنانچہ اس واقعے کے کچھ عرصے بعد نبی ﷺ کے صحابہ کا ایک سریہ یمن کی قوم پر سے گزرا اور بعض لوگوں نے ان کا کوئی برتن وغیرہ لے لیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ یہ یمن کی قوم کا برتن ہے، اسے واپس کر دو، چنانچہ انہوں نے وہ برتن واپس کر دیا۔

### ام معبد اور اس کے خاوند کی پہچان

نبی ﷺ سفر پر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نکلے، راستے میں بھوک محسوس ہوئی، ایک خیمہ میں آئے، وہاں ایک عورت موجود تھی، اس سے پوچھا: کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے کہا: نہیں تو آپ نے پوچھا: اس بکری کا دودھ نکالنے کی اجازت دے دو، وہ عورت بولی: میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر دودھ دیتی ہے، تو نکال لو، آپ نے دعا فرمائی اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا، اس کے تھن دودھ سے بھر گئے، اپنے ساتھیوں کو پلایا خود پیا، اس عورت کے گھر کے سارے برتن بھر گئے، شام کو خاوند گھر آیا، اس نے سوال کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے، تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا، تو وہ کہنے لگا، اس کا حلیہ بیان کر، تو پھر ام معبد نے نبی ﷺ کا حلیہ بیان کیا

رَأَيْتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاعَةِ، میں نے ایک آدمی دیکھا جس کا رنگ نکھر ہوا

أَبْلَجَ الْوَجْهِ، تابناک چہرہ

حَسَنَ الْخَلْقِ، خوبصورت بناوٹ

لَمْ تَعِبْهُ نَجَلَةٌ، نہ بڑھا ہوا پیٹ

وَلَمْ تُزْرِ بِهِ صَعْلَةٌ، اور نہ بہت بڑا سر

وَسِيمٌ قَسِيمٌ، کھلا ہو خوبصورت کھڑا

فِي عَيْنَيْهِ دَعِجٌ، سرگیں آنکھیں

وَفِي أَشْفَارِهِ وَطْفٌ، باریک ہونٹ

وَفِي صَوْتِهِ صَهْلٌ، بارعب آواز

صراحی نما خوبصورت لمبی گردن  
گھنی داڑھی

باریک اور دراز ابرو

خاموش ہوں تو پروقا نظر آئیں

گفتگو فرمائیں تو عا لیشان اور پرکشش

دور سے آپ خوب رو اور دلنشین نظر آئیں

قریب سے دیکھیں تو سب سے بڑھ کر حسین

و جمیل

شیریں گفتگو

بات دو ٹوک نہ اختصار اور نہ زیادہ بول

بولیں تو یوں محسوس ہو جیسے لڑی سے موتی

گر رہے ہیں۔

درمیانہ قد نہ اتنا لمبا کہ ناگوار لگے اور نہ اتنا چھوٹا

کہ آنکھوں میں نہ چپے۔

معزز ترین

آپ کے رفقا آپ کے گرد ہالے کی طرح

آپ کی بات بڑے غور سے سنیں

اگر حکم فرمائیں تو ماننے میں ایک دوسرے سے

جلدی کریں۔

وَفِي عُنُقِهِ سَطَعٌ

وَفِي لِحْيَتِهِ كَثَاثَةٌ

أَرْجُحُ أَقْرُنُ

إِنْ صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ

وَإِنْ تَكَلَّمَ سَمَاءُ وَعَلَاهُ الْبَهَاءُ

أَجْمَلُ النَّاسِ وَأَبْهَاهُ مِنْ بَعِيدٍ

وَأَحْسَنُهُ وَأَجْمَلُهُ مِنْ قَرِيبٍ

حُلُو الْمَنْطِقِ فَضْلًا

لَا نَزْرٌ وَلَا هَذْرٌ

كَأَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نَظْمٍ

يَتَحَدَّرْنَ

رَبْعَةٌ لَا تَشْنَاءُ مِنْ طُولٍ وَلَا

تَقْتَحِمُهُ عَيْنٌ مِنْ قَصْرِ

وَأَحْسَنُهُمْ قَدْرًا

لَهُ رُفْقَاءُ يَحْفُونَ بِهِ

إِنْ قَالَ عَلَيْهِمْ سَمِعُوا لِقَوْلِهِ

وَإِنْ أَمَرَ تَبَادَرُوا إِلَى أَمْرِهِ

ابو معبد نے یہ حلیہ سن کر کہا: اللہ کی قسم! یہ وہی قریش کا آدمی ہے، جس کا تذکرہ ہرزبان

پر ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اس کی خدمت میں حاضری دوں، اگر کوئی راستہ نکلا تو میں

ضرور جاؤں گا۔ ①

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب پانے والے خوش نصیب لوگ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۗ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَفَىٰ بِإِلَٰهِ عَالِمًا ۝﴾<sup>①</sup>

”اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے، یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کافی ہے، سب کچھ جاننے والا۔“

### تمہیدی کلمات

یہ انسان کی فطرت ہے کہ اپنے فائدے کے لیے کسی نہ کسی سے تعلق رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی اس کی نظر صرف دنیا کے مفاد پر ہوتی ہے اور کبھی آخرت کی بہتری پر، جیسے لوگوں سے تعلق رکھے گا، ویسا ہی اثر اس کی شخصیت پر پڑے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی اور بری مجلس کی مثال بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

نیک ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال خوشبو والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے، خوشبو والا یا تو تجھے کچھ ویسے ہی خوشبو عطا کر دے گا، یا تو اس سے خرید لے گا، ورنہ تو اس سے عمدہ خوشبو تو پائے گا ہی اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلادے گا، ورنہ تو اس بدبو کو تو پائے ہی گا۔<sup>②</sup>

① النساء: ۶۹-۷۰۔ ② صحیح مسلم، البر والصلة والآداب، باب استحباب مجالسة الصالحين.....: ۲۶۲۸۔

اس صحبت اور دوستی کا اثر دنیا اور آخرت دونوں پر پڑتا ہے۔ روزِ محشر کچھ ایسے بدنصیب ہوں گے، جنہیں اللہ رب العزت مخلوق میں سے بدترین لوگوں کے ساتھ کھڑا کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کرتے ہیں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا:

((مَنْ حَافِظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا وَلَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةً وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأَبِي بِنِ خَلْفٍ))<sup>①</sup>

”جو شخص اس کی حفاظت کرے گا، وہ نماز اس کے لیے نور ہوگی اور برہان ہوگی اور قیامت کے دن جہنم کی آگ سے نجات کا ذریعہ ہوگی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہیں کرے گا، نماز اس کے لیے نہ نور ہوگی، نہ نجات اور نہ ہی برہان ہوگی اور قیامت کے دن وہ شخص قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔“

کچھ ایسے خوش نصیب ہوں گے، جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ انبیاء، صلحاء، شہداء کے ساتھ کھڑا کریں گے اور ان میں سے بھی وہ کس قدر خوش بخت ہوں گے، جنہیں امام کائنات، امام اعظم، رحمت عالم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوگا۔ آئیے ان اعمال کا ذکر کرتے ہیں، جن کی وجہ سے ہمیں سید البشر شافع محشر اور خاتم رسولوں کا ساتھ نصیب ہو سکتا ہے۔

متقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوں گے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت بھی اسی چیز کی وصیت فرمائی تھی۔ فرمایا:

((وَإِنْ أُولَى النَّاسِ فِي الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا وَحَيْثُ كَانُوا))<sup>②</sup>

”بلاشبہ متقی لوگ مجھ سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں، وہ کوئی بھی ہوں

① سنن الدارمی، الرقاق: ۲۷۶۳۔ ② صحیح ابن حبان: ۶۴۷؛ مسند أحمد:

اور جہاں بھی ہوں۔“

متقین کے لیے ایک اور اعزاز بھی اللہ نے رکھا ہے کہ انہیں اپنے گھر کے متولی بنایا ہے۔

﴿إِنْ أَوْلِيَاؤُكُمْ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ①

”وہ اس مسجد کے جائز متولی نہیں ہیں۔ اس کے جائز متولی تو صرف اہل تقویٰ ہی

ہو سکتے ہیں، مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا بہت زیادہ ذکر فرمایا، یہاں تک کہ آپ

نے فتنہ احلاس کا ذکر فرمایا۔ ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فتنہ احلاس کیا ہے؟ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایسا فتنہ ہے کہ لوگ باہمی بغض و عداوت کی بنا پر ایک دوسرے سے

دور بھاگیں گے، آدمی کا سارا مال چھین کر اس کو ہی بے دست کر دیا جائے گا۔ پھر نعمتوں کا فتنہ

ہوگا، اس کا دھواں میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے دونوں قدموں کے نیچے سے ہوگا

ورگمان کرے گا کہ وہ مجھ سے ہے، لیکن وہ مجھ سے نہیں۔

﴿إِنَّمَا أَوْلِيَاؤِي الْمُتَّقُونَ﴾ ②

”یقیناً میرے دوست تو متقی لوگ ہیں۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ

لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ ③

”لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری قومیں اور

قبیلے بنائے، تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کرو اور اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ

عزت والا وہ ہے، جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا (اور)

سب سے خبردار ہے۔“

① الانفال: ۸: ۳۴۔ ② سنن ابی داود، الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلہا:

۴۲۳۶، صحیح۔ ③ الحجرات: ۴۹: ۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایک مجلس لگی ہوئی تھی، دربار رسالت سجا ہوا تھا، کسی نے اٹھ کر سوال کر دیا:  
اے اللہ کے رسول!

مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ ((أَتْقَاهُمْ))

”لوگوں میں سے زیادہ معزز کون ہے.....؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو ان میں  
سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔“

لوگوں نے کہا: ہم یہ عام بات نہیں پوچھتے، فرمایا: پھر سب سے زیادہ معزز، بزرگ  
حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، جو خود نبی تھے، نبی زادے تھے، دادا بھی نبی تھے، پردادا تو خلیل  
اللہ تھے۔ انہوں نے کہا: ہم یہ بھی نہیں پوچھتے، فرمایا: پھر عرب کے بارے میں پوچھتے ہو۔؟  
سنو۔۔ ان کے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں ممتاز تھے، وہی اب اسلام میں بھی معزز  
ہیں، جبکہ وہ علم دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ ①

اخلاق حسنة والے رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَنْزِلًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَحْسَبِكُمْ أَخْلَاقًا فِي  
الدُّنْيَا)) ②

”بلاشبہ تم میں سے سب سے زیادہ میرے قریب روز قیامت وہ ہوں گے، جن  
کے دنیا میں اخلاق اچھے ہوں گے۔“

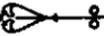
اخلاق حسنة والے جنت میں اعلیٰ درجات میں ہوں گے، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے  
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رِبْضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ  
مُحِقًّا))

”میں ضمانت دیتا ہوں، جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے اسے

① صحیح بخاری، التفسیر، تفسیر سورة يوسف: ۱۹؛ صحیح مسلم: ۲۲۷۸۔

② الصحیحۃ: ۷۹۲۔



جنت کے گرد نواح میں گھر ملے گا۔“

((وَبَيْتٍ فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكُذِبَ وَإِنْ كَانَ مَارِحًا))

”اور میں (ضمانت دیتا ہوں) جو مذاق کرتے وقت بھی جھوٹ کو چھوڑ دے اس

کو جنت کے وسط میں گھر ملے گا۔“

((وَبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَنَ خُلُقَهُ))<sup>①</sup>

”اور (میں ضمانت دیتا ہوں) جس شخص کا اخلاق اچھا ہو، اسے جنت کے اوپر

والے حصے میں گھر ملے گا۔“

کسی نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا، تو

انہوں نے فرمایا:

((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ))<sup>②</sup>

”کہ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے۔“

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتَّبِعِ السَّبِيَّةَ الْحَسَنَةَ تَمَحُّهَا وَخَالِقِ

النَّاسِ بِخُلُقِي حَسَنٍ))<sup>③</sup>

”(اے ابو ذر رضی اللہ عنہ!) تو جہاں بھی ہو، اللہ سے ڈر تارہ اور اگر خطا ہو جائے، تو

فوراً نیکی کر، وہ اس کو ختم کر دے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ

مل۔“

دو بچیوں کی کفالت کرنے والا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَقًّا تَبَلَّغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَصَمَّ

① ابوداؤد، الادب، باب فی حسن الخلق: ۴۸۰۰؛ صحیح الترغیب والترہیب:

۱۳۹، حسن۔ ② مسند احمد: ۶ / ۹۱ (۲۴۶۴۵)؛ شعب الایمان: ۸ / ۲۰۶،

صحیح۔ ③ سنن ترمذی: ۱۹۷۸

أَصَابِعَهُ) ①

”جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں، میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر بتایا۔“

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، وہ ان کو اپنے گھر رکھے، ان کی ضروریات پوری کرے اور ان پر شفقت کرے، اس کے لیے جنت واجب ہے۔“ قوم میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول اور دو بھی؟ تو آپ نے فرمایا: ”دو بھی۔“ ②

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللَّهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ)) ③

”جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، تو اس کے لیے جنت ہے۔“

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ مجھے کھانے کو کچھ دو، ہمیں حاجت ہے، سخت تنگی کا شکار ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس عورت کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں، میں نے اپنے گھر میں تلاش کیا، تو صرف ایک کھجور ملی، میں نے لا کر اسے دے دی، اس نے اسے پکڑا اور اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر کے دے دی اور خود اس سے کچھ بھی نہ کھایا، اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر وہ عورت اٹھ کر

① صحیح مسلم، البر والصلۃ والاداب، باب فضل الاحسانِ اِلَى البنات: ۲۶۳۱۔  
 ② الصحیحۃ: ۱۰۲۷۔ ③ سنن ترمذی، البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقة علی البنات والأخوات: ۱۹۱۶؛ صحیح الترغیب: ۱۹۷۳۔

چلی گئی، اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، میں نے سارا قصہ حیرانی سے سنایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَوْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ))<sup>①</sup>

”جو کوئی اپنی بیٹیوں کی وجہ سے کسی طرح بھی آزمائش میں مبتلا ہو، تو اس نے پھر بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کیا، تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائیں گیں۔“

یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمَةٍ أَوْ يَتِيمَةٍ عِنْدَهُ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ)) وَقَرَنَ بَيْنَ إِضْبَعَيْهِ.<sup>②</sup>

”جو کسی یتیم بچے یا بچی سے اچھا سلوک کرے، تو وہ اور میں جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔“ اور آپ نے دو انگلیوں کو ملایا۔

اللہ تعالیٰ نے جناب محمد کریم ﷺ کو یتیم بنا کر یتیموں کی دادی فرمائی، ارشاد ہوتا ہے:

﴿الَّذِي يَجِدَكَ يَتِيمًا فَآوَى ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى ۝ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى ۝ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝﴾<sup>③</sup>

”بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی؟، (بیشک دی) اور رستے سے ناواقف دیکھا، تو سیدھا رستہ دکھایا اور تنگدست پایا تو غنی کر دیا، تو تم بھی یتیم کو ڈانٹنا نہ کرنا اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا۔“

① صحیح مسلم، البر والصلوة، والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات: ۱۴۷،

۲۶۲۹۔ ② مسند احمد: ۲۲۲۸۴۔ ③ الضحیٰ ۹۳: ۶-۱۱۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نیز اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو یتیموں کا ماویٰ بنایا، تاکہ یتیم تیمی کے آنسو بہانے کی بجائے صبر و شکر کے ساتھ اللہ کی منشا پر خوش رہے۔

بشر بن عقرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا باپ نبی ﷺ کے ساتھ تھا، کسی غزوے میں شہید ہو گیا تو نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے، میں رو رہا تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: ”خاموش ہو جاؤ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں تمہارا باپ ہو جاؤں اور عائشہ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں؟ میں نے جواباً کہا: جی ہاں! میرے ماں باپ اے اللہ کے رسول! آپ پر قربان ہوں۔ ①

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَقَالَ يَأْصُبُ عَيْنَهُ السَّبَابَةَ وَالْوَسْطَى)) ②

”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں، انگشت شہادت اور درمیانی کے ساتھ اشارہ کیا۔“

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَتُحِبُّ أَنْ يَلِينَنَّ قَلْبُكَ وَتُدْرِكَ حَاجَتَكَ؟))

”کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے اور تیری ضرورت پوری ہو جائے؟“

تو اس نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ارْحَمِ الْيَتِيمَ وَأَمْسَحْ رَأْسَهُ وَأَطْعِمْهُ مِنْ كَعَامِكَ يَلِينَنَّ قَلْبُكَ وَتُدْرِكَ حَاجَتَكَ)) ③

”تو یتیم پر رحم کر، اس کے سر پر ہاتھ پھیر اور اسے اپنے غلے میں سے کھانا کھلا، تیرا دل نرم ہو جائے گا اور تیری ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔“

① شعب الایمان: ۱۰۵۳۳، الصحیحۃ: ۳۲۴۹۔

② صحیح بخاری، الأدب، باب فضل من یعول یتیمًا: ۶۰۰۵۔

③ صحیح الترغیب والترہیب: ۲۵۴۴۔

## قیام اللیل کرنے والا

حضرت ربیعہ بن کعب السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گزارتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استیجا اور وضو کے لیے پانی لایا کرتا تھا:

فَقَالَ لِي: ((سَلِّ)) فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: ((أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ)) قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ: ((فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ))<sup>①</sup>

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: ”مانگ۔“ تو میں نے عرض کیا: میں جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کے علاوہ اور کچھ۔“ میں نے عرض کیا: بس یہی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو اپنے معاملہ میں سجود کی کثرت کے ساتھ میری مدد کر۔“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ فرماتا ہے: ”جس نے میرے دوست سے دشمنی کی، میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اور میرا بندہ میری فرض کی ہوئی چیزوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے، مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں، جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے، تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو پناہ دیتا ہوں۔“<sup>②</sup>

درود بھیجنے والا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَوَى النَّاسُ بِنِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أُنْسُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ))<sup>③</sup>

① صحیح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ: ۴۸۹۔

② صحیح بخاری، الرقاق: ۶۵۰۲۔

③ سنن ترمذی، الصلاة: ۴۸۴، صحیح ترمذی: ۱۶۶۸۔ مستم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”روز قیامت لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب تر وہ ہوگا، جو مجھ پر سب سے زیادہ دور در پڑھنے والا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ ①

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس (نبی ﷺ) پر درود بھیجو اور کثرت سے سلام بھیجو۔“

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف آئے، تو ہم نے کہا: سلام تو ہم جانتے ہیں کہ آپ پر کیسے بھیجیں لیکن

((فَكَيْفَ نَصَلِّيْكَ عَلَيْهِ؟))

”تو ہم آپ ﷺ پر درود کیسے پڑھیں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَيِّدٌ مَّجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَيِّدٌ مَّجِيدٌ)) ②

”اے اللہ! بھیج صلوٰۃ بھیج محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی، ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ یقیناً تو تعریف والا بزرگی والا ہے..... اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر کہ جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ یقیناً تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔“

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے

① الاحزاب ۳۳: ۵۶۔ ② صحیح بخاری، الأنبياء: ۳۳۷۰، مسلم: ۴۰۶۔

ہوئے سنا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا دَامَ يُصَلِّي عَلَيَّ  
فَلْيُقَلِّ الْعَبْدُ مِنْ ذَلِكَ أَوْلِيَةً كَثُرًا))<sup>①</sup>

”کوئی بھی بندہ جب تک مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے، تب تک فرشتے اس پر درود بھیجتے (رحمت کی دعا کرتے رہتے) ہیں، تو آدمی اس کو زیادہ کر لے یا کم کر لے۔“

حضرت ابو طلحہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی ﷺ کا صبح کے وقت انتہائی خوشگوار موڈ تھا اور بشارت کے آثار چہرہ مبارک پر نظر آ رہے تھے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج تو صبح کے وقت آپ کا موڈ بہت خوشگوار ہے، جس کے آثار چہرہ مبارک سے نظر آ رہے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہاں آج میرے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا کہ کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا، میں اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کروں گا اور جو آپ پر ایک مرتبہ سلام پڑھے گا میں اس پر دس مرتبہ سلامتی بھیجوں گا۔“<sup>②</sup>

سچا اور امانت دار تاجر

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ))<sup>③</sup>

”سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔“

رسول اللہ ﷺ خود ایک بہترین تاجر تھے، جب تک نبوت کی ذمہ داری نہ سونپی گئی، تو اس وقت تک تجارت کے پیشہ کو اختیار کیے رکھا، اسی طرح ابوبکر، حضرت عمر، عثمان، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ اور صالحین اسی پیشہ کو اپنائے ہوئے تھے۔ خود رسول

① صحیح الجامع الصغیر: 6020؛ مسند احمد: 10680۔ ② مسند احمد:

16363، حسن لائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ ﷺ اسی کی تلقین کرتے تھے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگنے آیا، تو آپ ﷺ نے اس سے اس کے گھریلو سامان (ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ) منگوا کر اسے دو درہم میں فروخت کر دیا، پھر وہ درہم اسے دے کر کہا: جاؤ، ایک درہم سے کھانا خرید کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے سے کپھاڑا خرید کر میرے پاس آؤ (کچھ دیر بعد) وہ کپھاڑا لے آیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس میں لکڑی کا دستہ ٹھونس دیا اور انصاری سے کہا: ”جاؤ اس سے لکڑیاں کاٹو اور لے جا کر بازار میں بیچو اور پندرہ دن تک میں تجھے (مانگتا ہوا ادھر) نہ دیکھوں۔“ وہ آدمی (جنگل کی طرف) چلا گیا، وہ (روزانہ) لکڑیاں کاٹتا اور انھیں لے جا کر (بازار میں) بیچ دیتا، پھر جب وہ واپس آیا، تو اس نے دس درہم کما لیے تھے، وہ بازار گیا اور اس نے کچھ درہموں سے اتنا خریدا اور کچھ سے کپڑا، پھر آپ ﷺ نے (اسے مخاطب کر کے) فرمایا:

”یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تو روز قیامت آئے اور یہ سوال تیری پیشانی پر داغ بنا ہوا ہو۔“<sup>①</sup>

حضرت واصلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تجارت پیشہ لوگ تھے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرما رہے تھے:

(يَا مَعْشَرَ التَّجَارِ اِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ)۔<sup>②</sup>

”اے تاجروں کی جماعت! جھوٹ سے بچو۔“

حضرت عبدالرحمن بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

(اِنَّ التَّجَارَ هُمُ الْفَجَارُ) قَالَوَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَوْلَيْسَ قَدْ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ؟

”بلاشبہ تاجر گناہگار لوگ ہیں۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ

① سنن ترمذی: ۶۰۳؛ سنن ابن ماجہ: ۲۱۹۸؛ مسند احمد: ۱۱۴/۳؛ صحیح الترغیب والترہیب: ۸۳۴، ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام ترمذی نے حسن کہا ہے؛ فتح الباری: ۳۵۴/۴۔ ② صحیح الترغیب والترہیب، البيوع: ۱۷۹۸۔

تعالیٰ نے تجارت حلال نہیں کی، آپ ﷺ نے فرمایا:  
 ((بَلَىٰ، وَلَكِنَّهُمْ، يُحَدِّثُونَ، فَيَكْذِبُونَ، وَيَحْلِفُونَ، وَيَأْتُمُونَ)) ❶  
 ”کیوں نہیں، لیکن یہ لوگ بات کرتے وقت جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں کھاتے  
 ہیں اور گناہ گار ہوتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والا  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے  
 اللہ کے رسول! بے شک آپ مجھے اپنی جان سے بڑھ کر، اپنے گھر والوں سے بڑھ کر اور  
 میری اولاد سے بڑھ کر پیارے لگتے ہیں، میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں، مجھے آپ کی یاد آتی  
 ہے، تو میں صبر نہیں کر سکتا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں اور آپ کا دیدار کر لیتا  
 ہوں اور جب مجھے اپنی اور آپ کی موت یاد آتی ہے، مجھے یقین ہے کہ جب آپ جنت میں  
 داخل ہوں گے، تو آپ انبیاء کی جماعت کے ساتھ ہوں گے اور میں جنت میں جاؤں تو مجھے  
 ڈر لگتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جنت میں آپ کے دیدار سے محروم ہو جاؤں، نبی ﷺ نے اس کا  
 کوئی جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ ❷

((وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَ الرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ  
 النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۗ ذَٰلِكَ  
 الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا ۝)) ❸

”اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن  
 ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا، یعنی انبیاء اور صدیقین  
 اور شہداء اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت، بہت ہی خوب ہے، فضل ہے اللہ  
 کی طرف سے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول!

❶ مسند احمد: ۴/ ۴۲۸؛ صحیح الترغیب، البیوع: ۱۷۸۶۔

❷ الصحیحہ: ۲۹۳۳۔ ❸ النساء: ۴، ۶۹، ۷۰۔

((مَتَى السَّاعَةُ--؟))

”قیامت کب آئے گی؟“

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا:

((مَا أَعَدَدْتَ لَهَا؟))

”تو نے اس قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟“

تو وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول!

((مَا أَعَدَدْتُ لَهَا كَيْبَرُ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ  
اللَّهَ وَرَسُولَهُ))

”میری قیامت کے لیے تیاری کا حال تو یہ ہے کہ میرے پاس نہ زیادہ نمازیں  
ہیں، نہ روزے اور نہ ہی صدقہ و خیرات ہیں، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ میں اللہ  
اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔“

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) ❶

”تو اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے تو محبت کرتا ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ))

”جس شخص میں تین چیزیں پائی جائیں تو اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا۔“

۱... أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.

”اللہ اور اس کا رسول اس کو ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔“

۲... وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ.

”اور یہ کہ وہ کسی سے صرف اللہ ہی کے لیے محبت کرتا ہو۔“

۳... وَأَنْ يَكْفُرَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْفُرُ أَنْ يُقَدِّفَ فِي النَّارِ. ❷

❶ صحیح مسلم، البر والصلوة، باب المرء مع من أحب: ۶۷۱۵ (۲۶۳۹).

❷ صحیح بخاری، الايمان، باب حب الرسول من الايمان: ۱۶۔

”وہ کفر میں لوٹنا اتنا ہی ناپسند کرے، جتنا وہ آگ میں پھینکا جانا ناپسند کرتا ہے۔“  
 حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:  
 اے اللہ کے رسول!

لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي.

”آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ))

”نہیں! اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔“

پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي.

پھر تو اللہ کی قسم! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الآنَ يَا عُمَرُ))<sup>①</sup>

”ہاں! اے عمر اب تیرا ایمان مکمل ہوا ہے۔“

① صحیح بخاری، الايمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبي صلی اللہ علیہ وسلم: ٦٦٣٢۔

## سفارشِ رسول ﷺ پانے والے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾ ①  
 ”روزِ قیامت کوئی سفارش فائدہ نہ دے گی، سوائے اس شخص کی سفارش کے،  
 جسے رحمن نے اجازت دی ہو اور اس کی سفارش کی بات اللہ تعالیٰ کو پسند بھی آئے  
 گی۔“

تمہیدی کلمات

سفارش و شفاعت برحق ہے اور روزِ قیامت اللہ اپنے بندوں پر شفقت و محبت کرتے  
 ہوئے ان لوگوں کے متعلق چند افراد کو سفارش کا حق دیں گے، جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو  
 گی۔ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ روزِ قیامت ہمارے ولی پیر، قطب و ابدال وغیرہ ہماری  
 سفارش کر کے ہمیں دوزخ سے آزادی دلوائیں گے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، دربارِ الہی میں نہ  
 مشرک کی سفارش قبول ہوگی اور نہ مشرک کے متعلق سفارش قبول ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ﴾ ② وَكَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ

شَفَعَاءُ أَوْ كَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ﴾ ③

”جب قیامت قائم ہوگی، تو مجرم لوگ حیران و پریشان ہو جائیں گے، ان کے  
 ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی بھی ان کا سفارش نہ بنے گا، اس وقت تو  
 مجرم لوگ اپنے شریکوں کے (بااختیار ہونے سے) انکار کر دیں گے۔“

کون کون سفارش کرے گا

ہاں اس دن اللہ اپنے انبیاء کو اور اپنے پیارے نبی جناب محمد ﷺ کو اور معزز فرشتوں

① طہ: ۲۰، ۱۰۹۔ ② الروم: ۳۰، ۱۲، ۱۳۔

کو، نیک لوگوں کو، روزہ، قرآن اور چند دوسرے نیک اعمال کو اجازت دیں گے کہ تم جس کی سفارش کرنا چاہو کر لو، مجھے منظور ہے۔ روزِ قیامت دربارِ الہی میں جن خوش نصیب لوگوں کو سفارش و شفاعت کا حق دیا جائے گا، ان میں سرفہرست جناب محمد ﷺ ہیں۔

سب سے پہلے سفارشی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 ((أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ  
 وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ)) ①

”میں روزِ قیامت ساری اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی، اور سب سے پہلے میں سفارش کروں گا، سب سے پہلے میری سفارش قبول ہوگی۔“

آپ ﷺ کی شفاعت پانے والے لوگوں کی مختلف اقسام ہیں:

① وہ لوگ ہوں گے، جو جہنم میں داخل ہوئے بغیر مختلف اوقات میں جنت میں جائیں گے۔

② وہ لوگ ہوں گے، جو آپ ﷺ کی شفاعت کی بدولت بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

③ وہ خوش نصیب جن کا حساب و کتاب ہوگا، لیکن ان کے اعمال صالحہ میزان میں بھاری ہوں گے، رسول اللہ ﷺ کی سفارش سے یہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

④ وہ لوگ ہوں گے، جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر برابر ہوں گی، یہ لوگ پہلے مقامِ اعراف میں ٹھہرائے جائیں گے۔ اعراف وہ مقام ہے، جو جنت اور جہنم کے درمیان ہے، (جہاں نہ جنت کی نعمتیں ہیں اور نہ جہنم کا عذاب) وہاں یہ رحمتِ الہی کے طلبگار ہوں گے، انہیں بھی شفاعتِ رسول ﷺ حاصل ہوگی اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

① صحیح مسلم، فضائل النبی ﷺ، باب فضل نبینا علی جمیع الخلائق: ٦٩٤٠، سنن ابن ماجہ: ٤٣٠٨۔

⑤ وہ لوگ ہوں گے، جن کی نیکیاں برائیوں سے کچھ کم ہوں گی، ان کا جہنم میں جانا طے ہو جائے گا، مگر آپ ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے یہ لوگ بھی جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ ①

مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 ((أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي))

”مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے، جو مجھ سے پہلے کسی کو عنایت نہیں کی گئیں۔“

① ((كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ))  
 ”ہر نبی کو خاص اسی کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ اور سیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔“

② ((وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي))

”پہلے کسی نبی کے لیے مالِ غنیمت حلال نہ تھا۔ لیکن میرے لیے اسے حلال کیا گیا ہے۔“

③ ((وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَيْبَةً طَهُورًا وَمَسْجِدًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكْتُهُ الصَّلَاةُ صَلَّى حَيْثُ كَانَ))

”اور صرف میرے لیے ہی تمام زمین پاک، مطہر اور مسجد بنا دی گئی ہے، لہذا جو شخص جہاں نماز پالے، اسی جگہ نماز پڑھ لے۔“

④ ((وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ))

”اور میری ایسے رعب سے مدد کی گئی، جو (لوگوں پر) ایک ماہ کی مسافت سے طاری ہو جاتا ہے۔“

⑤ ((وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ)) ②

① عقيدة طحاوية، باب الشفاعة، ص: ۲۲۳-۲۲۹۔

② صحيح مسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة: ۱۱۶۳۔

”اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔“

حدیث میں موجود شفاعت سے مراد شفاعت عظمیٰ (شفاعت کبریٰ) یعنی سب سے بڑی شفاعت ہے۔ اور شفاعت صغریٰ آپ ﷺ اس وقت کریں گے، جب ایک بار لوگ جنت اور جہنم میں چلے جائیں گے، پھر آپ ﷺ کو خیال آئے گا کہ میری امت کے کچھ لوگ جنت میں نہیں آئے، تو آپ ﷺ اللہ کے حضور سرسجدے میں رکھ کر دوبارہ سفارش کریں گے۔

مزید رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يُدْعُوهَا فَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِيَّ دَعْوَتِي  
شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ))<sup>①</sup>

”ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہے، جو وہ دعا کرتا ہے، پس میں نے اپنی دعا کو محفوظ رکھا ہے، قیامت کے دن اپنی امت کے لیے سفارش کرنے کے لیے۔“

تمام کائنات کے لوگوں کے لیے شفاعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور وہ قیامت کی پریشانی دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ [اور محدث محمد بن عبید العنبر ی راوی حدیث فرماتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی جائے گی کہ کس طرح قیامت کی پریشانی کو دور کیا جائے] تو وہ کہیں گے، ہم کسی شخص کو اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کے لیے لاتے ہیں، تاکہ وہ ہمیں اس جگہ کی پریشانی سے نجات دلائے، تو جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ آدم علیہ السلام ہیں، تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا اور آپ کے جسم میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کریں، تاکہ وہ ہم کو اس پریشانی سے نجات

① صحیح بخاری، الدعوات، باب لكل نبی دعوة مستجابة: ۶۳۰۴۔

دے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس موقع پر اپنی خطا یاد کریں گے اور فرمائیں گے کہ یہ میرا مقام نہیں ہے۔ (ان کو اپنے رب سے حیا آئے گی) لیکن تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو کہ پہلے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث فرمایا تھا، پھر لوگ جناب نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور حضرت نوح علیہ السلام بھی معذرت کر لیں گے اور فرمائیں گے کہ مجھ سے ایک خطا ہو گئی تھی، لہذا مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

تم ایسا کرو تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا تھا، تو لوگ جناب ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، لیکن جناب ابراہیم علیہ السلام بھی معذرت کریں گے اور اپنی خطا کا ذکر کر کے رب کے سامنے اس فعل سے باز رہیں گے اور فرمائیں گے کہ تم جناب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا تھا اور ان کو تورات عطا کی، تو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی خطا کا ذکر کر کے معذرت کر لیں گے اور اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے سے حیا کریں گے اور کہیں گے کہ تم جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو کہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ لوگ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ، جن کے پہلے اور پچھلے سب گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے اور میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا، تو مجھے اجازت مل جائے گی، پھر میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے، مجھے اسی حالت میں رہنے دیں گے، پھر مجھے کہا جائے گا:

((اِزْفَعْ مُحَمَّدًا قُلُّ تَسْمَعُ وَ سَلِّ تَعْطُهُ وَ اَشْفَعُ تَشْفَعُ))

”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا سر مبارک اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات قابلِ سماعت ہے، مانگیں آپ کو نوازا جاتا ہے، سفارش فرمائیں، آپ کی سفارش قابلِ قبول ہے۔“  
تو اس موقع پر میں اپنے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کروں گا، جو اس وقت مجھے تعلیم ہوگی، پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، میں ان کو جہنم سے نکال

کر جنت میں داخل کروں گا، پھر میں سجدے میں چلا جاؤں گا، جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہیں گے، مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیں گے، پھر کہا جائے گا:

((يَا مُحَمَّدًا اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَ قُلْ نَسَمِعُ لَكَ وَ سَلْ تُعْطَهُ وَ اَشْفَعْ تَشْفَعُ))

”اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھائیے! کہیں، آپ کی بات قابلِ سماعت ہے، سوال کیجئے عنایت کیا جائے گا، سفارش فرمائیں، قبول کی جائے گی۔“

تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا، تو رب تعالیٰ کی تحمیدات کروں گا، جو کلمات اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت سیکھا میں گے، پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، پس میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

راوی حدیث کہتے ہیں، معلوم نہیں کہ تیسری یا چوتھی دفعہ کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر میں کہوں گا: اے میرے رب! جہنم میں اب صرف وہ ہیں، جن کے لیے ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہے اور قرآن نے ان کے لیے خلود بنا دیا ہے۔“<sup>①</sup>

کبیرہ گناہوں میں مبتلا لوگوں کی سفارش

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

((إِنَّ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَهْلِ الْكِبَايِرِ مِنْ أُمَّتِي))<sup>②</sup>

”بے شک میری سفارش روزِ قیامت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی۔“

توحید پرستوں کی سفارش

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح مسلم، الایمان، باب ادنی اهل الجنة منزلة فيها: ۴۲۳ (۴۷۵)۔

② مستدرک ابن ماجہ، الزهد، باب ذکر الشفاعة: ۴۳۱۰، صحیح ابن لادن مکتبہ

((حُتِرَتْ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَيْنَ أَنْ يُدْخَلَ نِصْفَ أُمَّتِي الْجَنَّةَ

فَاخْتَارَتْ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا))<sup>①</sup>

”مجھے اختیار دیا گیا کہ میں شفاعت کو اختیار کر لوں یا اپنی نصف امت جنت میں داخل کروالوں، تو میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا اور یہ ہر اس شخص کے لیے ہے، جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا۔“

کلمہ توحید پر کار بند رہنے والوں کی سفارش

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بڑا خوش نصیب کون ہوگا، جس کے حق میں آپ شفاعت کریں گے؟ تو آپ نے جواب دیا: ”اے ابو ہریرہ! مجھے یقین تھا کہ اس بارے میں تم ہی مجھے سے سوال کرو گے۔ (کیونکہ تمہیں احادیث سننے کا زیادہ شوق رہتا ہے تو سنو)

((أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ))<sup>②</sup>

”روز قیامت میری شفاعت کی سعادت اسے نصیب ہوگی، جس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا۔“

اذان سن کر اس کا جواب دینے والے کے لیے سفارش

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اذان سن کر یہ کلمات کہے:

((اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا

الْوَسِيلَةَ وَالْفُضَيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ))<sup>③</sup>

① سنن ترمذی، صفة القيامة والرقائق والورع، باب منه: ۲۴۴۱؛ ابن ماجہ: ۴۳۱۷، صحیح۔

② صحیح بخاری: ۹۹۔

③ صحیح بخاری، الاذان، باب الدعاء عند النداء: ۶۱۴؛ ابوداؤد: ۵۲۹؛ سنن ترمذی: ۲۱۱؛ سنن ابن ماجہ: ۷۲۲۔

”یا اللہ! اس (توحید کی) مکمل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے پروردگار! محمد ﷺ کو وسیلہ، بزرگی اور مقام محمود عطا فرما، جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔“

تو قیامت کے دن اس کی سفارش کرنا، میرے ذمہ ہوگی۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا سَبِعْتُمْ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيْهِ))

”جب تم اذان دینے والے کو سنو تو جیسا وہ کہتا ہے، ویسا ہی کہو، پھر مجھ پر درود پڑھو۔“

”اس لیے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرمائے گا، پھر میرے لیے وسیلہ طلب کرو اور وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ کا نام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک ہی بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، پس جو شخص میری لیے وسیلہ طلب کرے گا، اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو گی۔“ ①

آپ ﷺ پر درود بھیجنے والا سفارش کا مستحق

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمِيسُ عَشْرًا أَذْرَكَتُهُ شَفَاعَتِي

يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ②

”جس نے مجھ پر دس بار صبح اور دس بار شام درود بھیجا، اس کو قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔“

① صحیح مسلم، الصلوٰۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن: ۳۸۴؛ جامع الترمذی، المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فی فضل النبی ﷺ: ۳۶۱۴۔

② صحیح الجامع الصغیر، مشوخ و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مدینہ منورہ میں قیام آپ ﷺ کی سفارش کا باعث  
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے  
ہوئے سنا ہے:

((مَنْ صَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهَا، كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ))<sup>①</sup>

”جس نے (مدینہ میں قیام کے دوران پیش آنے والی) مشکلات و مصائب پر  
صبر کیا، قیامت کے روز میں اس (کے ایمان) کی گواہی دوں گا، یا فرمایا اس کی  
سفارش کروں گا۔“

مدینہ میں موت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيُمْتُ فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ  
كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا))<sup>②</sup>

”جس میں یہ طاقت ہو کہ وہ مدینہ میں فوت ہو، اسے اس کی کوشش کرنی چاہئے  
کیونکہ ایسے آدمی کی میں روز قیامت سفارش کروں گا یا (اس کے ایمان  
کی) گواہی دوں گا۔“

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدٍ  
رَّسُوْلِكَ.<sup>③</sup>

”اے اللہ! مجھے شہادت کی موت نصیب فرما، اگرچہ تیرے نبی کے شہر مدینہ  
میں ہی کیوں نہ ہو۔“

① صحیح مسلم، الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة: ۳۳۳۹۔

② صحیح الترغيب والرهيب: ۱۱۹۵۔

③ صحیح بخاری، فضائل المدينة: ۱۸۹۰۔

## رب پر راضی رہنے والے انسان کی سفارش

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ رَضِيْتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَأَنَا الرَّعِيمُ لَا أَخْذَنَ بِيَدِهِ حَتَّى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ))<sup>①</sup>

”جس نے صبح کے وقت کہا: میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر خوش ہوں۔ میں (اس کا) ضامن ہوں کہ ضرور بالضرور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں ساتھ لے جاؤں گا۔“

① المعجم الطبرانی فی الكبير: ۸۳۸؛ الصحيحۃ: ۴۲۱۔  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## اسلامی سال کا چوتھا مہینہ

### ماہ ربیع الثانی

ربیع الثانی موسم بہار کے دوسرے مہینے کو کہتے ہیں، اس کے کئی ایک اور نام بھی ہیں، مثلاً: صبان، منزم اور بعض مبتدعین نے اس مہینے کا نام ”ربیع الغوث“ بھی رکھا ہے، کیونکہ وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان ربیع کے مہینوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی گیارہویں دی جاتی ہے۔

## ربیع الثانی کے خطبات

- ① دعائے رسول ﷺ پانے والے
- ② رسول اللہ ﷺ کی بددعا پانے والے
- ③ محبت رسول ﷺ
- ④ دوسروں کا دل جیتنے کے طریقے
- ⑤ امیر بننے کے طریقے
- ⑥ طوبی

## دعائے رسول ﷺ پانے والے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَدْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةٌ تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ عَلَيْهِمْ إِنَّ

صَلَاتِكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلَيْهِمْ ۝﴾ ①

”اُن کے مال میں سے صدقہ (یعنی زکوٰۃ) قبول کر لو کہ اس سے تم اُن کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو اور اُن کے حق میں دعائے خیر کرو، کہ تمہاری دعا اُن کے لیے موجب تسکین ہے اور اللہ سنے والا، جاننے والا ہے۔“

تمہیدی کلمات:

دعا عبادت ہے اور عبادت مقصدِ تخلیقِ انسان ہے، اس دنیا میں بہت سے لوگ آئے، جن کی اللہ نے دعاؤں کو قبولیت سے نوازا، مگر سب سے زیادہ اگر یہ اعزاز اگر کسی کو ملا، تو وہ جناب محمد ﷺ ہیں، آپ نے جس کے لیے دنیا میں دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کی بہت سی خیر و برکت کو جمع فرمادیا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ آپ ان امتوں کے حق میں دعا کیا کریں، حتیٰ کے محسنِ انسانیت نے ہمارے حق میں دعا کرنے کے اختیار کو آخرت کے لیے بھی رکھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا فَأَرِيدُ أَنْ أَخْتَبِي دَعْوَتِي

شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ﴾ ②

”ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہے، جو وہ دعا کرتا ہے، پس میں نے اپنی دعا کو محفوظ رکھا ہے، قیامت کے دن اپنی امت کے حق میں سفارش کرنے

① التوبة: ۹، ۱۰۳۔

② صحیح بخاری، الدعوات، باب لكل نبی دعوة مستجابة: ۶۳۰۴۔

کے لیے۔“

آج کے خطبہ میں ہم نبی رحمت ﷺ کی ان دعاؤں کا ہی ذکر کریں گے، جو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، یا عام افراد کے لیے دعائیں فرمائیں۔  
سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے گھٹنا کھولے ہوئے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا: ”معلوم ہوتا ہے، تمہارے دوست کسی سے ناراض ہو کر آئے ہیں۔“ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تکرار ہو گئی تھی اور اس سلسلے میں جلدی میں ان کو سخت لفظ کہہ دیئے، لیکن بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی، تو میں نے ان سے معافی چاہی۔ اب وہ مجھے معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اسی لیے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ:

((يَغْفِرُ اللَّهُ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا))

”اے ابو بکر! تمہیں اللہ معاف فرمائے.....“ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ دعا فرمائی۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا کیا ابو بکر گھر پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے بدل گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے، اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم زیادتی میری ہی طرف سے تھی، دو مرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا تھا اور تم لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی۔ تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟“ آپ ﷺ نے دو دفعہ یہی فرمایا۔

آپ ﷺ کے یہ فرمانے کے بعد پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔ ①  
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

رسول اللہ ﷺ کی دعا کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چھبیس سال کی تھی۔ پہلے آپ نے یہ دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَوْ  
بِأَبِي جَهْلٍ بِنِ هِشَامٍ)) ②

”اے اللہ! دونوں میں سے اپنے پسندیدہ بندے کو ہدایت نصیب فرما، عمر بن  
خطاب کو یا ابو جہل بن ہشام کو۔“

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے حضور دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً)) ③

”اے اللہ! عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو خصوصی عزت بخش۔“

دعا کی بدولت، حضرت عمر نبوت کے چھٹے سال، ستائیس سال کی عمر میں دائرہ اسلام میں  
داخل ہو گئے۔ اس وقت تک ان تالیس (۳۹) لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے یہ دعا  
فرمائی:

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُثْمَانَ مَا أَقْبَلَ وَمَا أَدْبَرَ وَمَا أَخْفَى وَمَا أَعْلَنَ وَمَا  
أَسْرَّ وَمَا أَجْهَرَ)) ④

”اے اللہ! سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے تمام گناہ معاف فرما، اگلے اور چھپے، اور جو

- ① صحیح بخاری، فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب إن لم تجدینی فأتی اباکر: ۳۶۶۱۔
- ② سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب: ۳۶۸۱؛
- مسند احمد: ۲/ ۹۵ (۵۶۹۸)؛ صحیح ابن حبان: ۶۸۸۱؛ اسنادہ حسن لذاتہ۔
- ③ المستدرک للحاکم: ۳/ ۸۳ (۴۴۸۵)؛ صحیح ابن حبان: ۶۸۸۲؛ اسنادہ حسن لذاتہ۔
- ④ حیاة الصحابة: ۳/ ۱۶۲؛ المنتخب: ۵/ ۶۔

انہوں نے خفی کیے اور جو انہوں نے اعلانیہ کیے اور جو پوشیدہ طور سے کیے اور جو سب کے سامنے کیے۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مردی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((رَحِمَ اللَّهُ عُمَانَ نَسْتَحْيِيهِ الْمَلَائِكَةُ وَجَهَزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ)) ①  
”اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر جن سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، انہوں نے جنگی کے وقت جہاد فی سبیل اللہ میں لشکر (تجوک) کو تیار کیا۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے دعا فرمائی: ((اللَّهُمَّ عَاقِبِهِ أَوْ اشْفِهِ)) ②

”اے اللہ! اسے عاقبت یا شفاء عطا فرمایا۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدير خم جگہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں جس کا دوست ہوں، یہ علی اس کے دوست ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ وَالٍ مَنْ وَلاَهُ وَعَادٍ مَنْ عَادَاهُ وَأَحِبٌّ مَنْ أَحَبَّهُ وَأَبْغَضُ مَنْ يُبْغِضُهُ، وَأَنْصُرُ مَنْ نَصَرَهُ وَأَخْذُلُ مَنْ خَذَلَهُ)) ③

”اے اللہ! جو علی سے دوستی کرے، تو اس سے دوستی رکھ اور جو ان سے دشمنی کرے، تو اس سے دشمنی کر اور جو ان سے محبت کر اور جو ان سے بغض رکھے، تو اس سے بغض رکھ اور جو ان کی مدد کرے، تو اس کی مدد کر اور جو ان کی مدد چھوڑ دے تو بھی اس کی مدد چھوڑ دے۔“

① سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب: ۳۷۱۴؛ البدایة والنہایة: ۳۶۱/۷؛ السنۃ لابن ابی عاصم: ۵۷۷/۲۔

② جامع ترمذی: ۳۵۶۴، سندہ حسن۔ ③ کنز العمال: ۱۴۳/۴؛ حیاة الصحابة: ۱۶۲/۳؛ مجمع الزوائد: ۴۰۲/۹؛ جمع الجوامع: ۱۰۶/۲، امام بیہقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں، علاوہ فطر بن خلیفہ کے اور وہ ثقہ ہیں: ۱۰۵/۹۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ أَذْهَبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ))

”اے اللہ! اس سے سردی اور گرمی کو دور کر دے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آج کے دن تک مجھے کبھی سردی اور گرمی نہیں ہوئی۔ ①

سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنی کسی ضرورت سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ (اپنے گھر کے اندر سے) اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز تھی پھر جب میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا تو پوچھا:

مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَى وَرِكَيْهِ، فَقَالَ: ((هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأُحِبُّهُمَا وَأُحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُمَا)). ②

یہ کیا چیز آپ ﷺ نے لپیٹ رکھی ہے، آپ ﷺ نے اس چیز کو کھولا تو کیا دیکھا ہوں کہ وہ حسن و حسین ہیں، جو آپ ﷺ کی دونوں کوکھوں پر تھے (یعنی آپ ﷺ نے ان دونوں کی طرف گود میں لے کر چادر سے لپیٹ رکھا تھا) اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”دونوں (حکماً) میرے بیٹے ہیں اور (حقیقۃً) میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ہر اس شخص کو محبوب رکھ، جو ان دونوں کو محبوب رکھے۔“

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ مجھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ

① مجمع الزوائد: ۹/ ۱۱۳؛ المناقب، باب اکتحاله بریق رسول اللہ و کفایتہ والحر والبرد: ۱۴۷۰۷؛ الطبرانی فی الاوسط: ۲۲۸۴، فیہ ضعف۔

② سنن ترمذی أبواب المناقب باب مناقب أبی محمد الحسن بن علی بن أبی طالب والحسین بن علی بن أبی طالب: ۳۷۶۹، حسن۔

کر فرماتے، اے اللہ! ان دونوں سے محبت فرما کہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ران مبارک پر بٹھاتے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دوسری ران مبارک پر بٹھا کر ان دونوں کو ملا کر فرمایا کرتے تھے:

((اللَّهُمَّ اَرْحَمُهُمَا فَاِنِي اَرْحَمُهُمَا)) ①

”اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کہ میں بھی ان پر مہربان ہوں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کے بازار میں میرے ہاتھ سے سہارا لگائے ہوئے لٹکے، وہاں کا چکر لگا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب واپس آئے، تو جائے نماز پر بیٹھ گئے اور پوچھا:

((اَيُّنَ لِكَاعٍ؟)) اذْعُوا لِي لِكَاعًا فَجَاءَ الْحَسَنُ، فَاشْتَدَّ حَتَّى وَتَبَ فِي حَنَوِيَّتِهِ، فَأَدْخَلَ فَمَهُ فِي فَمِي، ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اِنِّي اُحِبُّهُ فَأُحِبُّهُ وَأُحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُ ثَلَاثًا))

”بچہ کدھر ہے اسے میرے پاس بلاؤ۔“ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی گود میں بیٹھ گئے، آپ نے اس کے منہ کو بوسہ دیا، پھر فرمایا: ”اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما اور اس کو بھی اپنا محبوب بنالے، جو اس سے محبت رکھے۔ تین بار آپ نے یہ فرمایا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ الْحَسَنَ إِلَّا فَاَضَّتْ عَيْنِي. ②

”جب بھی میں حسن کو دیکھتا ہوں، تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ (اُمّ

① صحیح بخاری، الأدب، باب وضع الصبي على الفخذ: ٦٠٠٣۔

② مسند احمد: ١٠٨٩١، حسن۔

سليم رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ”اے اللہ کے رسول! انس آپ کا خادم ہے، اس کے لیے دعا کریں۔“ تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

(( اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فَيَسِّرْ لَهٗ اَعْطِيَّتَهُ )) ①

”اے اللہ! اس کے مال و اولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے، اس میں برکت عطا فرما۔“

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بچہ تھا اور میرے ساتھ میری والدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: ”اے اللہ کے رسول! اس کے لیے اللہ سے دعا کریں۔“ تو نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:

(( اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ )) ②

”اے اللہ! اس کو مال و اولاد کثرت سے عطا فرما، اور اسے جنت میں داخل کر۔“

چونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے درازی عمر اور مال و اولاد میں برکت کی دعا کی تھی اس لیے آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سو سال سے متجاوز ہوئی۔ اولاد میں برکت کی یہ کیفیت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ میری اولاد اور پوتے پوتیوں کی تعداد سو سے زائد ہے اور مال میں برکت کا اثر یہ تھا کہ دوسرے لوگوں کے باغات سال میں ایک مرتبہ پھل دیا کرتے تھے، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیا کرتا تھا۔ ۹۳ھ کو ایک سو تین (۱۰۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔ ③

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ پر زردی کا رنگ لگا ہوا دیکھا، تو دریافت فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ تو انہوں نے کہا: ”میں نے ایک

① صحیح بخاری، الدعوات، باب الدعاء بکثرة المال مع البركة: ۶۳۷۸

(۶۳۷۹) (۶۳۸۱)، مسلم: ۶۳۷۲؛ الترمذی: ۳۸۲۹۔ ② صحیح مسلم، المساجد،

باب جواز الجماعة فی النافلة والصلاة علی حصیر: ۱۴۹۹؛ سنن ترمذی:

۳۸۲۹۔ ③ تہذیب الکمال: ۳/۳۶۶؛ تہذیب التہذیب: ۱/۳۲۹، ۳۳۰۔

عورت سے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے پر شادی کر لی ہے (یعنی اتنا حق مہر دیا ہے)۔“ تو آپ ﷺ نے ان کے لیے فرمایا:

((بَارِكَ اللَّهُ لَكَ أَوْلَمَهُ وَكَوَيْشَاةً)) ①

”اللہ تجھ میں برکت نازل فرمائے، دعوت ولیمہ کروا کر چہ ایک بکری ہی ہو۔“

مدینہ منورہ میں جب مساوات قائم کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے بھائی چارہ قائم کیا، تو آپ کو سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا اور وہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار اور فیاض طبع تھے۔ کہنے لگے:

”میں اپنا نصف مال و منال تمہیں بانٹ دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں، ان کو دیکھ لو، جو پسند آئے اس کا نام بتاؤ، میں طلاق دے دوں گا، عدت گزر جائے تو تم نکاح کر لیتا۔“

لیکن حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ جواب دیا: ”اللہ تمہارے مال و متاع اور اہل و عیال میں برکت دے، مجھے صرف بازار دکھا دو۔“ لوگوں نے بنی قریظہ کا بازار دکھایا۔ وہاں سے واپس آئے تو کچھ گھی اور پنیر وغیرہ نفع میں بچا لائے۔ دوسرے روز باقاعدہ تجارت شروع کر دی۔ پھر چند دنوں کے بعد ہی روپیہ پیسہ کما کر شادی کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ ②

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((اللَّهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ)) ③

”اے اللہ! عبدالرحمن بن عوف کو جنت کے سلسبیل چشمے سے پانی پلا۔“

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے چونکہ دعائے برکت فرمائی تھی، جس کی بدولت ان کے کاروبار میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت دی تھی۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میں پتھر بھی اٹھا تا، تو اس کے نیچے سونا نکل آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قدر فیاضی اور

① سنن ترمذی، النکاح، باب ما جاء فی الولیمة: ۱۰۹۴؛ صحیح بخاری:

۵۱۶۷۔ ② صحیح بخاری، النکاح، باب الولیمة ولوبشاة: ۵۱۶۷؛ صحیح

مسلم: ۱۴۲۷۔ ③ مجمع الزوائد: ۱۶۳/۹ (۱۴۸۹۸)؛ مسند احمد: ۶/۲۹۹۔

انفاق فی سبیل اللہ کے باوجود وہ اپنے وارثوں کے لیے نہایت وافر دولت چھوڑ گئے۔ یہاں تک کہ چاروں بیویوں نے جائیداد متروکہ کے صرف آٹھویں حصہ سے اسی (۸۰) ہزار دینار پائے۔ سونے کی اینٹیں اتنی بڑی بڑی تھیں کہ کلبھاڑی سے کاٹ کاٹ کر تقسیم کی گئیں اور کاٹنے والوں کے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے۔ جائیداد غیر منقولہ اور نقدی کے علاوہ ایک ہزار اونٹ اور سو گھوڑے اور تین ہزار بکریاں چھوڑیں۔ ❶

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا، پھر میرے سینے اور میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ پھر کہا:

((اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَتِمِّمْ لَهُ هِجْرَتَهُ)) ❷

”اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور اس کے لیے اس کی ہجرت کو پورا کر دے۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ

ضَمَّنِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى صَدْرِهِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْحِكْمَةَ))

”مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے سے لگایا اور دعا کی: اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا فرما۔“

اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں:

((عَلِّمَهُ الْكِتَابَ)) ❸

”اے اللہ! اس کو کتاب (قرآن) کا علم عطا فرما۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فراغت

❶ اسد الغابہ: ۳ / ۳۱۷۔ ❷ صحیح مسلم، الوصیة، باب الوصیة بالثلث:

۱۶۲۸ (۴۲۱۵)؛ سنن ابی داؤد، الجنائز: ۳۱۰۴۔ ❸ صحیح بخاری، فضائل

اصحاب النبی ﷺ، باب ذکر ابن عباس: ۳۷۵۶؛ سنن ابن ماجہ: ۱۶۶۔

کے بعد تشریف لائے، تو انہوں نے ان کے لیے وضو کا پانی رکھا۔ جب آپ ﷺ نے پانی رکھا ہوا دیکھا، تو فرمایا: ”یہ کس نے رکھا ہے۔“ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا:

((اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ))<sup>①</sup>

”اے اللہ! سے دین میں فہم و تدبر عطا فرما۔“

مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

((اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَ عَلَّمَهُ التَّوَالِدَ))<sup>②</sup>

”اے اللہ! سے دین میں فہم اور قرآن میں سمجھ بوجھ عطا فرما۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا یا کرتا تھا۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور کہنے لگے:

”اے بچے! پینے کے لیے دودھ مل سکتا ہے؟“

میں نے کہا: ”ہاں! مگر میں تو مؤتمن ہوں (یعنی یہ تو میرے پاس امانت ہیں)۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر ایسی بکری ہمارے پاس لے آؤ، جو ابھی تک دودھ دینے کے قابل نہیں ہوئی (یعنی جس نے ابھی بچہ نہیں جتا)۔“ آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کا دودھ اتر آیا۔ آپ ﷺ نے دودھ نکالا، خود پیا، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نوش فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے اس بکری کے تھن کے لیے کہا کہ تو اپنی پہلی حالت میں چلا جا۔ تو وہ ویسا ہی ہو گیا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریب قریب ہوا اور عرض کی کہ میرے لیے دعا فرمائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

① صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد اللہ بن عباس: ۲۴۷۷۔

② مسند احمد: ۱/۲۶۶۔

﴿يَا عَلَا مَ اَيِّزِحْمَكَ اللّٰهُ اَفَا تَنْكَ عَلَيَّمْ مَعَلَمٌ﴾ ①

”اے بیٹے! اللہ تجھ پر رحم فرمائے، یقیناً تو علم رکھنے والا اور علم سکھایا ہوا ہے۔“  
بیہقی کی روایت میں بکری کی جگہ اونٹنی کا ذکر ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا اور وہ مشرک تھی۔ ایک دن میں نے اس کو مسلمان ہونے کو کہا، تو اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے متعلق وہ بات کہی، جو مجھے ناگوار گزری۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کی کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا، وہ نہ مانتی تھی۔ آج اس نے آپ ﷺ کے حق میں مجھے وہ بات کہی جو مجھے ناگوار ہے۔ تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿اللّٰهُمَّ اِهْدِ اُمَّرْ اَبْنِي هُرَيْرَةَ﴾

”اے اللہ! ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔“

میں رسول اللہ ﷺ کی دعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب گھر آیا اور دروازہ پر پہنچا، تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی، تو کہا کہ ذرا ٹھہرا رہ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ غرض یہ کہ میری ماں نے غسل کیا اور اپنا لباس پہن کر جلدی سے اوڑھنی اوڑھی، پھر دروازہ کھولا اور کہا کہ اے ابو ہریرہ:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

”میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی

ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خوشی سے دوڑتا ہوا آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! خوش ہو جائیے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی

① حیاة الصحابة: ۳/ ۳۵۶؛ البداية والنهاية: ۶/ ۱۰۲؛ مصنف ابن أبی شیبہ: الفضائل، باب ما أعطی اللہ تعالیٰ محمدًا ﷺ

اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دی۔ تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت کی اور بہتر بات کہی۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ میری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اللَّهُمَّ حَبِّبْ عَبْدَكَ هَذَا يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ وَ أُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ  
الْمُؤْمِنِينَ وَ حَبِّبْ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِينَ))

”اے اللہ! اپنے بندے کی یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما اور ان کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔“

پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا، جس نے مجھے سنا ہو یا دیکھا ہو، مگر اس نے مجھ سے محبت رکھی۔<sup>①</sup>

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”پوری دنیا میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔“<sup>②</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ! میرے لیے ان میں برکت کی دعا فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کھجوروں کو اکٹھا کر کے برکت کی دعا فرمائی اور ان سے کہا:

”ان کھجوروں کو لے کر اپنے توشہ دان (تھیلی) میں ڈال لو، اس میں سے جب بھی کھجوریں لیتا چاہو، تو ہاتھ ڈال کر نکال لیتا اور انہیں (ساری باہر نکال) نہ بکھیرنا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے وقت (ایک وقت تقریباً ۱۵۰ کلو) اللہ کے راستے میں خرچ کیے۔ ہم ان میں سے کھاتے بھی تھے

① صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل ابی ہریرة الدوسی: ۶۳۹۶؛ البخاری فی الادب المفرد: ۳۴۔

② تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲۵۳/۷۱، حسن۔

اور کھلاتے بھی تھے۔ یہ تو شہدان ہر وقت میری کمر سے بندھا رہتا تھا حتیٰ کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، تو یہ پھٹ (کرم ہو) گیا۔ ❶

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے کبھی نہیں روکا اور آپ ﷺ جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا، تو نبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور دُعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ تَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا)) ❷

”اے اللہ! اسے گھوڑے پر قائم رکھ اور اسے ہادی و مہدی بنا دے۔“

موذن رسول کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعا

غزوہ حنین سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور موذن کو اذان کہنے کا کہا۔ موذن نے اذان کہی، تو پاس موجود کفار کے بچے کھیل رہے تھے، وہ نقل اتارنے لگے۔ ان میں ابو مخزومہ بھی موجود تھے۔ وہ بھی نقل اتارنے لگے۔ پیارے پیغمبر ﷺ کو ان کی آواز بہت اچھی لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس بچے کو پکڑ کر لاؤ۔ بچے کو لایا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا کر رہے تھے؟ اس نے کہا: نقل اتار رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دوبارہ کہو۔ ابو مخزومہ نے کہنی شروع کی۔ ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے دُعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِ وَاهْدِهِ إِلَى الْإِسْلَامِ))

”اے اللہ! اس بچے میں برکت ڈال دے اور اسے ہدایت نصیب فرما۔“

تو اسی وقت ابو مخزومہ رضی اللہ عنہ کی کیفیت بدل گئی، قسمت جاگ اٹھی اور زبان سے بے اختیار کہہ اٹھے:

❶ سنن الترمذی: ۳۸۳۹، حسن، و صحیحہ ابن حبان، الاحسان: ۶۴۹۸۔

❷ صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل جریر بن عبد اللہ: ۶۳۶۴،

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ.

اور مسلمان ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذْهَبِ أَنْتَ مُؤَدِّنُ أَهْلِ مَكَّةَ))<sup>①</sup>

”اے ابو محمد (رضی اللہ عنہ)! جاؤ تم اہل مکہ کے مؤذن بن چکے ہو۔“

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا

حضرت ابوقتاہہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اللَّهُمَّ ا هُوَ سَيْفٌ مِّنْ سَيُوفِكَ فَاَنْصُرْهُ))

”اے اللہ! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے، اس کی مدد فرما۔“

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا:

((فَاَنْتَصِرْ بِهٖ))<sup>②</sup>

”خالد کے ذریعے مدد فرما۔“

سیدنا عروہ باری رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي بِهِ شَاةً فَاشْتَرَى لَهَا بِهٖ

شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ وَجَاءَهُ بِدِينَارٍ وَ شَاةٍ فَدَعَا لَهُ

بِالْبُرْكَهٖ فِي بَيْعِهِ وَ كَانَ لَوْ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ.<sup>③</sup>

”نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دینار دیا کہ وہ اس کی ایک بکری خرید کر لے

آئیں، انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں۔ پھر ایک بکری کو ایک دینار

میں بیچ کر دینار بھی واپس کر دیا اور بکری بھی پیش کر دی۔ آپ ﷺ نے اس پر

ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر تو ان کا یہ حال ہوا کہ اگر مٹی بھی

① الاستیعاب: ۲ / ۶۸۰؛ تہذیب التہذیب: ۲ / ۲۲۳۔ ② مسند احمد: ۵

۲۹۹/ (۲۲۹۱۸) (۲۲۹۳۴)؛ النسائی فی الکبریٰ: ۵ / ۴۸ (۸۱۵۹)؛ صحیح ابن

حبان: ۷۰۴۸، و اسنادہ صحیح۔ ③ صحیح بخاری، المناقب، باب فی لیلۃ

مظلمة و معہما مثل المصباحین: ۳۶۴۲؛ سنن ابی داود: ۳۳۸۴ (۳۳۸۵)۔

خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا۔“

عروہ بن جعد کو البارقی الازدی بھی کہا جاتا ہے اور بعض نے انہیں عروہ بن عیاض بھی کہا ہے۔ کوفہ کے رہائشی، عظیم صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہی کو فہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ بہت زیادہ مال و متاع والے تھے۔ حضرت شیبہ بن غرقہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، ان کے گھر کے سامنے ہر وقت ستر سے زائد گھوڑے ہمیشہ جنگ کے لیے تیار کھڑے رہتے تھے۔ ①

انصار کی اولاد کے لیے دُعا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلَا تَبْنِائِ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ)) ②

”اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور انصار کی اولاد کی مغفرت فرما، اور انصار کی

اولاد کی اولاد کی بھی مغفرت فرما۔“

شادی کرنے والے کے لیے دُعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو دیکھتے کہ اس نے شادی کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے یہ دُعا دیتے:

((بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ)) ③

”اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت کرے اور تجھ پر برکت کرے اور تم دونوں کو خیر و

بھلائی میں جمع کر دے۔“

دولہا، دلہن کو شادی کی مبارک باد دینے کے لیے یہی مسنون الفاظ استعمال کرنے

① طبقات ابن سعد: ۶/ ۳۴؛ اسد الغابۃ: ت/ ۳۶۴۰، تجرید اسماء الصحابة: ۱

۳۷۹۔ ② صحیح مسلم، الفضائل، باب من فضائل الانصار: ۲۵۰۶ (۶۴۱۴)؛ سنن ترمذی: ۳۹۰۲؛ مسند احمد: ۴/ ۳۱۹-۳۷۲۔

③ سنن ابی داود، النکاح، باب ما یقال للمتزوج: ۲۱۳۰؛ سنن ترمذی: ۱۰۹۱؛ سنن ابن ماجہ: ۱۹۰۵؛ صحیح ابن حبان: ۴۰۵۲۔

چاہئیں، جو رسول اللہ ﷺ نے کیے۔ کیونکہ یہ الفاظ مبارکباد بھی ہیں اور دعائے کلمات بھی۔ جن کا اثر ساری زندگی رونما ہوتا رہتا ہے۔ دورِ حاضر میں عام لوگوں کی شادیوں میں اس سنتِ عظیمہ کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہر ایک کو اس سنت کے احیاء میں کوشاں ہونا چاہیے۔

امت محمدیہ کی صبح میں برکت کے لیے دُعا

حضرت صحز بن وداعہ الغامدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اللَّهُمَّ بَارِكْ لِمُتَقِي فِي بُكُورِهَا))

”اے اللہ! میری امت کی صبحوں میں برکت عطا فرما۔“

اور آپ ﷺ جب کوئی دستہ یا لشکر روانہ کرتے، تو دن کے ابتدائی حصے میں روانہ کرتے تھے۔ حضرت صحز بن وداعہ رضی اللہ عنہ ایک تاجر تھے، وہ اپنی تجارت کا سامان دن کے ابتدائی حصے میں روانہ کیا کرتے تھے۔ تو وہ امیر ہو گئے اور ان کے مال میں اضافہ ہو گیا۔ ❶

عصر سے پہلے چار سنتیں پڑھنے والے کے لیے دُعا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللَّهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا)) ❷

”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے، جس نے عصر سے پہلے چار کعتیں پڑھیں۔“

مؤذنین کے لیے دُعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام ضامن ہے اور مؤذن مؤتمن (امانت کی حفاظت کرنے والا ہے)۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

((اللَّهُمَّ أَرْسِدِ الْأَيْمَةَ وَاعْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ)) ❸

❶ صحیح الترغیب، البیوع، باب الترغیب فی البکور فی طلب الرزق: ۱۶۹۳؛

سنن ابی داود: ۲۶۰۶؛ سنن ترمذی: ۱۲۱۲۔ ❷ سنن ابی داود، الصلاة، باب

صلاة قبل العصر: ۱۲۷۱؛ صحیح ابی داود: ۱۱۳۲؛ سنن ترمذی: ۴۳۰۔

❸ سنن ترمذی، الصلاة، باب ما جاء أن الامام ضامن والمؤذن مؤتمن: ۲۰۷؛

صحیح ابن خزيمة: ۱۵۲۸۔

”اے اللہ! حکمرانوں کو ہدایت نصیب فرما اور اذان دینے والوں کی بخشش کر دے۔“  
 اذان شعائر اسلام میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کسی علاقہ میں اگر اذان کی آواز سنتے  
 تو وہاں حملہ نہیں کرتے تھے۔ ❶

نیز اذان دینے والے کی آپ ﷺ نے بہت زیادہ فضیلت بیان کی ہے۔ آپ ﷺ  
 نے فرمایا:

”جس شخص نے بارہ سال (مسجد میں) اذان دی۔ اس کے لیے جنت واجب  
 ہوگئی اور اس کے لیے اس کی ہر اذان کے بدلے ہر روز ساٹھ نیکیاں اور ہر  
 اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔“ ❷

لیکن دینے میں نرمی اور فیاضی سے کام لینے والے کے لیے دعا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَدْخَلَ اللَّهُ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًّا وَبَائِعًا وَقَاضِيًّا وَمُقْتَضِيًّا  
 الْجَنَّةَ)) ❸

”اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو جنت میں صرف اس وجہ سے داخل کر دیا کہ وہ  
 خریدتے وقت، فروخت کرتے وقت، فیصلہ کرتے وقت اور تقاضا کرتے وقت  
 نرمی اور فیاضی سے کام لیتا تھا۔“

اللہ تعالیٰ نے ایسے خوش نصیب کے لیے رسول اللہ ﷺ نے رحمت کی دعا فرمائی ہے،  
 آپ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَهُ اللَّهُ رَجُلًا سَهْلًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى)) ❹

”اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا  
 کرتے وقت نرمی اور فیاضی سے کام لیتا ہے۔“

❶ صحیح بخاری، الاذان، ۷۱۰۔ ❷ سنن ابن ماجہ، الاذان، باب فضل الاذان و  
 ثواب المؤذنین: ۷۲۸، صحیح۔ ❸ سنن ابن ماجہ، البيوع: ۲۲۰۲؛ صحیح  
 الترغيب: ۱۷۴۳، حسن۔ ❹ صحیح بخاری، البيوع، باب السهولة والسماحة في  
 الاشراف والبيع ومن طلب حقا فليطلبه في عفاف: ۲۰۷۶۔

## رسول اللہ ﷺ کی بددعا پانے والے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا لَوْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا﴾ ①

”اے ایمان والو! اپنے آپ پر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے، تو ہم نے ان پر آندھی بھیج دی اور ایسے لشکر جنہیں تم نے دیکھا نہیں اور جو کچھ تم کر رہے تھے، اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔“

تمہیدی کلمات

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے، آپ نے اکثر اوقات میں اپنے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے لیے بھی شفقت کا اظہار فرمایا ہے، بعض مواقع ایسے بھی ہیں کہ جہاں آپ ﷺ کو بہت زیادہ پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، وہاں بھی آپ نے بدعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ کیسے وہ بدنصیب افراد ہیں، جن کے لیے اس رحیم و رؤف نبی نے بددعا فرمائی ہے، ان میں سے کچھ تو وہ ہیں، جنہیں بددعا لگی، تو وہ نشان عبرت بن گئے اور کچھ وہ بدنصیب بھی ہیں، جو اب بھی ایسے کام کر رہے ہیں، جن کے کرنے والوں کے لیے رحمت جہانناں نے بددعا فرمائی ہے، آپ کی بددعا سے ان کاموں کی سنگینی اور برائی واضح ہو جاتی ہے۔ پہلے ان چند افراد کا ذکر کیا جاتا ہے، جنہیں بددعا ملی تو عبرت کا نشان بن گئے۔

قریش مکہ کے لیے بددعا

عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ، وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابُ لَهُ

جُلُوسٌ، إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَيُّكُمْ يَجِيئُ بِسَلَى جَزُورِ بَنِي  
فُلَانٍ، فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ؟ فَانْبَعَثَ أَشَقَى الْقَوْمِ  
فَجَاءَ بِهِ، فَنَظَرَ حَتَّى سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ، وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ  
كَتِفَيْهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا، لَوْ كَانَ لِي مَنَعَةٌ، قَالَ: فَجَعَلُوا  
يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ، فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ،  
فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ  
ثَلَاثَ مَرَاتٍ، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ  
الدَّعْوَةَ فِي ذَلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ، ثُمَّ سَمَى: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ يَا أَبِي  
جَهْلٍ، وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَالِيدِ بْنِ  
عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ  
يَحْفَظْ، قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ صَرَغِي، فِي الْقَلْبِ قَلْبِ بَدْرِ ①

”نبی ﷺ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اور اس کے چند  
دوست بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم میں سے  
کوئی شخص فلاں قبیلہ کی اونٹنی کی اوجھری لے آئے اور اس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی  
پشت پر، جب وہ سجدہ میں جائیں، رکھ دے، پس سب سے زیادہ بد بخت عقبہ  
اٹھا، اور وہ لے آیا اور دیکھتا رہا، جب نبی ﷺ سجدہ میں گئے، فوراً ہی اس نے  
اس کو آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھ دیا، میں یہ حال دیکھ رہا  
تھا، مگر کچھ نہ کر سکتا تھا، کاش! میرے ہمراہ کچھ لوگ ہوتے (تو میں کیوں یہ  
حالت دیکھتا) عبد اللہ کہتے ہیں، پھر وہ لوگ ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر

① صحیح بخاری، الوضوء، باب إذا ألقى على ظهر المصلي قدر أو جيفة، لم  
تفسد عليه صلاته، ۲۴۰۔

(مارے نفی کے) کرنے لگے اور رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے، اپنا سر نہ اٹھا سکتے تھے، یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور انہوں نے اسے آپ ﷺ کی پیٹھ سے اسے اتار پھینکا، تب آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: ”یا اللہ! قریش کی ہلاکت یقینی فرمادے۔“ تین مرتبہ فرمایا: یہ ان پر شاق ہوا کیونکہ آپ ﷺ نے انہیں بددعا دی، عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ جانتے تھے کہ اس شہر (مکہ) میں دعا قبول ہوتی ہے، پھر آپ نے (ہر ایک کے) نام لیے کہ اے اللہ! ابو جہل کی ہلاکت یقینی فرما اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ اور عقبہ بن ابی معیط کی ہلاکت یقینی فرما، اور ساتویں کو گنایا، مگر اس کا نام مجھے یاد نہیں رہا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ان لوگوں (کی لاشوں) کو، جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے لیا تھا، کنویں میں (بدر کے کنویں میں) گرا ہوا دیکھا۔“

### جنگِ احزاب میں دشمنوں کے لیے

عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول ﷺ نے جنگِ احزاب کے دن مشرکوں کے لیے یہ بددعا کی تھی، کہ:

((اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اهْزِمِ الْأَحْزَابَ، وَذَلِّزِلْ بِهِمْ))<sup>①</sup>

”اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے، حساب کے جلد لینے والے، اے اللہ ان ٹولیوں کو بھگا دے، اے اللہ! ان کو تتر بتر کر دے اور ان کو اکھاڑ دے۔“

دشمنانِ اسلام نے جنگِ احزاب کے موقع پر ایک ماہ تک محاصرہ کیے رکھا، لیکن اس دوران میں وہ خندق عبور کر کے مسلمانوں کی طرف نہ آ سکے، اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی دعا کی وجہ سے ان پر آنکھیں بھیج دی، جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے اور وہ آگ جلانے سے بھی

① صحیح بخاری، التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿أَنْزَلْنَاهُ بِحُجُوبِهِ ۗ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُونَ ۗ﴾: ۷۴۸۹۔

عاجز آگئے، اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی فرمایا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُورُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا

عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا أَمْ تَرَوْهَا طَوْكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا﴾ ①

”اے ایمان والو! اپنے آپ پر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جب تم پر کئی لشکر چڑھ آئے، تو ہم نے ان پر آندھی بھیج دی اور ایسے لشکر جنہیں تم نے دیکھا نہیں اور جو کچھ تم کر رہے تھے، اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔“

کسریٰ کے لیے بددعا:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى

عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كَسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ

مَرَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ أَنْ يَمَرَّقُوا كُلَّ مَمَرَّقٍ. ②

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خط ایک شخص کے ہاتھ بھیجا اور اس کو یہ حکم دیا کہ یہ خط

بحرین کے حاکم کو دے دے (چنانچہ اس نے دے دیا) بحرین کے حاکم نے

اس کو کسریٰ (شاہ ایران) تک پہنچایا، جب کسریٰ نے اس کو پڑھا، تو اپنی بدبختی

سے اس کو پھاڑ ڈالا، ابن شہاب (جو اس حدیث کے راوی ہیں) کہتے ہیں کہ

میرے خیال میں ابن مسیب نے اس کے بعد مجھ سے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے (اپنے خط کو پھاڑنا سنا) تو ان لوگوں کو بددعا دی کہ ان کے پر نچے اڑا دیئے

جائیں گے۔“

اس کے بعد کسریٰ کے یمن کے حاکم باذان کے نام خط لکھا کہ وہ دو آدمی حجاز کی سرزمین

کی طرف روانہ کرے اور وہاں سے آپ کے بارے میں خبر لائیں۔

① احزاب ۳۳: ۹۔ ② صحیح بخاری، العلم، باب ما یذکر فی المناولة، وکتاب

أهل العلم بالعلم إلى البلدان: ۶۴۔

سراقہ بن مالک جعشی کے لیے بددعا

یہ اس وقت کی بات ہے، جب نبی کریم ﷺ کافروں کے محاصرے سے نکل کر کچھ دن غار ثور میں رہنے کے بعد مدینہ کی طرف عازم سفر ہوئے، آپ نے ساحل سمندر و الاراستہ اختیار کیا، اس بات کی خبر سراقہ بن مالک کو ہوئی، تو وہ سوانٹ کے انعام کے لالچ میں آپ کے پیچھے نکلا، جب بالکل قریب ہوا، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا:

أَيْنَمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: ((لَا تَحْزَنَنَّ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا)) فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا. أَرَى- فِي جِلْدٍ مِنَ الْأَرْضِ- شَكَّ زُهَيْرٍ- فَقَالَ: إِنِّي أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ، فَادْعُوا لِي، فَاللَّهُ لَكُمْ أَنْ أُرَدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ، فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَانْجَبَا، فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ: قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا، فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ، قَالَ: وَوَفَى لَنَا. ①

”میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ہمارا کوئی تعاقب کر رہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم فکر نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے سراقہ پر بددعا کی، تو اس کا گھوڑا پیٹ تک مع اس کے زمین میں دھنس گیا، زہیر راوی نے کہا: سخت زمین میں دھنس گیا، سراقہ نے کہا: میں جانتا ہوں کہ تم دونوں نے میرے لیے بددعا کی ہے تم میرے لیے دعا کرو تا کہ میں زمین سے نکل آؤں، واللہ میں تمہاری تلاش کرنے والوں کو واپس کر دوں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی اور اس نے نجات پائی پھر سراقہ جس کسی سے ملتا تو کہتا میں تلاش کر چکا ہوں، غرض جس سے ملتا اس کو واپس کر دیتا، ابو بکر کہتے ہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

اب ان امور کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جن کے مرتکبین کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی یا ان کے لیے لعنت فرمائی ہے۔

① صحیح بخاری، المناقب باب علامات النبوة فی الإسلام: ۳۶۱۵۔

بائیں ہاتھ سے کھانے والے کے لیے بددعا  
حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے  
کھا رہا تھا، تو آپ نے اسے فرمایا:

((كُلْ بِيَمِينِكَ))، قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: ((لَا اسْتَطَعْتَ))، مَا

مَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَيَّ فِيهِ. ①

”اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔“ تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا،  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(اللہ کرے) تو اسے اٹھا ہی نہ سکے۔“ اس آدمی کو  
سوائے تکبر اور غرور کے اور کسی چیز نے اس طرح کرنے سے نہیں روکا، راوی  
کہتے ہیں کہ وہ آدمی اپنے ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا۔

ظالم حکمران کے لیے بددعا

حضرت عبدالرحمن بن ثمامہ سے روایت ہے کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ  
پوچھنے کے لیے حاضر ہوا، تو سیدہ نے فرمایا:

مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، فَقَالَتْ: كَيْفَ كَانَ

صَاحِبُكُمْ لَكُمْ فِي غَزَاتِكُمْ هَذِهِ؟ فَقَالَ: مَا نَقَمْنَا مِنْهُ شَيْئًا، إِنْ

كَانَ لَيَمُوتُ لِلرَّجُلِ مِمَّا انْبَعِيرُ فَيُعْطِيهِ الْبَعِيرَ، وَالْعَبْدُ فَيُعْطِيهِ

الْعَبْدَ، وَيَحْتَاجُ إِلَى النَّفَقَةِ، فَيُعْطِيهِ النَّفَقَةَ، فَقَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَا

يَمْنَعُنِي الَّذِي فَعَلَ فِي مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَحْسَى أَنْ أُخْبِرَكَ مَا

سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ فِي بَنِي هَذَا: ((اللَّهُمَّ، مَنْ

وَلِيَ مِنْ أَمْرِ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشَقَّقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ

أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَفَرَّقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ))، ②

① صحیح مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما: ۱۰۷۔  
② ۲۰۲۱۔ صحیح مسلم، الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل، وعقوبة الجائر،  
والحث على الرفق بالرعية، والنهي عن إدخال المشقة عليهم: ۱۹۔ ۱۸۲۸۔

تم کن لوگوں میں سے ہو، میں نے عرض کیا، اہل مصر میں سے ایک آدمی ہوں، تو سیدہ نے فرمایا: تمہارا ساتھی تمہارے ساتھ غزوہ میں کیسے پیش آتا ہے، میں نے عرض کیا: ہم نے اس میں کوئی ناگوار بات نہیں پائی، اگر ہم میں سے کسی آدمی کا اونٹ مر جائے، تو وہ اسے اونٹ عطا کرتا ہے اور غلام کے بدلے غلام عطا کرتا ہے اور جو خرچ کا محتاج ہو، اسے خرچ عطا کرتا ہے، سیدہ نے فرمایا: مجھے وہ معاملہ اس حدیث کے بیان کرنے سے نہیں روک سکتا، جو اس نے میرے بھائی محمد بن ابوبکر سے کیا، رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے میرے اس گھر میں فرمایا: ”اے اللہ! میری اس امت میں سے، جس کو ولایت دی جائے اور وہ ان پر سختی کرے، تو تو اس پر سختی کر اور میری امت میں سے جس کو کسی معاملہ کو والی بنایا جائے، وہ ان سے نرمی کرے، تو تو بھی اس پر نرمی کر۔“

عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گیا تو کہنے لگے:

إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً، يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٍ لِرَوْعِيَّتِهِ، إِلَّا حَوَّامَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)). ①

میں تجھے ایک حدیث بیان کرتا ہوں، جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہے، اگر مجھے اپنے زندہ رہنے کا علم ہوتا، تو میں تجھے بیان نہ کرتا، میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”کوئی آدمی ایسا نہیں کہ اللہ اسے رعایا پر حاکم بنائے اور وہ ان کے حقوق میں خیانت کرے، تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔“

مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنے والے کے لیے بددعا کا حکم  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح مسلم، الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل، وعقوبة الجائر، والحث نلى الرفق بالرعية، والنهى عن إدخال المشقة عليهم  
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنِ لِهَذَا)) ❶

”جو آدمی مسجد میں کسی آدمی کو اپنی گمشدہ چیز کو بلند آواز کے ساتھ تلاش کرتے ہوئے سنے، تو اسے کہنا چاہیے کہ اللہ کرے تیری یہ چیز نہ ملے کیونکہ یہ مسجدیں اس لیے نہیں بنائی گئیں۔“

مسجد میں خرید و فروخت کرنے والے کے لیے بددعا کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَعَوُّوا: لَا أَرْبِحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ)) ❷

”جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد میں خرید و فروخت کرتا ہے، تو کہو اللہ تیری تجارت کو نفع بخش نہ بنائے۔“

دنیا کے پجاری کے لیے بددعا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَعَسَّ عَبْدُ الدِّيْنَارِ، وَالدَّرْهَمِ، وَالْقَطِيفَةِ، وَالْخَيْصِصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رِضَى، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ)) ❸

”دینار و درہم اور قطیفہ و خمیصہ (ریشمی چادر اور اونی کپڑوں) کے بندے ہلاک ہوں، اگر انہیں یہ چیزیں ملتی ہیں، تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہیں ملتی ہیں، تو ناراض ہو جاتے ہیں۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ الْآخِرَةُ هَمَّةً جَعَلَ اللَّهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ،

❶ مسلم، المساجد ومواضع الصلاة، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد وما يقوله من سمع الناشد: ۲۹- (۵۶۸)

❷ سنن ترمذی، البيوع، باب النهي عن البيع في المسجد: ۱۳۲۱، صحيح۔

❸ صحيح بخاری، الجهاد والسير، باب الحراسة في الغزو في سبيل الله: ۲۸۸۶۔

وَأَكْتَنُهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ فَقْرَهُ  
بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قَدَّرَ  
لَهُ» ①

”جسے آخرت کا فکر ہو، اللہ تعالیٰ اس کا دل غنی کر دیتا ہے اور اس کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل لونڈی بن کر آتی ہے، اور جسے دنیا کی فکر ہو، اللہ تعالیٰ محتاجی اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اس کے مجتمع کاموں کو منتشر کر دیتا ہے اور دنیا میں بھی اسے اتنا ہی ملتا ہے جتنا اس کے لیے مقدر ہے۔“

غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے اور والدین پر لعنت کرنے والے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے مجھے کوئی ایسی بات نہیں بتائی کہ جو دوسرے لوگوں سے چھپائی ہو، لیکن میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

((لَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ، وَلَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ آوَى مُحْدِثًا،  
وَلَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ، وَلَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ)) ②

”اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی تعظیم کے لیے ذبح کرے اور ایسے آدمی پر بھی اللہ کی لعنت ہو کہ جو کسی بدعتی آدمی کو ٹھکانہ دے اور ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ جو اپنے والدین پر لعنت کرتا ہو اور ایسے آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے کہ جو آدمی زمین کے نشانات بدل ڈالے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا عَقْرُ فِي الْإِسْلَامِ، قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ

① سنن ترمذی: ۲۶۶۵۔ ② صحیح مسلم، الصيد والذبائح، باب وما يؤكل من الحيوان باب تحريم الذبح لغير الله تعالى ولعن فاعله ۴۴: ۱۹۷۸۔

## الْقَبْرِ بَقْرَةً أَوْ شَاةً ①

”اسلام میں عقربیں ہیں۔“ عبدالرزاق نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ قبروں کے پاس جا کر گائے یا کوئی اور جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ (اس کا نام عقرب ہے)۔“

شراب کی وجہ سے رسول اللہ کی لعنت کے مستحق بننے والے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے متعلق دس آدمیوں پر لعنت بھیجی ہے:

((عَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَشَارِبَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ، وَسَاقِيَهَا، وَبَاءَ عَهَا، وَأَكَلَ ثَمَنَهَا، وَالْمُشْتَرِي لَهَا، وَالْمُشْتَرَاةَ لَهُ)) ②

”① نکالنے والے ② شراب نکلوانے والے ③ پینے والے ④ پلانے والے ⑤ لے جانے والے ⑥ جس کی طرف لے جائی جا رہی ہے ⑦ فروخت کرنے والے ⑧ شراب کی قیمت کھانے والے ⑨ خریدنے والے ⑩ جس کے لیے خریدی گئی ہو اس پر۔“

عورتوں کی مشابہت کرنے والوں پر لعنت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ:

لَعْنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. ③

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں کی سی صورت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر (بھی) لعنت کی جو مردوں کی سی صورت اختیار کرتی ہیں، عمرہ بواسطہ شعبہ اس کی متابعت میں روایت کرتے ہیں۔“

① سنن ابی داؤد، الجنائز، باب کراهیۃ الذبیح عند القبر: ۳۲۲۲۔

② سنن ترمذی، البیوع، باب النهی أن یتخذ الخمر خلا: ۱۲۹۵، صحیح۔

③ صحیح بخاری، اللباس، المتشبهون بالنساء، والمتشبهات بالرجال: ۵۸۸۵۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِيَسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِيَسَةَ الرَّجُلِ. ①

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے، جو عورت جیسا لباس پہنتا ہو اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مرد جیسا لباس پہنتی ہو۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ))

”تین لوگ جنت میں نہیں جائیں گے۔“

((الْعَاقِقُ لِوَالِدَيْهِ وَالذَّيْوُثُ وَالرَّجُلَةُ)) ②

”اپنے والدین کا نافرمان، دیوث اور عورتوں سے مشابہت کرنے والا۔“

رشوت لینے اور دینے والے کے لیے

ہر موقع، ہر وقت اور چیز میں رشوت سے بچو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الرَّاهِي وَالْمُرْتَشِي)) ③

”رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔“

ایک دوسری حدیث میں ہے:

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّاهِي وَالْمُرْتَشِي)) ④

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔“

① سنن ابی داؤد، اللباس، باب فی لباس النساء: ۴۰۹۸۔ ② الصحیحہ: ۱۳۹۷۔

③ سنن ابن ماجہ: ۲۳۱۲، صحیح۔ ④ سنن ابی داؤد: ۳۵۸۰، صحیح۔

## محبت رسول ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكَنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٥٩﴾﴾<sup>①</sup>

”کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو، اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔“

تمہیدی کلمات:

سورہ توبہ کی یہ آیت دراصل ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی، جنہوں نے مکہ سے ہجرت فرض ہونے کے وقت ہجرت نہیں کی۔ ماں، باپ، بھائی، بہن، اولاد، بیوی اور مال و جائیداد کی محبت نے ان کو فریضہ ہجرت ادا کرنے سے روک دیا۔<sup>②</sup>

مومن کے ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ساری کائنات سے زیادہ محبت کرے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یقیناً محمد کریم ﷺ کی ذات اور بات سے اس قدر محبت کی کہ دنیا کے مشرک اور کافر صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت کی مثالیں دینے پر مجبور ہو گئے۔ آج کے خطبہ میں ہم محبت رسول ﷺ پر بات کریں گے۔

① التوبة: ۹: ۲۴۔ ② معارف القرآن: ۴/ ۳۳۹۔

## ایمان کی تکمیل کیسے.....؟

آدی ہر چیز سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے، ورنہ اس کا ایمان کامل نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَمُوتَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ  
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))<sup>①</sup>

”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اس کو مجھ سے اپنے ماں باپ، اپنے بچوں اور سب لوگوں سے زیادہ محبت نہ ہو۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَمُوتَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ وَأَهْلِهِ وَالنَّاسِ  
أَجْمَعِينَ))<sup>②</sup>

”کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا، یہاں تک کہ اس کی نگاہ میں میری محبت اس کے مال اور اس کی بیوی کی بہ نسبت اور تمام لوگوں کی بہ نسبت زیادہ نہ ہو۔“

آپ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہیں

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

((لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي))

”آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

① صحیح بخاری، الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان: ۸۰۱۲،

صحیح مسلم: ۴۴۔ ② سنن النسائی، الایمان، باب علامة الایمان: ۵۰۱۴۔

((لَا وَالَّذِي لَفِي سَيْدِهِ حَقِّي أَكُونُ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ))  
 ”نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (ایمان اس وقت  
 تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو  
 جاؤں۔“

پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا:

((فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي))

”پھر تو اب اللہ کی قسم! آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

((الآن يَا عُمَرُو)) ❶

”ہاں! عمر اب تیرا ایمان مکمل ہوا ہے۔“

میں اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں

ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو اپنی  
 جان سے، اپنے اہل و عیال سے اور اپنے بچوں سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہوں، میں گھر میں  
 رہتا ہوں، لیکن شوقِ زیارت مجھے بے قرار کر دیتا ہے۔ صبر نہیں ہو سکتا دوڑتا بھاگتا آتا ہوں  
 اور دیدار کر کے چلا جاتا ہوں، لیکن  
 إِنِّي ذَكَرْتُ مَوْتِي وَ مَوْتِكَ.

”جب مجھے آپ کی اور اپنی موت یاد آتی ہے۔“

اور اس کا یقین ہے کہ آپ جنت میں نبیوں کے سب سے بڑے اونچے درجے میں  
 ہوں گے، تو ڈر لگتا ہے کہ پھر میں تو آپ کے دیدار سے محروم ہو جاؤں گا۔

”مجھے معلوم ہے، جب آپ جنت میں جائیں گے، تو نبیوں کے ساتھ ہوں اور

مجھے ڈر ہے کہ میں آپ کو دیکھ نہ سکوں گا۔“

نبی کریم ﷺ ابھی خاموش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل کر دی:

❶ صحیح بخاری، الایمان و النور، باب کیف كانت یمن النبی ﷺ: ۶۶۳۲۔

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ۗ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ ط ۗ كَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا ۝﴾ ①

”اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا، جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ بہترین رفیق ہیں۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کافی ہے، اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے۔“

میرے پاس تو صرف آپ کی محبت ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک ویہاٹی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول!  
(مَتَى السَّاعَةُ؟)

”قیامت کب آئے گی؟“

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا:  
(مَا أَعَدَدْتَ لَهَا؟)

”تو نے اس قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟“

تو وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول!

(مَا أَعَدَدْتُ لَهَا كَيْدَ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَا كَيْفِي أَحَبُّ إِلَهُ  
وَرَسُولَهُ)

”میری قیامت کے لیے تیاری کا حال تو یہ ہے کہ میرے پاس نہ زیادہ نمازیں ہیں، نہ روزے اور نہ ہی صدقہ و خیرات ہیں، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔“

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

① النساء: ۴، ۶۹، ۷۰؛ مجمع الزوائد، التفسیر، تفسیر سورہ النساء، قولہ تعالیٰ: ۷۰/۶؛ طبرانی فی الصغیر: ۵۲؛ الاوسط: ۴۸۰؛ تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۶۸۳۔

((قَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) ❶

”تو اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے تو محبت کرتا ہے۔“

ایمان کا مزہ پانے والے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ))

”جس شخص میں تین چیزیں پائی جائیں، تو اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا۔“

۱... أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا

”اللہ اور اس کا رسول اس کو ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔“

۲... وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ

”اور یہ کہ وہ کسی سے صرف اللہ ہی کے لیے محبت کرتا ہو۔“

۳... وَأَنْ يَكْفُرَ أَنْ يَكْفُرَ كَمَا يَكْفُرُ أَنْ يُقَدِّفَ فِي النَّارِ ❷

”وہ کفر میں لوٹتا ہی ناپسند کرے، جتنا وہ آگ میں پھینکا جاتا، ناپسند کرتا

ہے۔“

محبت ہو تو ایسی!۔

صحابہ کرام کی آپ ﷺ سے محبت ایسی کہ کافر بھی حیرت سے نکتے رہ گئے۔ سیدنا خضیب رضی اللہ عنہ کو جب کفار قتل کرنے لیے حرم سے باہر لے گئے، تو ابوسفیان نے جواب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، ان سے کہا:

أَتَحِبُّ أَنْ مُحَمَّدًا عِنْدَنَا الْآنَ مَكَانَكَ نَضْرِبُ عُنُقَهُ وَإِنَّكَ فِي أَهْلِكَ.

”کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم تو اپنے گھر میں رہو اور اس وقت ہمارے پاس

محمد ہوں اور ہم (معاذ اللہ) ان کو قتل کر دیں؟“

❶ صحیح مسلم، البر والصلة، باب المرء مع من أحب: ۶۷۱۵ (۲۶۳۹)

❷ صحیح بخاری، الايمان، باب حب الرسول من الايمان: ۱۶۔

سیدنا خیب رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دینے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا اظہار یوں فرمایا:

وَاللَّهُ مَا أَحَبُّ أَنْ مُحَمَّدًا الْآنَ فِي مَكَانِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ تُصِيبُهُ  
شَوْكَةٌ تُؤْذِيهِ وَأَنَا جَالِسٌ فِي أَهْلِي.

”اللہ کی قسم! مجھے اتنی بات بھی گوارا نہیں کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوں اور  
میرے محبوب ﷺ کو وہاں رہتے ہوئے ایک ذرا سا کانٹا بھی چھو جائے۔“

اس قسم کے مظالم، جلاوٹ اور بے رحمیاں، عبرت خیز سفاکیاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم  
میں سے کسی کو بھی راہِ حق سے متزلزل نہ کر سکیں، اس لیے ابوسفیان نے اقرار کرتے ہوئے کہا:

((مَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ أَحَدًا يُحِبُّ أَحَدًا كُحِبِّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ  
مُحَمَّدًا))<sup>①</sup>

”نبی کریم ﷺ کے ساتھی جس طرح آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں، اس  
طرح محبت اور تعظیم کرتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔“

محبت کا صحیح مفہوم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ))<sup>②</sup>

”جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے گویا مجھ سے محبت کی اور جس نے  
مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔“

رسول ﷺ کی محبت میں سب کچھ قربان

یہ فطری بات ہے کہ آدمی کو اپنے باپ دادا، بیٹے، بیویاں، مال و متاع، گھر بار بہت  
زیادہ محبوب ہوتے ہیں، ان سب کو اللہ اور رسول ﷺ کی محبت میں قربان کر دینا، یقیناً بڑی

① سیرت ابن ہشام علی ہامش ”الروض الانف“ ذکر یوم الرجیع فی سنة  
ثلاث: ۲۴۰/۱۶۸، ۱۶۹۔ ② سنن الترمذی، العلم، باب ما جاء فی الاخذ من  
السنة: ۲۶۷۸ (۵/۴۵) فیہ ضعف۔

ہمت کا کام ہے۔

حضرت ہبرۃ بن ابی فاکہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان ابن آدم کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے، وہ اسلام کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اپنے دین اور اپنے آباء و اجداد کے دین کو چھوڑ رہے ہو؟ ابن آدم شیطان کی بات رد کر کے اسلام قبول کر لیتا ہے، پھر وہ اس کی ہجرت کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے تم ہجرت کر کے اپنے وطن کی زمین اور آسمان کو چھوڑ رہے ہو۔ مہاجر کی مثال تو اس گھوڑے کی طرح ہے جو رسی سے بندھا ہوا ہو۔ ابن آدم شیطان کی اس بات کو بھی رو کر کے ہجرت کرتا ہے، پھر شیطان اس کے جہاد کے راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے تم جہاد کرنے جا رہے ہو، تم اپنی جان اور مال کو خطرے میں ڈالو گے، تم جہاد میں مارے جاؤ گے، تمہاری بیوی دوسرا نکاح کر لے گی، تمہارا مال تقسیم ہو جائے گا۔ ابن آدم اس کی اس بات کو بھی رد کر کے جہاد کے لیے چلا جاتا ہے، جس مسلمان نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے۔ ①

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساری کائنات سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت رکھتے تھے، اس کا ثبوت ان گنت مثالیں ہیں کہ صحابہ نے نبی ﷺ کی محبت میں اپنے باپ، بیٹوں اور بہن بھائیوں کو قربان کر دیا اور اپنے ہی ہاتھوں سے قتل کر دیا، جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے متعلق عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی محبت رسول کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! ان قیدیوں کو ہر مسلمان کے حوالے کیا جائے، جو اس کا عزیز ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کر دے تاکہ دنیا کو اس کی خبر ہو کہ محبت رسول میں محمد ﷺ کے چاہنے والے ہر چیز کو قربان کر دیتے ہیں۔ ہم چند ایک مثالیں یہاں درج کیے دیتے ہیں۔

محبت رسول میں باپ قتل کر دیا

غزوہ بدر میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بے خوف و خطر دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ آپ کی حالت کو دیکھ کر دشمن کی صفوں میں بھگدڑ مچ گئی۔

جونہی آپ کسی شہسوار کے سامنے آتے وہ گھبرا کر طرح دے جاتا۔ لیکن ان میں سے ایک شخص ایسا تھا جو آپ کے سامنے اڑ کر کھڑا ہو جاتا اور تلوار کا وار کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن آپ پہلو تہی اختیار کرتے۔ وہ شخص آپ کے مقابلہ کے لیے بار بار سامنے آتا رہا۔ لیکن آپ مسلسل طرح دیتے رہے۔ لڑائی کے دوران ایک مرحلہ ایسا آیا کہ اس شخص نے آپ کو گھیرے میں لے لیا۔ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لیے تمام راستے بند ہو گئے، تو آپ نے مجبور ہو کر اس کے سر پر تلوار کا ایسا زور دار وار کیا، جس سے اس کی کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے اور آپ کے قدموں میں ڈھیر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر دنیا انگشت بندان رہ گئی کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا یہ شخص ان کا چنا باپ تھا۔ آپ کا یہ کارنامہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ آپ کی شان میں قرآن نازل کر دیا۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي  
قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ لِيُدْخِلَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا  
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا  
إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥٨﴾

”جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے، خواہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا خاندان کی ہی لوگ ہوں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیضِ نبوی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، داخل کرے گا، ہمیشہ ان میں رہیں گے، اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش، یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔“

① المجادلة: ۵۸، ۲۲؛ الطبرانی فی الکبیر: ۳۶۰؛ المستدرک للحاکم: ۳/ ۲۶۵؛  
الاصابة: ۴/ ۴۷۶، (۴۴۱۸)؛ تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۳۸۵، اس کی سند صحیح ہے۔

میں ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیٹا کہتا ہے ابو جہلی میدانِ کارزار میں آپ بار بار میری تلوار کے نیچے آرہے تھے، لیکن میں نے باپ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر بیٹا تم میری تلوار کے نیچے آجاتے تو میں آپ کو دشمن نبوی سمجھ کر تیری زندگی کا خاتمہ کر دیتا کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سامنے دنیا کی کوئی محبت آڑے نہیں آسکتی۔ ①

اپنے ہی ماموں کی قربانی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام بن ہبیرہ کو قتل کر کے محبت رسول کا ثبوت دیا۔ ②

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھائی کی قربانی

جنگ احد میں حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عمیر بن عمیر کو قتل کر کے محبت رسول کا اظہار کیا۔ ③

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بہن کی قربانی

حضرت عمیر بن اسید رضی اللہ عنہ کی ایک بہن تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرتی تھی، تو انہوں نے محبت رسول میں آکر انہیں قتل کر دیا۔ ④

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بیوی قربان کر دی

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا تھا، اس کی ایک ام ولد (ایسی لونڈی جس سے اس کی اولاد) تھی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی، وہ اسے منع کرتا تھا، مگر مانتی نہ تھی، وہ اسے ڈانٹتا تھا، مگر سمجھتی نہ تھی، ایک رات وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگویی کرنے اور آپ کو گالیاں دینے لگی، تو اس نابینے نے ایک برچھالیا اسے اس لونڈی کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اس طرح اسے قتل کر دیا، اس لونڈی کے پاؤں میں چھوٹا

① مستدرک حاکم: ۴۷۵/۳؛ حیاة الصحابة کاندھلوی، ص: ۶۳۔

② سیرت ابن ہشام: ۳۲۴/۲۔ ③ اسباب النزول للسیوطی، ص: ۸۲۔

④ طبرانی فی الکبیر: ۱۷/۶۴، ۶۵ (۱۲۴)۔

بچ آگیا اور اس نے اس جگہ کو خون سے لت پت کر دیا، جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ کو اس کے قتل سے آگاہ کیا گیا، اور لوگ اکٹھے ہو گئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أُنشِدُ اللّٰهَ رَجُلًا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقًّا إِلَّا قَامَ)) قَالَ: فَقَامَ  
الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسُ وَهُوَ يَنْزِلُ، حَتَّى فَعَدَّ بَيْنَ يَدَيِ  
النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! أَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ  
تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَإِنَّهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَرْجِرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِي  
مِنْهَا إِنْتَانٍ مِثْلَ اللُّوْلُوتَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ  
جَعَلَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْمِعْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فَنِي  
بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا.

”میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، جس نے یہ کاروائی کی ہے اور میرا اس پر حق ہے کہ کھڑا ہو جائے“ تو وہ ناپینا صحابی کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا، اس کے قدم لرز رہے تھے، حتیٰ کہ نبی ﷺ کے سامنے آ بیٹھا اور بولا: اے اللہ کے رسول! میں اس کا قاتل ہوں، یہ آپ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی، میں اس کو منح کرتا تھا، مگر باز نہ آتی تھی، میں اسے ڈانٹتا تھا، مگر سمجھتی نہ تھی، میرے اس سے دو بچے بھی ہیں، جیسے کے موتی ہوں اور وہ میرا بڑا اچھا ساتھ دینے والی تھی، گزشتہ رات جب وہ آپ کو گالیاں دینے لگی اور برا بھلا کہنے لگی، تو میں نے چھرا لیا، اسے اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا، حتیٰ کہ اس کو قتل کر ڈالا۔“

تو نبی ﷺ نے فرمایا: خبردار! گواہ ہو جاؤ! اس لونڈی کا خون ضائع ہے۔“ یعنی اس پر

کوئی دیت نہیں ہے۔ یہ بالکل جائز ہے۔ ①

محبت رسول میں بھائی، بیٹے اور خاوند کی قربانی

جنگ احد میں ہند بنت عمرو بن حزام (یہ جابر بن عبد اللہ کی پھوپھی ہیں) کے بھائی

① سنن ابی داؤد، الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ: ٤٣٦١؛ سنن

نسائی: ٤٠٧٥؛ سندہ حسن۔

عبداللہ بن عمرو، خاوند عمرو بن جموح اور بیٹے خلد بن عمرو شامل تھے، جب جنگ احد کے حالات ناسازگار کی خبر مدینہ میں پہنچی اور یہ افواہ اڑ گئی کہ محمد رسول اللہ ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں، تو یہ عورت دیوانہ وار آتی ہے اور میدان احد میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش کرتی ہے، کسی نے اسے کہا کہ تمہارا بچہ شہید ہو گیا ہے، تو وہ کہتی ہے کہ بچے کی بات چھوڑو، رسول اللہ ﷺ کی بات کرو۔ آگے بڑھتی ہے پھر کوئی اس سے کہتا ہے کہ تمہارا خاوند اور بھائی بھی شہید ہو گئے ہیں۔ لیکن وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور نہ ہی توجہ دیتی ہے، پس محبت رسول میں ہر چیز ہر رشتہ نظر انداز کیے دیتی ہے، پھر جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگی:

(يَا رَسُولَ اللَّهِ اَكُلْ مُصِيبَةَ بَعْدَكَ جَلَدًا) ①

”آپ کے بعد ہر مصیبت ہلکی ہے۔“

اجازت ہو تو میں باپ کی گردن کاٹ دوں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ بنوالمصطلق میں تھے، ایک مہاجر نے ایک انصاری کے تھپڑ مار دیا۔ مہاجر نے دیگر مہاجروں کو مدد کے لیے پکارا، اے مہاجر! مدد کرو اور انصاری نے انصار کو مدد کے لیے پکارا۔ نبی ﷺ نے چیخ و پکار سنی، تو فرمایا: ”یہ زمانہ جاہلیت کی طرح کیسی چیخ و پکار ہے؟“ لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کے تھپڑ مار دیا تھا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”چھوڑو! یہ بہت برا دتیرہ ہے۔“ عبداللہ بن ابی نے یہ واقعہ سنا تو اس نے کہا: کیا واقعی مہاجر نے ایسا کیا ہے؟ اب اگر ہم مدینہ پہنچے تو وہاں سے عزت والا ذلت والے لوگ نکال دے گا (اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا تذکرہ کچھ یوں فرمایا ہے):

(يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ

الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ②)

”کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے

① تاریخ طبری: ۲/ ۷۴؛ تاریخ اسلام: ۱/ ۲۱۸؛ البداية والنهاية: ۴/ ۴۷؛ سيرة

ابن كثير: ۲/ ۹۳، صحيح- ② المنافقون ۶۳: ۸۔

نکال باہر کریں گے، حالانکہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنوں کی لیکن منافق نہیں جانتے۔“

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو اجازت چاہی اور کہا: ”اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں گا۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس کو چھوڑ دو، لوگ کہیں گے کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو ہی قتل کرتا ہے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ جو سچے کامل مومن تھے، جب خبر ملی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ خبر ملی ہے.....! نیز فرمایا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں، سارے مدینہ میں میں واحد انسان ہوں، جو اپنے باپ کا احترام سب سے زیادہ کرتا ہوں اور یہ بھی کہ میں اپنے باپ کے رعب و دبدبہ کو برداشت کرتا ہوں، اس قدر کہ میں نے کبھی باپ کی نظروں کی طرف نظر نہیں ملائی، لیکن پھر بھی میری محبت اور عقیدت کا امتحان آیا ہے، تو دیکھیں:

إِنَّمَا فِينِكَ وَاللَّهِ لَوْ أَمَرْتَنِي لَقَتَلْتَهُ.

”رہا آپ کا معاملہ تو آپ مجھے حکم کریں، میں اپنے باپ کی گردن کاٹ کر آپ کے سامنے رکھ دوں گا۔“

اور سیرت ابن ہشام کی روایت میں ہے:

أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلَّغْنِي أَنْتَ تُرِيدُ قَتْلَ أَبِي فَإِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَمُرْنِي بِهِ فَإِنَّا أَحْمِلُ إِلَيْكَ رَأْسَهُ وَأَخْشَى أَنْ تَأْمُرَ غَيْرِي بِقَتْلِهِ.

”عبداللہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کا ارادہ میرے باپ کو قتل کرنے کا ہے (کیوں کہ انہوں نے آپ کی گستاخی کی ہے) اگر آپ کا خیال ایسا ہے تو پھر مجھے حکم دیجیے میں اپنے باپ کا سر قلم کر کے آپ کے قدموں میں لا دوں گا اور مجھے خدشہ ہے کہ آپ کسی اور کو میرے باپ

کے قتل کا حکم دے دیں (جس سے میری حمیت جاگ جائے گی)“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عبداللہ اپنے باپ کو قتل نہیں کرتا۔“

لیکن عقیدت اور محبت کے اس سپوت کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا اور قافلے کا راستہ کاٹتے ہوئے مدینہ کے باہر اس راستے پر جا کھڑا ہوا، جہاں سے ہر ایک کا گزر ہونا تھا۔ لوگ گزرنے لگے جب اس کا باپ عبداللہ بن ابی منافق آیا، تو اس نے تلوار کو میان سے نکال لیا اور کہنے لگا:

وَاللّٰهُ لَا تَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى يٰۤاَذَنَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

”تم اس وقت تک مدینے میں داخل نہیں ہو سکتے، جب تک رسول اللہ ﷺ

اجازت نہ دیں۔“

اور تم اس بات کا اقرار کر لو کہ تم ذلت والے ہو اور رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عبداللہ! اپنے باپ کو

معاف کر دے اور اسے جانے دے۔“ ①

### محبت رسول ﷺ میں ماں کی قربانی

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو ان کی مشرکہ ماں کہنے لگی

اگر تو محمد (ﷺ) کے دین کا انکار کرے، تو میں تیرے ساتھ راضی ہوں، ورنہ ناراض ہوں،

اگر تو اسی حالت میں رہا تو میں کھاؤں گی نہیں، پیوں گی نہیں، سر میں کنگھی نہیں کروں گی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کو سمجھایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں دین محمد ﷺ

کو چھوڑ دوں، بلکہ تو بھی مسلمان ہو جا، لیکن اس نے ایک نہ سنی آخر کار سعد نے اپنی ماں کو کہا:

وَاللّٰهُ لَوْ كَانَتْ لَكَ اَلْفُ نَفْسٍ فَخَرَجْتَ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ

دِيْنِيْ هَذَا الشَّيْءَ.

”اللہ کی قسم! اگر تمہاری ہزار جانیں بھی ہوتیں اور سب ایک ایک کر کے نکل

① تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۴۷۶؛ مجمع الزوائد: ۹/ ۳۱۸؛ سیرت ابن ہشام: ۳/ ۲۳۹؛ الطبری: ۲/ ۶۰۸، ۶۰۹؛ تاریخ ابن خلدون: ۲/ ۴۳۲؛ صحیح بخاری، التفسیر، باب تفسیر سورة المنافقين: ۶/ ۱۹۱؛ مسلم: ۲۵۲۵۔

جائیں، تو میں اپنے دین کی ایک چیز کو بھی نہ چھوڑتا۔“

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

يَا أُمَّاهُ! لَوْ كَانَتْ لَكَ مِائَةُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ

دِينِي هَذَا لِشَيْءٍ فَإِنْ شِئْتَ فَكُلِي وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَأْكُلِي.

”اے میری ماں! اگر تمہاری سو جانیں ہوتیں اور وہ سب بھی میرے سامنے

ایک ایک کر کے نکل جاتیں، تو پھر بھی میں اپنا یہ دین (اسلام) نہ چھوڑتا، اگر تم

چاہو تو کھاؤ اور اگر چاہو تو نہ کھاؤ۔“

جب سعد کی ماں نے یہ سنا کہ یہ تو ایک کیا، محمد کی عزت پر اس کی محبت میں ہزاروں

ماہیں قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہے، تو اس نے کھانا اور پینا شروع کر دیا۔ ①

① اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: ۲/ ۴۵۵، ترجمہ سعد بن مالک القرشی و

تفسیر قرطبی: ۱۳/ ۲۹۱۔

## دوسروں کا دل جیتنے کے طریقے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ ①

”اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے

ہیں۔“

تمہیدی کلمات

ہر شخص خواہش رکھتا ہے کہ وہ دوسروں کے دل جیتے اور معاشرتی زندگی محب و محبوب کی حیثیت سے مودت و رحمت سے گزارے۔

آپ کے سامنے وہ تیر رکھے جا رہے ہیں، جن سے دل شکار ہو سکتے ہیں، مراد وہ فضائل و خصائل ہیں، جن سے دل نرم کیے جا سکتے ہیں۔ عیوب چھپ سکتے ہیں اور لغزشیں نظر انداز ہو سکتی ہیں۔ عجب ہے کہ وہ کام آسان ہیں اور تکلف کی ضرورت بھی نہیں پڑتی، لیکن اس کے باوجود ہم میں سے اکثر لوگ ان اوصاف حمیدہ سے پہلو تہی برتتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی بھائی سے ملاقات کے موقع پر مسکرا دینا، سلام میں سبقت کرنا وغیرہ۔ بھلا انہیں اپنانے میں کیا نقصان ہے؟ آئیے ذیل میں ہم چند سنہرے اصول پیش خدمت کرتے ہیں، جن سے دوسروں کے قلوب و اذہان کو اپنا گرویدہ بنایا جا سکتا ہے:

(۱)..... چہرے پر مسکراہٹ سجانا

اس کی حیثیت دل جیتنے کے لیے ایسے ہی ہے، جیسے کھانے میں نمک، مسکراہٹ ایک سبب الاثر تیر ہے، جس سے کسی دوسرے کے دل کو جیتا جا سکتا ہے اور پھر یہ عبادت اور صدقہ بھی ہے۔ جامع ترمذی میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

﴿كَبَسْمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ﴾ ②

① الحجرات ۴۹: ۱۲۔ ② سنن ترمذی: ۱۹۵۶۔

”تیرا اپنے بھائی کو مسکرا کر ملنا صدقہ ہے۔“

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ ﷺ مُنْذُ أَسَلَمْتُ وَلَا رَأَيْتِي إِلَّا تَبَسَّمَ)) ①

”میں نے جب سے اسلام قبول کیا، نبی کریم ﷺ نے مجھے (مجلس میں آنے سے) منع نہیں کیا اور آپ جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔“

آپ ﷺ تو دشمن کے لیے بھی مسکراہٹ رکھتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور آپ ﷺ کے اوپر ایک موٹے کنارے والی چادر تھی، ایک دیہاتی آپ ﷺ کو ملا اور آپ ﷺ کی چادر کو سختی کے ساتھ پکڑ کر کھینچا، پس میں نے نبی کریم ﷺ کے کندھے کی جانب دیکھا، تو چادر کے کنارے سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے اس میں نشان پڑ گئے تھے، پھر اس دیہاتی نے کہا، ”اے محمد! تیرے پاس جو اللہ کا مال ہے، اس میں سے میرے لیے بھی حکم دے۔“

فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعِطَاءٍ. ②

”آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے پھر آپ ﷺ نے اسے دینے کا حکم فرمایا۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ:

مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. ③

”میں نے نبی کریم ﷺ کو کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ میں آپ ﷺ کے حلق کا تو ادیکھ سکوں، آپ تو صرف مسکرایا کرتے تھے۔“

نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی خوشی کے وقت چہرے پر بشاشت نمایاں رکھتے تھے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا: کیا اللہ کے

① صحیح بخاری، الادب، باب التبسم والضحك: ۶۰۸۹؛ صحیح مسلم:

۶۳۶۳۔ ② صحیح بخاری، اللباس، باب البرود والحبرة والشملة: ۵۸۰۹۔

③ صحیح بخاری، الادب، باب التبسم والضحك: ۶۰۹۲۔



رسول ﷺ کے صحابہ جنی اللہ نما کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! اور ان کے دلوں میں ایمان پہاڑ سے بھی زیادہ عظیم تھا اور بلال بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، وہ تیر اندازی کرتے تھے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسا کرتے تھے۔ جب رات ہو جاتی تو وہ راہب (یعنی تارک دنیا) بن جاتے تھے (اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے تھے) ❶

(۲) ..... سلام میں پہلے کرنا

یہ وہ تیر ہے، جو سیدھا دل کے اندر جا لگتا ہے اور دل آپ کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ چہرے کی مسکراہٹ و بشاشت کے ساتھ اگر گرم جوشی اور ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑنا بھی شامل ہو جائے تو پھر یہ سونے پہ سہاگے کا کام دیتا ہے، اس سے اجر بھی حاصل ہوتا ہے اور سب سے بہتر وہی ہے جو سلام میں پہل کرے۔ عمر الندی کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کیساتھ باہر نکلا تو آپ ہر چھوٹے بڑے کو سلام کہتے تھے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مصافحہ محبت و مودت کو دو چاند کر دیتا ہے۔“

صحیح مسلم میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

(( لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلْقٍ )) ❷

”کسی اچھے فعل کو حقیر مت جانو، چاہے اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔“

موطا میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(( تَصَافَحُوا يَذْهَبِ الْغِلُّ )) ❸

”مصافحہ کیا کرو، کینہ ختم ہو جائے گا۔“

(۳) ..... تحفہ دینا

یہ دل، کان، آنکھ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا عجیب نسخہ ہے۔ اس کا اثر ہر تو نگر و نادار اور صغیر و کبیر پر ہوتا ہے۔ مختلف مواقع پر تحائف کا تبادلہ ایک مستحسن امر ہے، لیکن اگر تکلف سے

❶ شرح السنة، الاستئذان، باب الضحك: ۲۲۴۴۔ ❷ صحیح مسلم، البر والصلة والاداب: ۲۶۲۶۔ ❸ موطا امام مالك، حسن الخلق: ۶۹۴۔

پاک ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَتَهَادُوا تَحَابُّوا، وَكَذَٰبُ الشَّحْنَاءِ))<sup>①</sup>

”تحائف کا تبادلہ کرو محبت بڑھے گی اور کدورتیں ختم ہو جائیں گی۔“

ابراہیم زہری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے اپنے والد گرامی قدر کے لیے عطیات سامنے کیے تو فرمانے لگے: اپنے گھرانے اور خاص افراد کی لسٹ بناؤ، میں نے بنا ڈالی، کہنے لگے یاد کرو کوئی رہ نہ گیا ہو، میں نے جواب دیا، کوئی نہیں، جو رہ گیا ہو۔ فرمانے لگے: ہاں ایک شخص جو سہراہ مجھے ملا اس نے بڑے احسن انداز سے سلام کیا، اس شخص کا حلیہ اس اس طرح کا ہے، اس کے نام دس دینار لکھ دو۔ توجہ فرمائیں کہ احسن انداز سے سلام کہنے کا کتنا اثر ہوا کہ وہ شخص اجنبی ہو کر بھی اجنبی نہ رہا اور ہدیہ کا مستحق بن گیا۔

(۴).... خاموشی اور کم گوئی

آواز بلند کرنے، زیادہ گفتگو کرنے اور مجلس پر اپنی دھاک بٹھانے کے شوق سے پرہیز کریں۔ عمدہ اور سلیس عبارت کا استعمال کریں۔ صحیحین میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ))<sup>②</sup>

”اچھا بول بھی صدقہ ہے۔“

اچھے الفاظ کا چناؤ اپنے اندر ایک عجیب تاثیر رکھتا ہے، جس سے بھی لوگ اسیر بن جاتے ہیں۔

حضرت اسود بن اسرم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

مجھے کوئی وصیت فرمائیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا تَقُلْ بِلسَانِكَ إِلَّا مَعْرُوفًا))<sup>③</sup>

”تو ہمیشہ اپنی زبان سے اچھی بات ہی کہہ۔“

① موطا لامام مالک، حسن الخلق: ۶۹۴۔

② صحیح بخاری، الجهاد، باب من أخذ بالركاب ونحوه، ج: ۲۹۸۹۔

③ الترغیب والترہیب: ۵۳۰/۳، بامستاد حسن۔

اچھی بات نہیں کہہ سکتے تو خاموش رہو، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَمَتَ رَجَا)) ❶

”جو خاموش رہا، وہ نجات پا گیا۔“

سیدنا عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ یہودیوں کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، انھوں نے آپ کو (السام علیکم) کہا، یعنی ”آپ پر موت واقع ہو۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان کے الفاظ سمجھ گئی اور میں نے انہیں (وعلیکم السام واللعنة) کہا کہ ”تم پر موت اور لعنت واقع ہو۔“ فرماتی ہیں کہ میرا یہ جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عائشہ رک جاؤ، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔“

میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! کیا جو کچھ انہوں نے کہا ہے، آپ نے سنا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے سن لیا تھا اور جواب میں صرف ”علیکم“ کہہ دیا تھا کہ تم پر بھی وہی کچھ ہو، جو تم نے کہا ہے، بس ان کو اتنا ہی جواب کافی ہے۔“ ❷

ابو یعلیٰ اور بزار وغیرہما حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”حسن اخلاق اور خاموشی کو لازم پکڑو، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان دونوں جیسی کوئی دوسری چیز نہیں ہے، جس سے افراد کے افعال میں خوبصورتی (حسن) پیدا ہو سکتی ہو۔“ ❸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) ❹

❶ سنن ترمذی، الدعوات، باب حدیث من کان.....: ۲۵۰۱ (۳۰۳)۔

❷ صحیح بخاری: ۶۰۲۴؛ صحیح مسلم: ۲۱۶۵۔

❸ مسند ابو یعلیٰ: ۳۲۹۸، اسنادہ ضعیف۔

❹ صحیح بخاری، الرقاق، باب حفظ اللسان: ۶۴۷۵؛ سنن ابن ماجہ: ۳۹۷۱۔

”جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے  
یا خاموش رہے۔“

(۵)..... غور سے گفتگو سنا

گفتگو کرنے والے کو ٹوکنا نہ جائے، رسول اللہ ﷺ کسی کی بات کو کاٹتے نہیں تھے، یہاں تک کہ مشکلم خود اپنی بات مکمل کر لیتا۔ جو شخص اس نسخہ پر عمل کرنے کا اپنے آپ کو عادی بنا لیتا ہے، لوگ اس سے محبت بھی کرتے ہیں اور اسے اچھا بھی جانتے ہیں، بخلاف اس شخص کے جو قطع کلامی بھی کرتا ہے اور گفتگو اچھی طرح سنا بھی نہیں ہے۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جب کوئی شخص مجھ سے گفتگو کرتا ہے، تو میں اس کی بات اس انداز سے سنا ہوں، گویا میں یہ بات پہلی بار سن رہا ہوں، حالانکہ میں وہ بات اس کی پیدائش سے بھی پہلے سن چکا ہوتا ہوں۔“ ①

(۶).... اچھا حلیہ بنانا

خوش شکل اور خوش لباس ہونا بھی ان اسباب میں سے ہے، جن سے دوسروں کے دل جیتے جاسکتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
”وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔“  
یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ: کوئی آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس عمدہ ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں (کیا یہ تکبر ہے۔؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ جمیل، یعنی خوبصورت اور آراستہ ہے اور جمال یعنی اچھائی و آرائستگی کو پسند کرتا ہے اور تکبر تو یہ ہے کہ حق بات کو ہٹ دھرمی کے ساتھ نہ مانا جائے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھا جائے۔“ ②

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

① سیر اعلام النبلاء: ۱۶ / ۵ صحیح مسلم، الأیمان، باب تحریم الکبر

وبیانہ: ۲۶۵، سنن ترمذی: ۱۹۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”وہ نوجوان جو اچھے لباس میں اچھی خوشبو کا استعمال کر کے عبادت کے لیے آتا ہے، مجھے اچھا لگتا ہے۔“

عبداللہ بن احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے اچھے اور صاف سترے لباس کے اہتمام میں اور ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال سنوارنے میں احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی اور کو نہیں دیکھا۔“

(۷)..... احسان کرنا اور ضروریات پوری کرنا

دوسروں کی ضروریات کا خیال رکھنا اس سے بھی دل پر اچھا اثر پڑتا ہے، ایک شاعر اپنی زبان میں یوں ترجمانی کرتا ہے۔

احسن الی الناس تستعبد قلوبہم

فما لما استعبد الانسان احسان

”حسن سلوک سے آپ لوگوں کے دلوں پر حکومت کر سکتے ہیں، انسان ہمیشہ

سے احسان کا غلام رہا ہے۔“

بلکہ اس سے تو اللہ تعالیٰ کی محبت بھی حاصل ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ))<sup>①</sup>

”لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر اللہ کا وہ بندہ محبوب ہے، جو سب سے زیادہ

لوگوں کو فائدہ دیتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ الدُّنْيَا، نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ

كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللَّهُ

عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا

وَالْآخِرَةِ، وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ))<sup>②</sup>

① المعجم الكبير للطبرانی: ۱۳۶۶۶۔

② صحيح مسلم، الدعوات، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن..... ۲۶۹۹۔

”جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف دور فرما دے گا، جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا، اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔“

اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ ①

”اور تم احسان کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔“

خانوادہ نبوت کے چشم و چراغ حضرت زین العابدین علی بن الحسین کو ایک مرتبہ ان کی باندی وضو کر رہی تھی۔ اتفاق سے اس کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ کر اس طرح گرا کہ حضرت کے چہرہ پر کچھ زخم لگ گیا۔ ابھی آپ نے سراٹھا کر اوپر دیکھا ہی تھا کہ باندی بولی:

﴿وَالْكُظُمِيْنَ الْعَمِيْظُ﴾

حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ پھر اس باندی نے آیت کا اگلا کلمہ پڑھا

﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ ②

تو حضرت نے فرمایا کہ جا تجھے میں نے معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بھی تجھے معاف

فرمائے، پھر باندی نے آیت کا آخری حصہ پڑھا:

﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ ③

یہ سن کر حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جا تو آزاد ہے۔

کسی شاعر کا قول ہے:

اذا انت صاحب الرجال  
فكن فتى مملوكا لكل رفيق

”لوگوں کیساتھ اس انداز سے رہیں کہ ایسا معلوم ہو کہ آپ ہر دوست کے غلام ہیں۔“

وکن مثل طعم الماء عذبا وباردا

على الكبد الحری لكل صديق

”ہر دوست کے لیے ایسے اطمینان و سکون کا باعث ہوں، جیسے میٹھا انتہائی ذائقہ

دار اور میٹھا پانی دلوں کے سکون کا سبب ہوتا ہے۔“

کسی نے کیا خوب کہا تھا:

”اس پر تعجب ہے، جو اپنے مال کے ذریعے غلام خرید لیتا ہے، لیکن آزاد لوگوں کو

اپنے احسان سے نہیں خرید سکتا، جو جتنا زیادہ احسان کرے گا، اسی قدر اس کے

حواری بڑھیں گے۔“

(۸)..... مال لوٹانا

ہر دل کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے، اس دور میں مال ہر دل کی کمزوری ہے۔ نبی ﷺ

فرماتے ہیں:

”میں ایک شخص کو مال دیتا ہوں حالانکہ کوئی اور اس سے بڑھ کر مجھے محبوب ہوتا

ہے، اس ڈر سے (مال دیتا ہوں) کہیں اسے اللہ جہنم میں اوندھے منہ نہ ڈال

دے۔“<sup>①</sup>

صفوان بن امیہ جس نے اسلام کی اشاعت کو روکنے اور نبی ﷺ کے قتل کے

مذموم ارادے کی تکمیل کے لیے اپنی تمام تر توانائی خرچ کی۔ فتح مکہ کے دن

مسلمانوں سے ڈر کر بھاگا، نبی ﷺ نے پناہ دی، تو آپ ﷺ کے پاس آ گیا

اور آپ سے اسلام قبول کرنے کے لیے دو ماہ کی مہلت طلب کی، تو رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے چار ماہ کی مہلت ہے۔“ نبی ﷺ کے ساتھ حنین اور

طائف کی طرف نکلا، ابھی تک کافر ہی تھا، طائف کے محاصرہ کے بعد نبی ﷺ

مال غنیمت کا جائزہ لے رہے تھے، اسی دوران صفوان بن امیہ کو دیکھا کہ وہ

① صحیح بخاری: ۲۷۔

اونٹوں، بکریوں، اور چرواہوں سے بھری وادی کو بڑے غور سے دیکھ رہا ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو وہب! کیا تجھے یہ پسند ہے؟ جواب دیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سب تیرا ہے۔“ اسی وقت صفوان بن امیہ نے کہا: اس قدر فراخ دل صرف نبی ہو سکتا ہے اور اپنی زبان سے ”اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله“ کہا اور اسلام قبول کر لیا۔<sup>①</sup>

نبی ﷺ نے تالیف قلب کی خاطر یہ سب معاملہ کیا۔ ہمارے اندر بغل اور کنجوسی کیوں ہے؟ کیوں ہم لوگوں کو اپنے عطیات سے نہیں نوازتے؟ کیا اس خوف سے کہیں جو دوستی کی وجہ سے ہم فقیر و محتاج نہ ہو جائیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور آپ ﷺ کے اوپر ایک موٹے کنارے والی چادر تھی، ایک دیہاتی آپ ﷺ کو ملا اور آپ ﷺ کی چادر کو سختی کے ساتھ پکڑ کر کھینچا، پس میں نے نبی کریم ﷺ کے کندھے کی جانب دیکھا تو چادر کے کنارے سختی کے ساتھ کھینچنے کی وجہ سے اس میں نشان پڑ گئے تھے، پھر اس دیہاتی نے کہا کہ اے محمد! تیرے پاس جو اللہ کا مال ہے، اس میں سے میرے لیے بھی حکم دے۔

فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعِطَاءٍ.<sup>②</sup>  
 ”آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے پھر آپ ﷺ نے اسے دینے کا حکم فرمایا۔“

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس ہوئی حاشیہ دار چادر تحفتاً لائی اس عورت نے کہا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے اور اس لیے لائی ہوں تاکہ آپ اس کو پہنیں۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے قبول کر لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کو چادر کی ضرورت بھی تھی۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور وہ چادر آپ نے زیب تن کر رکھی تھی۔

① سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ۵ / ۲۵۴۔

② صحیح بخاری، اللباس، باب البرود والحبرۃ والشملۃ: ۵۸۰۹۔

اتنے میں ایک شخص نے چادر کی تعریف کی اور کہا: یا رسول اللہ! یہ چادر مجھے دے دیجیے (چنانچہ نبی ﷺ نے وہ چادر اسے دے دی) لوگوں نے (اس شخص سے) کہا:

أَحْسَنْتَ لِبِسَتِهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا نَمَّ سَأَلْتَهُ وَعَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَزُدُّ.

”تو نے سوال کر کے اچھا نہیں کیا۔ اسے نبی ﷺ نے (نہایت) ضرورت کی حالت میں پہنا تھا، لیکن تو نے آپ ﷺ سے مانگ لی، تو یہ بھی جانتا ہے کہ آپ ﷺ سوال کو رد نہیں فرماتے۔“

(خواہ آپ کو کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو) اس شخص نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر اس لیے نہیں مانگی کہ اس کو پہنوں گا، بلکہ میں نے یہ اس لیے مانگی ہے کہ وہ میرا کفن ہوگا۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہی چادر اس کا کفن ہی بنی۔ ①

(۹) ..... حسن ظن رکھنا اور عذر قبول کرنا

دل تک پہنچنے کا سب سے آسان اور افضل طریقہ یہ ہے کہ اپنے ماحول میں موجود افراد کے بارے حسن ظن رکھیں۔ بدگمانی سے بچیں اور ان کی حرکات و سکنات پر کڑی نظر رکھنے کی بجائے، ان کی کوتاہیوں سے بھی صرف نظر کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ بدگمانی کا یہ سلسلہ تمہیں بھول بھلیوں میں الجھا دے۔

متنبی کہتا ہے:

إذا ساء فعل المرء ساءت ظنونه

و صدق ما يعتاده من توهم

”جب آدمی کے افعال برے ہوں تو گمان بھی برے ہو جاتے ہیں اور ان توہمات کی تصدیق کر بیٹھتا ہے، جن کا وہ عادی ہوتا ہے۔“

جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ ②

① صحیح بخاری، الجنائز، باب من استعد الكفن.....: ۱۲۷۷۔

② الحجرات ۴۹: ۱۲۔

”اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِيَابَاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا إِخْوَانًا)) ①

”بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور (لوگوں کے رازوں کی) کھود کریدنہ کرو، اور نہ (لوگوں کی نجی گفتگو کو) کان لگا کر سنو اور آپس میں دشمنی پیدا نہ کرو، بلکہ بھائی بھائی بن کر رہو۔“

عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مومن اپنے بھائیوں کی عذرخواہی کرتا ہے اور منافق ان کے عیوب تلاش کرتا ہے۔“

(۱۰).... محبت و مودت کا اظہار کرنا

جب آپ کو کسی سے محبت ہو جائے یا آپ کے دل میں کسی کو خاص مقام مل جائے تو پھر اسے بتلا دینا چاہیے، کیونکہ یہ ایسا تیر ہے، جس سے دل شکار ہو جاتے ہیں اور افراد قیدی بن جاتے ہیں۔ صحیح الجامع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”جب تم میں سے کسی کو اپنے ساتھی سے محبت ہو جائے، تو اس کے گھر آ کر اسے

بتلائے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔“ ②

ایک مرسل روایت میں ہے کہ اس الفت و مودت کو دوام ملتا ہے۔ جس محبت کی بنیاد صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی ہے کسی دنیوی غرض یعنی مال، عہدہ، شہرت یا حسن و جمال کی خاطر نہ ہو، وگرنہ ایسی محبت جو دنیوی غرض سے ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ قیامت کے دن یہ دشمنی میں بدل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

((الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ)) ③

① صحیح بخاری: ۵۱۴۳۔ ② صحیح جامع صغیر: ۲۸۱۔ ③ الزخرف ۴۳: ۶۷۔

”متفقین کے سوا سب دوست، اپنے دوستوں کے اس دن دشمن ہوں گے۔“

نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے، جو جس سے محبت کرتا ہے، قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا۔ اظہارِ محبت دل پر اثر انداز ہونے والے عامل میں سے ایک ہے۔

جس معاشرے میں انسان رہتا ہے، وہاں یا تو محبت و الفت اور مودت کا دور دورہ ہوتا ہے یا پھر باہمی اختلاف و افتراق کا قبضہ ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے ایسے معاشرے کی نگوین کی رغبت دلائی ہے، جو محبت و الفت کا مظہر ہو، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین میں اخوت و بھائی چارہ قائم کیا اور رشتہ اتنا مضبوط بنا کہ ایک دوسرے کی پہچان بن گیا، بعض غزوات میں درجہ شہادت پر فائز ہونے والے افراد کو، جن میں مواخاۃ کا رشتہ تھا، ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

نبی ﷺ نے ان وسائل کی خصوصی تاکید کی جن سے محبت و مودت کو فروغ ملتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُوْمِنُوا، وَلَا تُوْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوْا، اَوَّلًا

أَدْلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمْوَهُ كَحَابِبْتُمْ؟ أَفَشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ))<sup>1</sup>

”تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، جب تک مومن نہیں بن جاتے، تم اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتے، جب تک تم میں باہمی محبت نہ پیدا ہو جائے۔

سنو! میں تمہیں ایک ایسی چیز کی خبر دیتا ہوں، جس سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاؤ گے (وہ یہ ہے کہ) تم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کہا کرو۔“

(۱۱).... مدارات

کیا آپ کو مدارات کا فن آتا ہے؟ کیا آپ کو مدارات اور مدہنت میں فرق کا علم ہے؟

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ہے:

ایک شخص نے نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی، جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: ”قبیلے کا برا بھائی اور برا بیٹا ہے۔“ جب آ کر وہ بیٹھا تو

1 صحیح مسلم، الایمان، باب بیان انه لا یدخل الجنة..... الخ: ۵۴۔

آپ ﷺ خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے ملے، جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! جب آپ نے اس شخص کو آتے دیکھا، تو اس کے بارے میں اس اس طرح ارشاد فرمایا اور جب وہ آکر بیٹھا تو آپ ﷺ خندہ پیشانی سے ملے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ! تو نے کب سے مجھے فحش گو دیکھا ہے، قیامت کے دن سب سے برا مرتبہ اللہ کے ہاں اس آدمی کا ہوگا، جس کو لوگ اس کے شر سے بچنے کے لیے (بول چال) ترک کر دیں۔“ ①

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث مدارات میں اصل ہے اور پھر امام قرطبی کا قول نقل کیا ہے:

مدارات اور مہانت میں فرق ہے، دین یا دنیا یا ان دونوں کی اصلاح کی خاطر خرچ کرنا مدارات ہے اور یہ مباح ہے اور کبھی مستحب ہوتا ہے۔ دنیا کی اصلاح کے لیے دین چھوڑ دینا مہانت ہے۔

مدارات کا مطلب نرم کلامی کو اختیار کرنا چہرے پر بشارت اور خوشی کا اظہار اہل فسق اور فحش گو افراد کے لیے کرنا یا تو ان کی فحش گوئی سے بچنے کے لیے یا پھر ان کو راہ راست پر لانا ہے۔ مدارات کا تعلق صرف امور دنیا سے ہے اگر امور دینیہ میں ہو تو مہانت بن جائے گی۔

طبرانی رحمہ اللہ اور ابن السنی رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے:

”لوگوں سے مدارات (اچھے طریقے سے پیش آنا) صدقہ ہے۔“

ابن بطل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مدارات مومنوں کا اخلاق ہے، اس کا مطلب اپنے پہلو کو لوگوں کے لیے جھکا دینا اور گفتگو میں سختی کو ترک کرنا ہے، یہ اسباب محبت و الفت میں سے ایک قوی اور مضبوط سبب ہے۔

**نوٹ:** (یہ مضمون کیف تکسب قلوب الاخرین کا اردو ترجمہ ہے جو کویت سے شائع ہونے والے رسالہ ”امتی“ جنوری ۲۰۱۳ء شماره نمبر ۸۶ سے لیا گیا ہے)۔

## امیر بننے کے طریقے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيَسْدِذْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝ ﴿١﴾

”اور میں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے لگاتار مینہ برسائے گا۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور (ان میں) تمہارے لیے نہریں بہا دے گا۔“

تمہیدی کلمات

اگر مال و متاع کا حصول دنیا و آخرت کو بہتر بنانے اور رب کی رضا کے لیے ہو، تو کثرت مال ممنوع نہیں، یہاں ہم خوشحال رہنے کے لیے چند نصیحتیں اور امیر بننے کے وہ طریقے عرض کر دیتے ہیں، جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔

کثرت مال کی محبت انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۝ ﴿٢﴾

”اور انسان مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔“

یاد رہے زیادہ مال کی طلب اور امیر کا خواب دیکھنا کسی کو منع نہیں ہے، بلکہ خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کثرت مال کی دعادی تھی:

﴿ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ۝ ﴿٣﴾

① نوح ۷۱: ۱۰-۱۲۔ ② العاديات ۱۰۰: ۸۔

③ صحیح مسلم، المساجد: ۱۴۹۹۔

”اے اللہ! اس کو مال و اولاد و کثرت سے عطا فرما، اور اسے جنت میں داخل کر۔“  
 معلوم ہوا امیر بننے کا خواب دیکھنے والا اس بات کا خیال رکھے کہ جتنا زیادہ مال ہوگا،  
 اتنی پریشانیاں بھی زیادہ ہوں گی اور اتنا زیادہ کل اللہ کو حساب بھی دینا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ  
 کا فرمان ہے کہ:

”بکریوں کے ریوڑ میں بھیجے گئے، دو بھوکے بھیڑیے اتنے زیادہ نقصان دہ نہیں  
 جتنا مال اور دین کے نام پر شہرت کی حرص آدمی کے دین کو نقصان پہنچاتی  
 ہے۔“<sup>①</sup>

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ مال اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ابوذر  
 غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ مجھے فرمایا:

”اے ابوذر! اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو، تو مجھے پسند نہیں کہ میں  
 تین دن سے زیادہ اپنے پاس کچھ رکھوں، بلکہ سب کا سب اللہ کے راستے میں  
 خرچ کر دوں۔“<sup>②</sup>

ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

”ابن آدم دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ وہ دونوں چیزیں اس کے حق میں  
 بہت بہتر ہیں۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے، جبکہ موت کی وجہ سے وہ آنے والے  
 بے شمار فتنوں سے محفوظ رہ جاتا ہے۔ وہ تھوڑے مال کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ  
 تھوڑا مال دنیا میں راحت کا باعث ہونے کے ساتھ ساتھ قیامت کے دن اس کا  
 حساب دینا بھی آسان ہوگا۔“<sup>③</sup>

تقویٰ اختیار کرنا

بہت سے دنیوی اور اخروی فوائد کے ساتھ ساتھ تقویٰ رزق کی فراوانی کے لیے بہترین  
 نسخہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① سنن ترمذی: ۲۳۷۶۔ ② صحیح بخاری: ۶۴۴۵۔

③ السلسلة الصحيحة: ۸۱۳۔

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۗ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۗ﴾<sup>①</sup>  
 ”اور جو کوئی تقویٰ اختیار کرے گا، وہ اس کے لیے (رنج و غم سے) خلاصی (کی صورت) پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا، جہاں سے (وہ مومن) گمان بھی نہ ہو۔“

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غموں اور دکھوں سے نجات کا نسخہ بتلانے والی قرآن مجید کی سب سے عظیم آیت یہ ہے۔ (اس کا ورد بار بار کیا جائے)

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۗ﴾<sup>②</sup>  
 ”اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، وہ اس کے لیے (رنج و غم سے) مخلصی (کی صورت) پیدا کر دے گا۔“

اللہ کی عبادت کے لیے خاص وقت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((يَا بَنَ آدَمَ اتَّقِنِغْ لِعِبَادَتِيْ اَمَلًا صَدْرَكَ غِنًى وَّ اَسَدًا فَقْرَكَ))

”اے آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لیے اپنے آپ کو فارغ کر، میں تیرے سینے کو میری سے بھر دوں گا اور لوگوں سے تجھے بے نیاز کر دوں گا۔“

((وَ اِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَّ لَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ))<sup>③</sup>

”اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے ہاتھ (فضول) کاموں میں الجھا دوں گا اور تیری فقیری کو ختم نہیں کروں گا۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے ابن آدم! اگر تو میری عبادت کے لیے فراغت نکالے گا تو میں۔“

((اَمَلًا قَلْبِكَ غِنًى وَّ اَمَلًا يَدَكَ رِزْقًا))<sup>④</sup>

① الطلاق: ۶۵، ۲، ۳۔ ② تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۴۰۰۔ ③ سنن ترمذی، صفة القيامة.....: ۲۴۶۶، صحیح۔ ④ السلسلة الاحادیث الصحیحة: ۳/ ۳۴۷۔

”میں تیرے دل کو امیری سے اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھروں گا۔“

توکل کرنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ ①

”اور اللہ پر توکل (بھروسہ) کرتا ہے، تو وہ اسے کافی ہو جاتا ہے۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ رَزَقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ

تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا﴾ ②

”اگر تم اللہ تعالیٰ پر اسی طرح توکل کرو، جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے، تو وہ

تمہیں اسی طرح رزق دے گا، جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے، وہ صبح خالی پیٹ نکلتے

ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس پلٹتے ہیں۔“

توکل کا معنی بھروسہ کر کے بیٹھ جانا نہیں کہ میرا رزق میرے پاس خود آ جائے جتنا

مقدور ہوگا، بلکہ محنت اور کوشش کے بعد اللہ پر توکل کرنا ہے۔

صلہ رحمی کرنا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَبْسُطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَلَهُ فِي آكْرِهِ، فَلْيَصِلْ

رَحِمَتَهُ﴾ ③

”جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کی روزی میں فراخی اور اس کی عمر میں

اضافہ کیا جائے، تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔“

حج و عمرہ کرنا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

① الطلاق ۶۵: ۳۔ ② صحیح ابن حبان: ۵۰۹/۲۔

③ صحیح بخاری، الادب: ۵۹۸۶۔

((كَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ حَبَبَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ))<sup>①</sup>

”پے در پے حج و عمرہ کرتے رہو، بلاشبہ حج و عمرہ فقیری اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔“

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

جسے اللہ مال و متاع عطا کرے، وہ اللہ کے راستے میں خرچ کرے، تو اللہ مزید عطا کرتا ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر روز صبح کے وقت اللہ کے دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں، ایک ان میں کہتا ہے کہ:

((اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلْفًا))

اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور بہتر عطا فرما۔

اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے:

((اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْسِكًا تَلْفًا))<sup>②</sup>

اے اللہ! جو خرچ نہ کرے، اس کا مال تلف کر لے۔“

بہت سے امیر بننے کی خواہش میں رب کا حصہ دینا بھول جاتے ہیں، جبکہ اللہ کا قانون ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ عَلَيْكَ))<sup>③</sup>

”اے ابن آدم! (میری راہ میں) خرچ کر، میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا۔“

استغفار کرنا

امیر بننے کے خواہاں اللہ عزوجل کے سامنے گناہوں کی معافی اور استغفار کو لازم پکڑیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

① سنن ترمذی، الحج: ۸۱۰، صحیح۔ ② صحیح بخاری، الزکاة: ۱۴۴۲۔

③ صحیح بخاری: ۶۸۴؛ صحیح مسلم: ۹۹۳۔

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۖ يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۖ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝﴾ ①

”اور میں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے لگاتار مینہ برسائے گا۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور (ان میں) تمہارے لیے نہریں بہا دے گا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 ((مَنْ كَرِهَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ)) ②  
 ”جس نے استغفار کو لازم کر لیا، اللہ تعالیٰ اسے ہر تنگی سے نکالے گا، اس کے ہر غم کو دور کرے گا اور اسے وہاں سے عطا کرے گا، جہاں سے اس نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا۔“

### نکاح کرنا

رزق کی فراوانی کے لیے ایک نسخہ نکاح بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
 ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۖ إِنَّ يَأْكُفُّونَ فُقْرَاءَ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝﴾ ③  
 ”اور اپنی قوم کے بن بیا ہے (مردوں اور عورتوں) کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ غریب ہوں گے، تو اللہ ان کو اپنے فضل سے خوشحال کر دے گا اور اللہ (بہت) وسعت والا

① نوح ۷۱: ۱۰-۱۲۔ ② ابوداؤد، الصلاة: ۱۵۱۸، حدیث جید۔

③ النور ۲۴: ۳۲، ۳۳۔

اور (سب کچھ) جاننے والا ہے اور جن کو بیاہ کی طاقت نہ ہو، وہ پاکدامنی کو اختیار کیے رہیں، یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔“

جہاد کرنا

جہاد ایک ایسا فریضہ ہے، جس کے کرنے سے غازی دنیا میں عزت و وقار پاتا ہے اور شہید جنت کے محلات کا وارث بنتا ہے۔ آغاز اسلام میں مسلمان کمزور اور نادار تھے، مفلسی اس قدر تھی کہ پہننے کے لیے مکمل لباس نہ ہوتا تھا، مگر ۲ ہجری کے بعد اذن جہاد ہوا تو اس کو عملی جامہ پہنا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قدر امیر بنے کہ اللہ کے رسول ﷺ اگر خرچ فی سبیل اللہ کا اعلان کرتے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم تھیلے بھر بھر کر صدقہ کر دیتے۔

سیدنا سلمہ بن نفیل کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ وَيُزِيغُ اللَّهُ لَهُمْ قُلُوبَ أَقْوَامٍ وَيَزُوقُهُمْ مِنْهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ))<sup>①</sup>

”میری امت کا ایک گروہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا اور اللہ ان کے لیے قوموں کے دل پھیر دے گا اور ان کو ان سے رزق عطا فرمائے گا، حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے۔“

مزید آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمُعِي))<sup>②</sup>

”اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے سایہ کے نیچے رکھا۔“

کمزوروں کی مدد

مال و دولت کی فراوانی کے اسباب میں سے ایک سبب کمزوروں، غریبوں اور دینی مدرسے کے طلبہ پر خرچ کرنا بھی ہے۔ آپ ﷺ کمزور لوگوں میں بیٹھتے، ان کی ضرورت کا خیال رکھتے اور فرماتے کہ مجھے ڈھونڈنا ہو، تو غریبوں میں دیکھنا۔ اور ساتھ فرماتے کہ مجھے ان

① سنن نسائی، الخلیل: ۳۵۹۱، صحیح۔

② صحیح بخاری، الجہاد والسير: ۲۹۱۴۔

غریبوں کی دعاؤں کے سبب مال و دولت عطا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کو پتا چلا کہ سعد رضی اللہ عنہ کا موقف ہے کہ وہ امیر ہیں، تو انہیں غریبوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (جبکہ اللہ کے ہاں فضیلت تقویٰ کی بنیاد پر ہوتی ہے، مال کی وجہ سے نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((هَلْ تَنْصُرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضَعْفَائِكُمْ))<sup>①</sup>

”تمہاری مدد جو کی جاتی ہے اور جو رزق دیا جاتا ہے، وہ انہی کمزوروں کی وجہ سے ہے (یعنی تم ان پر خرچ کرتے ہو اور وہ دعائیں کرتے ہیں، اس کی بدولت تمہیں رزق ملتا ہے۔“

دینی علوم حاصل کرنے والوں پر خرچ

امیر بننے کے نسخوں میں سے ایک بہترین نسخہ یہ بھی ہے کہ دینی علوم کے حصول میں وقف طلبہ اور علماء پر خرچ کیا جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو بھائی تھے، ایک علم حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں رہتا اور دوسرا کاروبار کرتا۔ جو بھائی کاروبار کرتا تھا، اس نے اپنے بھائی کی شکایت کی، رسول اللہ ﷺ کے پاس (کہ وہ اکیلا کما تا ہے اور بھائی دینی علوم سیکھنے میں لگا رہتا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ))<sup>②</sup>

”شاید کہ تمہیں رزق اسی کی وجہ سے ہی ملتا ہے۔“

ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں، جیسا کہ آپ ﷺ دعا دیا کرتے تھے، جب کوئی روزہ افطار کروانا، آپ فرماتے:

((أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ))<sup>③</sup>

”روزے دار تمہارے ہاں افطار کرتے رہیں اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھاتے

① صحیح بخاری، الجهاد والسير: ۲۸۹۶۔ ② سنن ترمذی، الزهد: ۲۳۴۵۔

③ سنن ابی داؤد، الأطعمة: ۳۸۵۴، صحیح۔

رہیں اور اللہ کے فرشتے تمہارے لیے دعائیں کرتے رہیں۔“

نصیحت

جہاں ہم ایک نصیحت بھی کریں گے، ان لوگوں کو جو فقراء اور مساکین ہیں، وہ ذریعہ معاش حلال تلاش کر کے کثرت مال کے حصول کی محنت کریں اور اس مال کو حاصل کر کے خیر و فلاح کا کام اور اللہ کو راضی کرنے والے امور پر خرچ کریں، مگر جو اللہ تعالیٰ نے فقراء کو عظمت عطا کی ہے، وہ ان کو مت بھولیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”فقیر مسلمان امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔“<sup>①</sup>

ایک دوسری روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جنت میں دیکھا تو مجھے جنتیوں کی زیادہ تر تعداد غریب لوگوں کی دکھائی دی اور جب میں نے جہنم میں جھانکا، تو وہاں اکثریت عورتوں کی تھی۔“<sup>②</sup>

جو رب دے اس پر قناعت اختیار کریں، دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر کریں، صبر و شکر کے دامن کو کبھی نہ چھوڑیں اور اپنے آپ کو حقیقی امیر بھی بنائیں اور وہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْغِنَىٰ عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَىٰ عَنِ النَّفْسِ))<sup>③</sup>

”امیری مال و دولت کے بہت زیادہ ہونے سے نہیں ہوتی، بلکہ حقیقی امیری تو دل سے ہوتی ہے۔“

شکر کریں لالچ نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ))<sup>④</sup>

اگر شکر کرو گے، تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو لک) میرا عذاب (بھی) سخت ہے۔“

امیر بننے کی خواہش میں اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ جانا جائے، بلکہ جو اللہ نے نعمتیں دے

① سنن ترمذی: ۲۳۵۴۔ ② صحیح بخاری: ۲۲۴۱۔

③ صحیح مسلم: ۱۰۵۱۔ ④ ابراہیم: ۱۴۔۷۔

رکھی ہیں، ان کا شکر ادا کریں، اللہ مزید عطا فرمائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ لالچ سے دور رہیں۔ آپ ﷺ نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو کہا تھا۔ ”اے حکیم! یہ مال سرسبز اور خوشگوار نظر آتا ہے۔ پس جو شخص اسے نیک نیتی سے لے، اس میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے، اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی، بلکہ اس شخص جیسا ہو جاتا ہے جو کھاتا ہے، لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔“ ❶

نیز آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”جو شخص لوگوں سے چمٹا ہے۔ اللہ اسے بچائے گا اور جو غنا اختیار کرے گا، اللہ اس کو غنی (امیر) کر دے گا اور جو صبر کرے گا اللہ اسے صابر بنا دے گا۔“ ❷

قناعت بھی کیجئے، کسی نے سوال کیا کہ میں دنیا کا امیر بننا چاہتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَأَرْضٌ بِمَا قَسَمَ اللَّهُ لَكَ تَكُنْ أَغْنَى النَّاسِ)) ❸

”اللہ نے تیری قسمت کا جو مال تجھے عطا کیا ہے، اس پر راضی ہو جا، تو لوگوں میں سب سے امیر بن جائے گا۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرَزَقَ كَفَافًا وَقَنَعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ)) ❹

”وہ شخص یقیناً کامیاب ہو گیا، جو اسلام لایا اور ضرورت کے مطابق اسے رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی روزی پر قناعت کی توفیق بخشی۔“

احبابِ گرامی! آپ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ یہ دنیا سرسبز و شاداب اور میٹھی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں بھیج کر دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو، پس دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے برپا ہوا تھا۔ ❺

یہ دنیا تو اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے، اگر اللہ کے ہاں اس کی

❶ صحیح بخاری: ۶۴۴۱۔ ❷ صحیح بخاری: ۱۴۶۹۔

❸ سنن ترمذی: ۲۳۰۵۔ ❹ صحیح مسلم: ۱۰۵۴۔ ❺ صحیح مسلم: ۲۷۴۲۔

کوئی اہمیت ہوتی، تو اللہ کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ نہ دیتا، مگر آدمی ساری زندگی اسی کے حصول میں محنت نہ کرتا رہ جائے، بلکہ اگر دنیا کا مال و متاع بھی حاصل کرے، تو مقصود اس کا اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی مطلوب ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا مقصود حصول دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام بکھیر دیتا ہے اور اس کا نقر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے، جتنی اس کے لیے مقدر ہے۔ اور جس کی نیت (دنیا کے حصول سے) آخرت کا حصول ہو (کہ وہ مال کمائے گا امیر بنے گا اور اس کے ذریعے اللہ کو خوش کرے گا) تو اللہ تعالیٰ اس کے کام سلجھا دیتا ہے اور اس کے دل میں غنا پیدا فرما دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پیچھے آتی ہے۔“ ①

ہم آخر میں یہی کہیں گے کہ امیر بننے کے لیے اور خوشحال زندگی بسر کرنے کے لیے اللہ سے دعا کرتے ہوئے وظیفہ خوشحالی پڑھیں، رزق کے حصول کے لیے ذریعہ معاش اختیار کریں۔

## طوبی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحَسُنَ مَا أَجْرُهُمْ﴾ ①  
 ”جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اُن کے لیے خوشخبری اور عمدہ ٹھکانہ ہے۔“

تمہیدی کلمات

اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کی بعثت کا ایک مقصد برے لوگوں کو برائی سے ڈرانا اور اچھوں کو جنت کی بشارتیں اور خوشخبریاں سنانا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ یونس میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنْذِرِ النَّاسَ  
 وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ الْكٰفِرُونَ إِنَّ  
 هَذَا لَسِحْرٌ مُّبِينٌ﴾ ②

”کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں سے ایک مرد کو بھیجا کہ لوگوں کو ڈراؤ اور ایمان لانے والوں کو خوشخبری دے دو کہ اُن کے رب کے ہاں اُن کا سچا درجہ ہے (ایسے شخص کی نسبت) کافر کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادوگر ہے۔“

کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہیں کہ جنہیں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارکہ سے اس دنیا میں واضح لفظوں کے ساتھ جنت کی خوشخبری سنادی گئی ہے اور کچھ بد نصیب بھی ہیں، جنہیں جنت سے محرومی کی خبر سنائی گئی۔ جنت کی بشارت کے لیے آپ ﷺ نے کئی الفاظ استعمال کیے، جن میں سے ایک لفظ طوبی بھی ہے، آج ہم ذکر کریں گے کہ لفظ طوبی کے ساتھ کن کن افراد کو رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری سنائی۔

## طوبی کی تفسیر

طوبی کے کئی ایک معانی ہیں، مثلاً خوشخبری، مومنین کے لیے پاکیزہ زندگی، نعمت، خیر اور سرور اور ایک معنی یہ ہے کہ طوبی جنت میں ایک درخت ہے، جس کے سائے میں ایک سو سو سال تک سفر کرتا رہے، تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا اور جنتی لوگ اس سے اپنا اپنا لباس حاصل کریں گے۔

عقبہ بن عبد بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! کیا جنت میں پھل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں جنت میں ایک درخت ہے، جس کا نام طوبی ہے۔<sup>①</sup>

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک درخت ہے، جس کے سائے میں ایک سو سو سال تک چلتا رہے گا اور اگر تم چاہو تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھو: ﴿وَطَيْبٌ مِّنْ دُونِهَا﴾۔“<sup>②</sup>

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں، آپ فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار ایک سو سال تک اس کے سائے میں چلتا رہے گا، لیکن وہ ختم نہ ہوگا۔<sup>③</sup>

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! اس شخص کے لیے طوبی (خوشخبری) ہو، جس نے آپ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لایا۔ آپ نے فرمایا: ”اس کے لیے طوبی ہو، جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا، پھر طوبی ہو، پھر طوبی ہو، پھر طوبی ہو، اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا، حالانکہ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا۔“ ایک شخص نے پوچھا: طوبی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ جنت میں ایک درخت ہے، اس کی سو سال کی مسافت ہے اور اہل جنت کا لباس اس کے شگوفوں سے نکلتا ہے۔“<sup>④</sup>

① مسند احمد: ۴/ ۱۸۳ (۱۷۷۹۲)، صحیح ابن حبان: ۷۳۷۱، المعجم الكبير:

۱۷/ ۱۲۶ (۳۱۲)۔ ② الواقعہ ۵۶: ۳۰؛ مسند احمد: ۳/ ۱۱۰؛ صحیح مسلم:

۲۸۲۶؛ سنن الترمذی: ۳۲۹۲۔

③ صحیح بخاری، الرقاق، باب صفة الجنة والنار: ۳۲۵۱ (۶۵۵۲، ۶۵۵۳)؛ صحیح مسلم، الجنة، باب ان فی الجنة سیر الراكب: ۲۸۲۷۔

④ مسند احمد: ۳/ ۱۷؛ مسند ابو یعلیٰ: ۱۳۷۴؛ صحیح ابن حبان: ۷۱۸۶۔

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:  
 ((طُوبَىٰ شَجْرَةٌ فِي الْجَنَّةِ مَسِيرُهَا مِائَةٌ عَامٍ حَيْثَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ  
 تَخْرُجُ مِنْ أَكْمَامِهَا))<sup>①</sup>

”طوبی جنت کا درخت ہے، جس کا سایہ سو سال کی مسافت کے برابر ہے، اہل  
 جنت کے کپڑے اسی کے خوشے سے نکلیں گے۔“

تین کام کرنے والوں کے لیے خوشخبری

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((طُوبَىٰ لِمَنْ مَلَكَ لِسَانَهُ وَوَسِعَهُ بَيْتُهُ وَبَكَى عَلَىٰ خَطِيئَتِهِ))<sup>②</sup>

”خوشخبری ہے اس آدمی کے لیے، جس نے اپنی زبان کو قابو رکھا، بلا ضرورت  
 گھر سے نہ نکلا اور اپنی غلطی پر رویا۔“

ایک روایت میں کچھ الفاظ مختلف ہیں، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ  
 میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، جناب محمد ﷺ! نجات کس چیز میں ہے۔۔؟ تو  
 آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَمْلِكُ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلَيْسَعَكَ بَيْتَكَ وَأَبْكَ عَلَىٰ خَطِيئَتِكَ))<sup>③</sup>

”اپنی زبان پر قابو رکھ، بلا ضرورت گھر سے نہ نکل، اور اپنے گناہوں پر آنسو  
 بہا۔“

ان دو احادیث میں تین چیزیں بیان ہوئی ہیں:

۱۔ زبان کی حفاظت کرنے والے کے لیے خوشخبری

۲۔ بلا ضرورت گھر سے نہ نکلنے والے کے لیے خوشخبری

۳۔ اپنے گناہوں پر آنسو بہانے والے کے لیے خوشخبری

① سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۴/ ۱۹۵۸۔

② صحیح الترغیب والترہیب: ۲۷۴۰، حمن لغيره۔

③ سنن ترمذی، الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان: ۲۴۵۶، الصحیحہ: ۱۹۵۔

۱۔ زبان کی حفاظت کرنے والے کے لیے خوشخبری

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں، جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کر دے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا:

((كُنْتُ عَلَيْكَ هَذَا))

”اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھ۔“

میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا زبان کی وجہ سے بھی پکڑ ہوگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تیری ماں تجھے گم پائے، اے معاذ!“

((وَهَلْ يَكْتُبُ النَّاسُ فِي النَّارِ عَلَيَّ وَجُوهِهِمْ أَوْ عَلَىٰ مَنَاخِرِهِمْ  
إِلَّا حَصَائِدُ السِّبْتِهِمْ))<sup>①</sup>

”لوگوں کو آتش جہنم میں ان کے چہروں کے بل ان کی زبانوں کی کٹائی ہی گرائے گی۔“

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يَضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنَ لَهُ الْجَنَّةَ))<sup>②</sup>

”جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے، جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے (زبان اور شرم گاہ) تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“

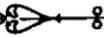
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يَوْمًا مِنَ يَوْمِي بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا))<sup>③</sup>

① سنن ترمذی، الایمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة: ۲۶۱۶؛ صحیح الجامع الصغیر: ۲۹/۳؛ سنن ابن ماجہ: ۲۹۷۳، حدیث حسن صحیح۔

② بخاری، الرقاق، باب حفظ اللسان: ۶۴۷۴۔

③ صحیح بخاری، الرقاق، باب حفظ اللسان: ۶۴۷۵؛ صحیح مسلم: ۱۷۳۔



”جو کوئی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ صرف اچھی بات کہے۔“

حضرت اسود بن اسرم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمائیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَا تَقُلْ بِلسَانِكَ إِلَّا مَعْرُوفًا)) ①

”تو ہمیشہ اپنی زبان سے اچھی بات ہی کہہ۔“

حضرت ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کوئی چیز ایسی ہے، جو جنت کو واجب کر دیتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ وَبَذْلِ الطَّعَامِ)) ②

”اچھی گفتگو کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ)) ③

”اچھی گفتگو کرنا صدقہ ہے۔“

۲۔ بلا ضرورت گھر سے نہ نکلنے والے کے لیے خوشخبری

بلا ضرورت کام لغویات کا حصہ ہیں، لغویات اور فضولیات سے پرہیز مومن کے ایمان کی نشانی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ

عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝)) ④

”بلاشبہ ایمان داروں نے نجات حاصل کر لی، جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے

① الترغیب والترہیب: ۳ / ۵۳۰، حدیث حسن۔ ② صحیح الترغیب والترہیب،

الادب، باب الترغیب فی طلاقہ الوجه وطیب الکلام: ۲۶۹۵۔

③ صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب أخذ بالرکاب ونحوہ، ح: ۲۹۸۹۔

④ المؤمنون: ۲۳ / ۱-۳۔

ہیں، جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝﴾ ①

”اور جب وہ بے ہودہ کام کے پاس سے گزر جاتے ہیں تو باعزت گزر جاتے ہیں۔“

آدمی کے اسلام کی خوبی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ)) ②

”آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے ہے کہ وہ لایعنی، فضول کاموں کو چھوڑ

دے۔“

۳۔ اپنے گناہوں پر آنسو بہانے والے کے لیے خوشخبری

غلطی اور گناہ فطرت انسانی ہے، لیکن گناہ پر مصر رہنا اور اس پر ندامت نہ کرنا، نقص ایمان ہے، خوش نصیب ہے وہ انسان جسے غلطی کے بعد شرمندگی، ندامت اور توبہ کی توفیق مل گئی اور اس نے اللہ کے سامنے گناہوں کا اعتراف کر کے، رب کے حضور آنسو بہا کر، اللہ سے معافی مانگ لی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے حواریوں کو وعظ کرتے ہوئے یہی فرمایا:

((طُوبَى لِمَنْ بَكَى عَلَى خَطِيئَتِهِ وَخَزَنَ لِسَانَهُ وَوَسِعَهُ يَتْنُهُ)) ③

”جنت میں اس شخص کے لیے طوبی (درخت کا سایہ) ہے، جو اپنی خطاؤں پر ندامت

کے آنسو بہائے، اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اس کا گھر اس کو وسیع ہو جائے۔“

اپنی غلطی پر آنسو بہا کر رونے والے کے لیے خوشخبری یعنی جہنم سے نجات اور جنت کا داخلہ نصیب ہو گیا، کیونکہ حدیث میں ہے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا

① الفرقان: ۲۵ / ۷۲۔ ② سنن ترمذی، الزهد، باب من حسن اسلام المرء.....: ۲۳۱۷؛ سنن ابن ماجہ: ۳۹۷۶۔ ③ حسن السمعت فی الصمت: ۶۵؛ الزهد لابن أحمد: ۳۰۳؛ الزهد للامام وکیع: ۲۵۵، ۳۱، اس کی سند صحیح ہے۔

اے اللہ کے رسول! نجات کس چیز میں ہے.....؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَلِكُ عَلَيْكَ لِسَانِكَ وَلاِيسَعُكَ يَدَاكَ وَابْنُكَ عَلَى خَطِيئَتِكَ)) ①

”اپنی زبان پر قابو رکھ، بلا ضرورت گھر سے نہ نکل، اور اپنے گناہوں پر آنسو بہا۔“

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((وَعَزَّتِي لَا أَجْمَعُ عَلَى عَبْدِي خَوْفِينَ وَأَمْنِينَ إِذَا خَافَنِي فِي الدُّنْيَا

أَمْنَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِذَا أَمَنَنِي فِي الدُّنْيَا أَخَفَّتُهُ يَوْمَ الْآخِرَةِ)) ②

”اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندوں پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کروں گا، جب دنیا میں مجھ سے ڈرا، آخرت میں امن دوں گا، اور جب دنیا میں نڈر رہا تو آخرت میں ڈراؤں گا۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِنْهَا قَطُّ فَقَالَ: ((لَوْ

تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَكَبَيْتُمْ كَثِيرًا)) فَغَطَّى

أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجُوهَهُمْ وَلَهُمْ حَيْنٌ ③

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک مرتبہ) ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس جیسا خطبہ میں نے کبھی نہیں سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم وہ باتیں جان لو، جن کا مجھے علم ہے، تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔“ پس رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے اپنے چہرے ڈھانپ لیے اور ان کی آہ وزاری کی آوازیں آنے لگیں۔

اہل شام کے لیے خوشخبری

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

① سنن ترمذی، الزهد، باب ماجاء فی حفظ اللسان: ۲۴۵۶؛ الصحیحہ: ۱۹۵۔

② صحیح ابن حبان: ۶۴۰۔ ③ صحیح بخاری، الرقاق، باب قول النبی ﷺ

لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا۔

((طُوبَى لِلشَّامِ!)) فَقُلْنَا: لِأَيِّ ذَلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَأَنَّ  
مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بِأَسْطَءَ أُجْنَحَتِهَا عَلَيْهَا)) ❶

”خوشخبری ہے شام کے لیے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں، ہم نے کہا: وہ کیوں؟ تو  
آپ ﷺ نے فرمایا: ”شام پر اللہ کے فرشتوں نے اپنے پر پھیلا رکھے ہیں۔“

مندرجہ ذیل احادیث میں ”شام“ کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی  
حیات مبارکہ اور بعد میں خطہ زمین کے لیے شام کا لفظ بولا جاتا تھا، اس پر اب سوریا (اردو  
میں ”شام“) لبنان، فلسطین اور اردن جیسے چھوٹے چھوٹے ملک پھیلے ہوئے ہیں۔

احادیث رسول میں شام، فلسطین اور بیت المقدس کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔  
صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الشَّامُ أَرْضُ الْمُحْشَرِّ وَالْمُنْشَرِّ)) ❷

”شام وہ سرزمین ہے، جہاں (روز قیامت) لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا اور وہیں  
سے وہ (حساب کے لیے) منتشر ہوں گے۔“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِيْنِنَا)) ❸

”اے اللہ! ہمارے شام میں برکت دے، اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت  
دے۔“

حضرت عبداللہ بن حوالہ الأزدي رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”عنقریب تم کئی فوجوں میں تقسیم ہو جاؤ گے، ایک فوج شام میں ہوگی، دوسری

عراق میں اور تیسری یمن میں ہوگی۔“

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں کھڑا ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ ان

❶ سنن ترمذی، الناقب، باب فی فضل الشام والیمن: ۳۹۵۴؛ المستدرک للحاکم: ۲/۲۲۹؛ الصحیحۃ للالبانی: ۵۰۳۔

❷ صحیح الجامع الصغیر: ۳۷۲۶۔ ❸ صحیح البخاری، الفتن، باب قول النبی ﷺ ”الفتنة من قبل المشرق“: ۷۰۹۴؛ مسند أحمد: ۲/۹۰، ۱۱۸۔

تینوں فوجوں میں سے ایک فوج میرے لیے منتخب کر دیجئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ)) یعنی ”تم لازمی طور پر شام کی فوج میں رہنا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس لیے کہ شام اللہ کی پسندیدہ زمین ہے، اسی زمین کی طرف اللہ کے بندوں کے گروہ کو اکٹھا کیا جائے گا اور جس شخص کو شام کی فوج میں شمولیت سے انکار ہو، وہ یمن میں چلا جائے اور اس کے پانیوں سے میرا بھرا ہو، اور یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کی ضمانت دی ہے۔“ ①

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((سَيَكُونُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ، فَخِيَارُ أَهْلِ الْأَرْضِ الزَّمُومَةُ مُهَاجِرًا إِبْرَاهِيمًا)) ②

”عنقریب ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہوگی، تو روئے زمین پر بسنے والے لوگوں میں سب سے اچھے لوگ وہ ہوں گے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جائے ہجرت (شام) میں مستقل رہائش رکھیں گے۔“

اور حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَحَوَّلَ خِيَارُ أَهْلِ الْعِرَاقِ إِلَى الشَّامِ، وَيَتَحَوَّلَ شِرَارُ أَهْلِ الشَّامِ إِلَى الْعِرَاقِ. ③

”قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک عراق کے اچھے لوگ شام میں اور شام کے برے لوگ عراق میں نہ چلے جائیں۔“

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کا آغاز کس طرح سے تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَنُشْرَى عَيْسَى، وَرَأَتْ أُمِّي أَنَّهُ يَخْرُجُ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ مِنْهَا قُصُورَ الشَّامِ)) ④

① مسند احمد: ۵ / ۳۳؛ سنن ابی داود، الجهاد: ۲۴۸۳؛ الحاکم: ۴ / ۵۱۰، البانی رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا ہے۔ ② المستدرک للحاکم: ۴ / ۵۱۱، اسنادہ حسن، وفضائل الشام للآلبانی: ۸۲۔ ③ مسند احمد: ۵ / ۲۴۹، حسن۔ ④ مسند احمد: ۵ / ۲۶۲؛ المعجم الكبير للطبرانی: ۸ / ۱۷۵ (۷۷۲۹)، الصحيحة للآلبانی: ۱۹۲۵۔

”میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت (سے میرا آغاز ہوا)، اور میری ماں نے خواب میں دیکھا کہ اس سے ایک نور نکلا ہے، جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ، یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ شام کو اپنے نور کے ساتھ خاص کیا ہے، اس میں یہ اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو شام میں استقرار نصیب ہوگا، اور یہی وجہ ہے کہ شام کی سرزمین آخر کار اسلام اور اہل اسلام کی آخری پناہ گاہ ہوگی اور اسی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔“<sup>①</sup>

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ عَمُودَ الْكِتَابِ انْتَزَعَتْ مِنْ تَحْتِ وَسَادَتِي فَاتَّبَعَتْهُ بَصْرِي فَإِذَا هُوَ نُورٌ سَاطِعٌ عَمِدًا بِهِ إِلَى الشَّامِ، أَلَا وَإِنَّ الْإِيمَانَ إِذَا وَقَعَتِ الْفِتْنُ بِالشَّامِ))<sup>②</sup>

”میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرے ٹکے کے نیچے سے کتاب کا ستون (ایمان) کھینچ لیا گیا ہے، میری نظر نے اس کا پیچھا کیا، دیکھا تو وہ ایک نور تھا، جو شام کی طرف چمک رہا تھا۔ خبردار! جب فتنے واقع ہوں گے، تب ایمان شام میں ہوگا۔“

والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے کے لیے خوشخبری

حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوبَى لَهُ زَادَ اللَّهُ فِي عُمْرِهِ))<sup>③</sup>

”خوشخبری ہے، اس آدمی کے لیے، جس نے والدین کے ساتھ نیکی کی کہ اللہ

① تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۲۵۳۔ ② المستدرک للحاکم: ۴/ ۵۰۹ (۸۵۵۴)؛ مسند احمد: ۵/ ۱۹۹؛ صحیحہ الشیخ الألبانی۔

③ المستدرک للحاکم: ۴/ ۱۵۴؛ المعجم الکبیر: ۴۴۷۔

تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرمائے۔“  
والدین کے ساتھ نیکی اللہ کا حکم  
والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے کی اللہ تعالیٰ نے خاص تلقین فرمائی ہے،  
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ  
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ  
وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَلًا  
فَخُورًا﴾ ①

”اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ  
کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں سے یتیموں سے اور مسکینوں سے اور  
قرابتدار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے  
مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں (غلام یا کنیز) یقیناً اللہ  
تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔“

والدین کے ساتھ اچھا سلوک اللہ کے ہاں پسندیدہ عمل بھی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو عبد الرحمن  
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کون سا  
عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الصَّلَاةُ عَلَىٰ وَفَّقَهَا)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ: ثُمَّ  
أَيُّ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) ②

”اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔“

www.KitaboSunnat.com

① النساء: ۴: ۳۶۔ ② صحیح بخاری، مواقیت الصلوة لوقتہا، باب فضل

الصدقة لوقتہا: ۵۲۷، ۵۹۷۰؛ صحیح مسلم: ۸۵؛ سنن ترمذی: ۱۷۳۔

کثرت سے استغفار کرنے والے کے لیے خوشخبری

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((طُوبَى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيْفَتِهِ اسْتِغْفَارًا اَكْبَرًا))<sup>①</sup>

”اس شخص کے لیے خوشخبری ہے، جس کے نامہ اعمال میں بکثرت استغفار پایا گیا۔“

استغفار کرنے کی اللہ تعالیٰ نے بار بار ترغیب دلائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

((وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيَاكَ وَسَتِغْفِرَ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ))<sup>②</sup>

”اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرو اور صبح و شام اپنے رب کی تسبیح بیان کر اس کی حمد کے ساتھ۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہمیشہ بخشتے رہنے کی قسم کھائی ہے، فرمان نبوی ہے کہ:

((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لَا اُبْرِحُ اُغْوِي عِبَادَكَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْسَادِهِمْ قَالَ الرَّبُّ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِي))<sup>③</sup>

”شیطان نے کہا: اے پروردگار! تیری عزت کی قسم! میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا، جب تک ان کی روئیں ان کے جسموں میں ہیں۔ پروردگار نے کہا، (مجھے) میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں انہیں بخشتا رہوں گا، جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔“

بچپن میں فوت ہونے والے بچوں کے لیے خوشخبری

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

دُعِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِنَ الْاَنْصَارِ، فَقُلْتُ: يَا

① سنن ابن ماجہ، الادب، باب الاستغفار: ۳۸۱۸؛ صحیح الجامع الصغیر:

۳۹۳۵۔ ② الغافر: ۴۰، ۵۵۔

③ صحیح الجامع الصغیر: ۱۶۵۰؛ صحیح الترغیب والترہیب، الذکر والدعاء،

باب الترغیب فی الاستغفار: ۱۶۱۷؛ السلسلۃ الصحیحہ: ۱۰۴۔

رَسُولَ اللَّهِ طُوبَى لِهَذَا، عُضْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ  
السُّوءَ وَلَمْ يُذْرِكْهُ، قَالَ: «أَوْعَيْرٌ ذَلِكَ، يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ  
لِلْجَنَّةِ أَهْلًا، خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ، وَخَلَقَ لِلنَّارِ  
أَهْلًا، خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ» ❶

”رسول اللہ ﷺ کو انصار کے ایک بچے کے جنازہ کے لیے بلا یا گیا، تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! خوشخبری ہو اس بچے کے لیے، یہ تو جنتی چیز یا ہے، کیونکہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ ہی گناہ کے قریب گیا ہے، تو آپ نے فرمایا: ”کیا اس کے علاوہ ہوگا، اے عائشہ! یقیناً اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور جنت کو ان کے لیے حالانکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں ہوتے ہیں اور اسی طرح کچھ مخلوقات کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے اور جہنم کو ان کے لیے، حالانکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں ہوتے ہیں۔“

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ بچپن میں فوت ہونے والے کہاں جائیں گے، وہ مسلمانوں کے ہیں یا غیر مسلموں کے، مذکورہ حدیث میں اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسے بچوں کے لیے جنت کی خوشخبری دی ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تصدیق فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا  
أَلْتَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِهِمْ قَبْضًا﴾ ❷

”اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی (راہ) ایمان میں ان کے پیچھے چلی، ہم ان کی اولاد کو بھی ان (کے درجے) تک پہنچادیں گے اور ان کے اعمال میں سے کچھ کم نہ کریں گے۔“

جب نبی کریم ﷺ کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

❶ صحیح مسلم، القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة وحکم موت اطفال الکفار واطفال المسلمین: ۲۶۶۲۔ ❷ الطور ۵۲: ۲۱۔

((إِنَّ لَهُ مَوْضِعًا فِي الْجَنَّةِ)) ①

”بلاشبہ جنت میں اس کے لیے ایک دودھ پلانے والی ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

كَانُوا عَامِلِينَ)) ②

نبی کریم ﷺ سے مشرکین کے نابالغ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا، تو

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ خوب جانتا ہے، جو بھی وہ عمل کرنے والے ہوئے۔“

باعمل غرباء کے لیے خوشخبری

امیری اور غریبی اللہ کی تقسیم، مال و زر کی فراوانی فضل الہی ہے، لیکن اسلام نے غرباء کی بھی حوصلہ اور دل جوئی فرمائی ہے کہ انہیں اگرچہ دنیاوی زندگی میں بہت زیادہ نعمتیں نہیں ملیں، لیکن اگر اللہ کے فیصلے پر راضی رہے، تو اللہ جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں گے، یہی خوشخبری کا مفہوم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَدَأَ الْإِسْلَامَ غُرَبِيًّا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غُرَبِيًّا، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ)) ③

”اسلام غربت میں شروع ہوا اور عنقریب اپنی پہلی غربت والی حالت میں چلا

جائے گا، پس غرباء کے لیے خوشخبری ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَطْلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ قَوْمًا يُتُّ أَسْمُرُ أَهْلُهَا الْفُقَرَاءُ)) ④

① صحیح البخاری، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المسلمين: ۳۸۲۱۔

② صحیح البخاری، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين: ۱۳۸۴؛ صحیح

مسلم: ۲۶۵۸۔ ③ صحیح مسلم، الايمان، باب بيان ان الإسلام بدأ غريباً وسيعود غريباً، وانه يارز بين المسجدين: ۱۴۵۔

④ صحیح بخاری، الرقاق، باب صفة الجنة والنار: ۶۵۴۶؛ صحیح مسلم،

الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء وأكثر أهل النار النساء: (۲۷۳۷)

”میں نے جنت کا مشاہدہ کیا تو میں نے دیکھا کہ اس میں اکثریت فقراء کی ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ فَقْرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَسْبِقُونَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بَأَرْبَعِينَ خَرِيْفًا)) ①

”بے شک روزِ قیامت فقیر، مہاجر لوگ، مالدار لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔“

مجاہد کے لیے خوشخبری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كِعْسُ عَبْدِ الدِّينَارِ، وَعَبْدُ الدِّرْهِمِ، وَعَبْدُ الْخَيْصِصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رِضَى، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، كِعْسٌ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شَيْكَ فَلَا انْتَقَشَ، طَوْبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانٍ فَرَسَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَشْعَكَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٌ قَدَّمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنْ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنَ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشْفَعْ)) ②

”روپے پیسے کا بندہ اور کیبل کا بندہ تباہ ہوا، اگر اس کو کچھ دیا جائے، تب تو خوش، جو نہ دیا جائے، تو غصے ہو جائے، ایسا شخص تباہ اور سرنگوں ہوا۔ اس کو کاٹنا لگے، تو اللہ کرے پھر نہ نکلے۔ خوشخبری ہے اس بندے کے لیے، جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقع پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں اور اس کے قدم گردوغبار سے اٹھے ہوئے ہیں، اگر اسے چوکی پہرے پر لگا دیا جائے، تو وہ اپنے کام میں پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر

① صحیح مسلم، الزهد والرقاق، باب: ۲۹۷۹۔ ② صحیح بخاری، الجہاد والسير، باب الحراسة فی الغزو فی سبیل اللہ: ۲۸۸۷۔

لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کے لیے) لگا دیا جائے، تو اس میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی سے لگا رہے (اگرچہ زندگی میں غربت کی وجہ سے اس کی کوئی اہمیت بھی نہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے، تو اسے اجازت بھی نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے، تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے۔“

حدیث مبارکہ میں دنیا کے حریص آدمی کی مذمت اور جنت کے متلاشی کے لیے خوشخبری ہے، جو کسی طمع و لالچ کے بغیر میدان جہاد میں اپنے مال و جان کو قربان کر کے رب کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسے کوئی پروا نہیں کہ دنیا میں اس کا کوئی مقام بنے یا نہ بنے، لیکن آخرت سنوارنے کی خاطر سب ازیتیں اور مصائب برداشت کیے جاتا ہے، کیونکہ اسے یقین ہے کہ راہ جہاد کے راہی بغیر حساب کے جنت کے وارث بننے والے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت محمدی کے لیے خوشخبری

سیدنا ابو عبد الرحمن جنہی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، دوسوا آپ کی طرف آئے، جب آپ نے ان کو دیکھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کنڈی قبیلہ یا مذحج قبیلہ سے ہیں، جب وہ آئے، تو وہ مذحج سے تھے، راوی کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک آگے بڑھا تا کہ آپ سے بیعت کرے، جب آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے کہا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ مَنْ رَأَاكَ فَاَمَّنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ، مَاذَا لَهُ؟ قَالَ: ((طُوبَى لَهُ))، قَالَ: فَمَسَحَ عَلَيَّ يَدِهِ فَاَنْصَرَفَ.

اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا اس شخص کے بارے کیا خیال ہے، جس نے آپ کو دیکھا، آپ پر ایمان لایا، آپ کی باتوں کی تصدیق کی اور پھر ان کی پیروی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خوشخبری ہے اس کے لیے، پھر اس نے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ لگایا (یعنی بیعت کی) اور وہ واپس پلٹ گیا۔“

نَمَّ أَقْبَلَ الْأَخْرَ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ لِيُبَايِعَهُ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،

أَرَأَيْتَ مَنْ آمَنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ وَلَمْ يَرْكَبْ؟ قَالَ: طُوبَى لَهُ، ثُمَّ طُوبَى لَهُ، ثُمَّ طُوبَى لَهُ قَالَ: فَمَسَحَ عَلَيَّ يَدِهِ، فَانصَرَفَ. ①

”پھر دوسرا شخص آیا، جب آپ نے اس سے بھی بیعت کے لیے ہاتھ پکڑا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو شخص آپ پر ایمان لایا، آپ کی باتوں کی تصدیق کی اور پھر ان کی پیروی کی، لیکن آپ کو دیکھا نہیں اس کے بارے آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے خوشخبری ہے، اس کے لیے خوشخبری ہے، اس کے لیے خوشخبری ہے، پھر اس نے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ لگایا (یعنی بیعت کی) اور وہ واپس پلٹ گیا۔“

ایک دوسری روایت میں ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص کے لیے طوبیٰ (خوشخبری) ہو، جس نے آپ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لایا۔ آپ نے فرمایا: اس کے لیے طوبیٰ ہو جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا، پھر طوبیٰ ہو، پھر طوبیٰ ہو، پھر طوبیٰ ہو اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا، حالانکہ اس نے مجھ کو نہیں دیکھا۔ ایک شخص نے پوچھا طوبیٰ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ جنت میں ایک درخت ہے، اس کی سوسال کی مسافت ہے اور اہل جنت کا لباس اس کے شگوفوں سے نکلتا ہے۔“ ②

اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت محمدیہ کی فضیلت اور ان کے لیے جنت اور اس کی نعمتوں کی خوشخبری دی گئی ہے۔

اپنے عیبوں کی اصلاح کرنے والے کے لیے خوشخبری

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((طُوبَى لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَنْ عَيْبِ النَّاسِ)) ③

”خوشخبری ہے اس شخص کے لیے، جسے اس کا اپنا عیب لوگوں کے عیب (تلاش

① مسند احمد: ۱۷۳۸۸، حسن۔

② مسند احمد: ۱۷/۳، مسند ابویعلیٰ: ۱۳۷۴، صحیح ابن حبان: ۷۱۸۶۔

③ مسند البزار، كشف الأستار: ۳۲۲۵، ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بزار نے اسے حسن سند سے نقل کیا ہے، جبکہ عراقی نے اسے اتحاف المتقين: ۷/۴۶۵، میں ضعیف کہا ہے۔

کرنے) سے روک دے۔“

خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جو دنیا اور آخرت میں بہترین اور خوشگوار زندگی کا اور جنت کے درخت طوبی کا حقدار بننے کے لیے اپنے عیب دیکھتا ہے، انہیں دور کرنے یا چھپانے میں اس قدر منہمک رہتا ہے کہ دوسروں کے عیبوں کی ٹوہ لگانے کی اسے فرصت ہی نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے عیب تلاش کرنے اور عیب لگا کر انہیں رسوا کرنے سے شدید مذمت کے ساتھ روکا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْخَرُوا قَوْمًا مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ ط بئس الاسم الفسوق بعد الإيمان وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾﴾

”مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتیں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو، ایمان لانے کے بعد بُرا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔“

﴿وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ﴾ کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے عیب کو چھپائے، عیب کو ظاہر کر کے اپنے بھائی کو رسوا نہ کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے گناہوں اور عیبوں پر پردہ ڈالے رکھے اور معاشرے میں اس کی عزت محفوظ رہے، لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ دوسرے کے عیبوں کو ٹٹواتا نہ پھرے بلکہ اگر کسی کی غلطی یا عیب کا علم ہو بھی جائے، تب بھی اسے حتی المقدور چھپانے کی کوشش کی جائے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ②

① الحجرات ۴۹: ۱۱۔ ② صحیح بخاری، المظالم، باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلّمه: ۲۴۴۲۔

”جس کسی نے مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔“

اسلام کی نعمت پانے والوں کے لیے خوشخبری

حضرت فضالہ بن عبید اللہؓ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا: آپ فرما رہے تھے:

((طُوبَى لِمَنْ هَدَى لِلْإِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَقِنَعًا)) ❶

”اس شخص کے لیے خوشخبری ہے، جسے اسلام کی ہدایت دی گئی، اس کی معاش بقدر ضرورت تھی اور اس نے (اسی پر) قناعت اختیار کر لی۔“

حدیث مبارکہ میں اسلام قبول کرنے والے کو خوشخبری دی گئی ہے کہ وہ خوش نصیب ہے کہ اسے اللہ نے ہدایت کی توفیق دی اور اس نے اس کو قبول کر لیا۔ کیونکہ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے، جسے اللہ نے ہمارے لیے پسند کیا ہے:

((الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَدِينَكُمْ وَآتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا)) ❷

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔“

دین اسلام کی ہدایت صرف اسے ہی ملتی ہے، جو اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگتا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِيكُمْ)) ❸

”اے میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے، مگر جسکو میں ہدایت دوں پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔“

❶ سنن ترمذی، الزهد، باب ماجاء فى الكفات والصبر عليه: ۲۳۵۰، صحیح الترغیب: ۸۳۰، الحاکم: ۳۵/۱۔

❷ المائدة: ۵: ۳۔ صحیح مسلم، البر والصلة، باب تحريم الظلم: ۶۵۷۲۔

عمر لمبی اور نیک عمل والے کے لیے خوشخبری

عمر و بن قیس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

جَاءَ أَعْرَابِيَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا.

”دو اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ان میں سے ایک نے عرض کیا۔“

((يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟))

”اے اللہ کے رسول! لوگوں میں کون سب سے بہتر ہے؟“

قَالَ: ((ظَوْنِي لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسَنَ عَمَلُهُ))<sup>①</sup>

آپ نے فرمایا: ”خوشخبری ہے، اس شخص کے لیے جس کی عمر لمبی ہوئی اور اس

نے اس میں نیک عمل کیے۔“

نیکی عمر میں اضافہ کا سبب

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ))<sup>②</sup>

”نیکی ہمیشہ عمر میں اضافے کا سبب ہوتی ہے۔“

اسی طرح ایک حدیث میں ہے، حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:

((شَرُّ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ))<sup>③</sup>

”لوگوں میں سے بدترین وہ شخص ہے، جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برے ہوں۔“

بزرگ کہتے ہیں کہ بڑے چھوٹوں کا احترام یہ سوچ کر کریں کہ ان کی عمریں تھوڑی ہیں،

انہوں نے گناہ بھی تھوڑے کیے ہوں گے اور چھوٹے بڑوں کا احترام یہ سوچ کر کریں کہ ان کی

عمریں لمبی ہیں، انہوں نے نیکیاں زیادہ کیں ہیں، یہ بات درست ہے کہ اگر آدمی کی عمر لمبی

① مسند احمد: ۴/ ۱۹۰؛ ابن حبان: ۱۷۲۳؛ الصحيح: ۱۸۸۶۔

② مسند احمد (۲۲۳۸۶)

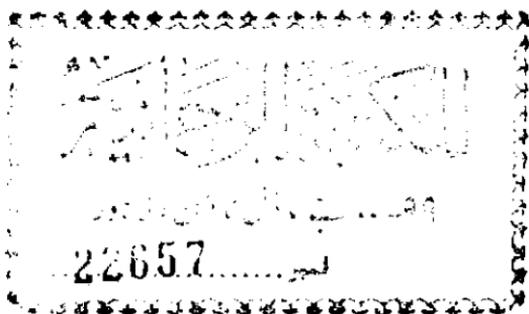
③ صحيح جامع الصغير: ۳۲۹۷۔

ہے اور اس نے اس میں نیکیاں کیں ہیں، تو یہ آدمی واقعی خوش قسمت اور جنت کی بشارت اور خوشخبری کا مستحق ہے، لیکن اگر عمر تو بڑی لمبی ہے مگر اس نے اس میں گناہ ہی کیے ہیں تو اس سے بڑھ کر بد قسمت بھی کوئی نہیں ہے۔ یاد رہے کہ نیکیاں آدمی کو دنیا اور آخرت میں عزت اور برائیاں ذلت دیتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ

لِّلْعَالَمِينَ﴾ ①

”جو شخص نیک کام کرے گا، وہ اپنے نفع کے لیے (کرے گا) اور جو برا کام کرے گا، اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔“



## ضروری یادداشت

